مجلس انصار اللہ کینیڈا کا ترجمان

نحن انصار اللہ

January to March 2010 | Volume, No. 11

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ لا قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝

(البقرة 158-2:154)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور وہ جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔ اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیدے۔

ان لوگوں کو جن پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت پانے والے ہیں۔ (البقرة 158-2:154)

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی و دینی مجلہ

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِيْکَ لَہٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط

عہد

مجلس انصار اللہ

میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جِد وجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی و دینی مجلّہ

نحنُ انصارُ اللہ

جلد نمبر: 11 ☆☆ شمارہ نمبر: 1 ☆☆ بابت جنوری تا مارچ 2010ء ☆☆ 1389 ہجری شمسی

فہرست مضامین

نیشنل امیر جماعتہائے احمدیہ کینیڈا
مکرم ومحترم ملک لال خان

صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا
شفقت محمود

قائد اشاعت
حامد لطیف بھٹی

مدیر۔ اردو
ناصر احمد وینس

مدیر۔ انگلش
ڈاکٹر ساجد احمد

کمپوزنگ وڈیزائننگ
سعید مجید۔ محمد خلیل

فوٹو گرافی
ملک مظفر احمد۔ محمود احمد چغتائی

پرنٹنگ: جمنک گرافکس
info@jamnikgraphics.com

دفتر اشاعت۔ 100 Ahmadiyya Ave, Maple, ON, Canada L6A 3A4

E-Mail Address: nahnuansarullah_canada@yahoo.ca

قرآن مجید

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِهٖ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِیۡنَ ○

(سورۃ النحل، آیت: 126)

(اور اے رسول ﷺ) تو (لوگوں کو) حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے اپنے ربّ کی راہ کی طرف بُلا۔ اور اس طریق سے جو سب سے اچھا ہو۔ اُن سے (اُن کے اختلافات کے متعلق) بحث کر۔ تیرا ربّ ان کے (بھی) جو اس کی راہ سے بھٹک گئے ہوں (سب سے) بہتر جانتا ہے اور ان کو بھی جو ہدایت پاتے ہیں۔

حدیثِ نبوی ﷺ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صلّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسلَّمَ قَالَ لِعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ : فَوَاللّٰهِ لَاَنْ یَّهْدِیَ اللّٰهُ بِکَ رَجُلاً وَاحِدً خَیْرٌ لَکَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ۔

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

خدا کی قسم! تیرے ذریعہ ایک آدمی کا ہدایت پا جانا اعلیٰ درجے کے سُرخ اونٹوں کے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔

(مسلم کتاب العلم باب سنّ حسنه او سئیة)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دعوت الی اللہ کی تڑپ

"ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر اللہ تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچا لیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں، خواہ مارے ہی جاویں۔"

(ملفوظات جلد: 3، صفحہ: 291)

ادارتی صفحات
ایڈیٹر

دعوتِ الی اللہ۔ ایک مقدّس فریضہ

دعوت الی اللہ کے داعیٔ عظیم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے حوالے سے تمام مسلمانوں کو دعوت الی اللہ کی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں فرمایا: اے رسول! تیرے رب کی طرف سے جو (کلام بھی) تجھ پر اُتارا گیا ہے اسے (لوگوں تک) پہنچا۔ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۶۸)

آنحضرت صلعم نے ارشادِ خداوندی کے تحت تبلیغِ حق کی سنّتِ انبیاء کو ایسے کمال اور بے نظیر طریق سے ادا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا ''شائد تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ وہ کیوں مسلمان نہیں ہوتے'' (سورۃ الشعراء آیت نمبر ۴) یعنی منکرین اسلام کا سچائی کا انکار آپ کے پاکیزہ دل کو برداشت نہیں ہوتا اور خواہش کرتا ہے کہ وہ بھی ہدایت پا جائیں۔ چنانچہ میدانِ تبلیغ میں آپ نے طائف میں پتھر کھائے مگر نہ تو آپ خفا ہوئے اور نہ ہی تبلیغ حق سے دستکش۔

آج کا دور جو کہ آنحضرت صلعم کا اجمالی دور ہے، اس دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو آپ ﷺ کا کامل بروز اور روحانی فرزند بنا کر مامور فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی مکمل غلامی میں اللہ تعالیٰ نے اِس مامور زمانہ کے دل میں دعوت الی اللہ کے لئے کمال کا جوش اور جذبہ پیدا فرمایا جسکا اظہار آپ کی تحریرات میں ملتا ہے۔ اسی جوش اور جذبہ کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ سے بذریعہ الہام یہ وعدہ فرمایا **''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد دعوت الی اللہ کی یہ روحانی وآسمانی مہم، عظیم کامیابیوں سے ہمکنار کرائے جانے کے لئے خلفاء احمدیت کی بابرکت راہنمائی میں ہمہ وقت و بھرپور طریق سے جاری وساری ہے۔ چنانچہ ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حالیہ جلسہ ہائے سالانہ یوکے اور جرمنی کے مواقع پر اپنے خطابات میں افراد جماعت احمدیہ کو اہم پیغام دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ: **اپنی تمام صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے اسلام کے پیغام کو دنیا کے ہر کونے، ہر شہر، ہر قصبہ اور ہر گلی میں پہنچانے کے لئے نکل کھڑے ہوں۔ نیز دعوت الی اللہ کے اس فریضہ کو بطورِ احسن ادا کرنے کے لئے اپنے آپ کو روحانی لحاظ سے بہتر سے بہتر رنگ میں تیار کریں۔**

پیارے امام کے اِس نہایت اہم پیغام کی روشنی میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا نے بھی اپنے ایک خصوصی سرکلر میں تمام احبابِ جماعت کینیڈا کے نام اِس پیغام کو اپنی زندگی کا اُوڑھنا بچھونا بنا لینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے پیارے امام کو بتائیں کہ سمعنا و اطعنا۔ ہم نے حضور انور کا پیغام سنا ہے اور ہم اس کی تعمیل کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بھی تحریراً اپنے دلی جذبات پہنچائے تاکہ حضور کو پتہ چلے کہ جماعت احمدیہ کینیڈا نے حضور کا پیغام سُنا ہے اور جماعت اس پر عمل کرنے کیلئے تیار ہے۔

دعوت الی اللہ کے مقدّس فریضہ کی بابت یہ ادارتی سطور لکھتے ہوئے ایک شدید معاندِ احمدیت کا ایک تازہ بیان بابہتان بھی نظر سے گزرا۔ یہ ایک بیّن حقیقت ہے کہ تبلیغ حق کے بالمقابل مخالفانہ و معاندانہ شور شرابا اور ردِّعمل بھی لازم و ملزوم امر ہے۔ ورنہ عدم مخالفت کی صورت میں، اس الٰہی سلسلے کی سچائی و حقانیت، یقیناً سُنتِ انبیاء کے قطعی برخلاف اور محلِ نظر ٹھہرتی۔ جن دنوں میں یوکے جماعت کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا، انہی دنوں کے آس پاس برطانیہ کے مشہور شہر برمنگھم میں مرکزی جمیعت اہل حدیث کے زیر اہتمام ''۳۳ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس'' سے خطاب کے دوران مرکزی جمیعت اہل حدیث کے سربراہ علامہ پروفیسر ساجد میر نے احمدیوں پر حسبِ روایت وعادت مضحکہ خیز تہمتیں لگائیں۔ جس کی اخباری خبر، بایں الفاظ شائع ہوئی:۔

> ''قادیانیوں کو اسلام، عالم اسلام اور امن کا دشمن قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان کے دہشت گردوں کیساتھ رابطے ہیں۔ آپ نے مزید یہ بھی کہا کہ افغانستان، عراق اور اب پاکستان میں عالمی قوتوں کے جاری کھیل میں قادیانی برابر کے شریک ہیں اور ان کی نظریں پاکستان کے ایٹمی اثاثوں سمیت بڑے بڑے اسلامی مراکز اور دینی شخصیات پر لگی ہوئی ہیں لہٰذا ان کی تبلیغی سرگرمیاں روکی جائیں۔'' (بحوالہ ہفت روزہ لاہور۔ 8 اگست 2009ء)

مذکورہ دہشت گرد و طالبان یا بالفاظِ دیگر مذہب میں جبر و تشدد کے علمبردار، جس مسلک (وہابی ازم) کے پیروکار ہیں اُس سے پروفیسر ساجد میر سمیت ہر شخص بخوبی آگاہ ہے۔ تاہم جہاں تک ''تبلیغی سرگرمیوں'' کے روکے جانے کے مطالبہ کی بات ہے، پروفیسر موصوف کو اپنے ایک ہم مسلک (وہابی) معروف عالم و مدیر ''اخبار

المنبر''، لائل پور (فیصل آباد) حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف کے رسالہ بابت 4 مارچ ۱۹۵۶ء کی یہ تحریر دوبارہ پڑھ لینی چاہیے:-

''ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ قادیانیت کا مقابلہ کیا۔لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا اُن میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔سید نذیر حسین صاحب دہلوی۔مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی۔مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی۔مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری اور دوسرے اکابر کے بارہ میں ہمارا حسنِ ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو اِن کے ہمسایہ ہوں....ہم اِس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھے۔تقسیم ملک کے بعد اِس گروہ نے نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنیوالے سائنسدان ربوہ آتے ہیں....اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے عظیم ترین ہنگاموں کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا ۵۷-۱۹۵۶ کا بجٹ پچیس لاکھ کا ہو۔''

(اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیموں کا بجٹ ہی کروڑوں میں ہوتا ہے۔اسی طرح صرف کینیڈا جماعت کے چندہ سے کیلگری کینیڈا کی مسجد تقریباً پندرہ ملین ڈالر کی لاگت سے تیار ہوئی ہے ناقل۔) اگر پروفیسر مذکور اور اس قبیل کے دیگر معاندین وحاسدین احمدیت کو نا گوار خاطر نہ گزرے تو احمدیوں کو ان کے مذہبی شعار یعنی دعوتِ الی اللہ سے روکنے میں ناکامی کی بات اور احمدیوں کے اس جذبہ کی گواہی برصغیر کے ایک نامور ادیب کے قلم سے بھی سن لیں۔

۱۹۵۳ء کے اینٹی احمدیہ فسادات کے پسِ منظر میں مشہور سکھ صحافی سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر اخبار ''ریاست'' دہلی تحریر کرتے ہیں:-

''جو لوگ احمدیوں کے مذہبی کیریکٹر اور ان کے بلند شعار سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اگر دنیا کے تمام احمدی ہلاک ہو جائیں۔ان کی تمام جائیداد لوٹ لی جائے۔صرف ایک احمدی زندہ بچ جائے اور اس احمدی سے کہا جائے کہ تم بھی اپنا مذہبی شعار تبدیل نہ کرو گے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔تو یقیناً دنیا میں زندہ رہنے والا یہ واحد احمدی بھی اپنے شعار کو نہیں چھوڑ سکتا۔مرنا اور تباہ ہونا قبول کر لے گا۔'' (اخبار ریاست دہلی ۱۲ مارچ ۱۹۵۳ء)

مزید براں جب ایک مرتبہ انہی سکھ صحافی جناب دیوان سنگھ مفتون کو گیانی عباداللہ صاحب، احمدی ریسرچ اسکالر برائے سکھ ازم، نے تفسیرِ صغیر کی کاپی (قرآن پاک کا اردو بامحاورہ ترجمہ جو کہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کاوشِ فکر کا نتیجہ ہے) بھجوائی تو مفتون صاحب نے گیانی عباداللہ صاحب کے نام ایک مکتوب میں لکھا:-

''ابھی تفسیر صغیر بذریعہ پارسل ملی۔گیٹ اَپ دیکھ کر دلی مسرت ہوئی۔بہت بہت شکریہ۔میری ایماندارانہ رائے یہ ہے کہ تبلیغ و اشاعت کے اعتبار سے آپ کی جماعت نے جتنا کام پچھلے پچاس ساٹھ برس کیا اتنا کام دنیا کے مسلمانوں نے پچھلے تیرہ سو برس میں نہ کیا ہوگا۔اسلام کی اس عظیم الشان خدمت کی موجودگی میں احمدی جماعت کو اسلام کیلئے نقصان رساں کہنا انتہائی کذب بیانی ہے۔میں اپنے خیالات کا اکثر غیر احمدی حضرات سے اظہار کرتا رہتا ہوں۔'' (بحوالہ ''تاریخِ احمدیت'' جلد:18 صفحہ 522)

خدا کرے کہ دعوت الی اللہ سمیت ہم احمدیوں کے جن جذبوں اور مذہبی کیریکٹر کی شہادت غیر بھی دینے پر مجبور ہیں، ہم ان جذبوں اور شعار کو ہمیشہ ثابت قدمی کے ساتھ زندہ رکھنے والے ثابت ہوں۔اور ماضی کی طرح مستقبل میں بھی مولانا عبدالماجد دریا آبادی (ایڈیٹر ''صدقِ جدید'' لکھنؤ) جیسے مشہور و معروف صاحبِ فکر و نظر و متوازن سوچ رکھنے والے صاحبانِ قلم کی نوکیں یہ اعترافِ حقیقت رقم کرنے پر مجبور ہوتی چلی جائیں کہ:-

''مغربی پنجاب کی خبر ہے کہ آجا رہے وفود بھاوے جب پیدل سفر کرتے ہوئے وہاں پہنچے تو انہیں ایک وفد نے قرآن کریم کا ترجمہ انگریزی اور سیرت

نبوی ﷺ انگریزی کتابیں پیش کیں۔ یہ وفد قادیان کی جماعت احمدیہ کا تھا۔ خبر پڑھ کر ان سطور کے راقم پر جیسے گھڑوں پانی پڑ گیا۔ اچاریہ جی نے دورہ اودھ کا بھی کیا بلکہ خاص قصبہ دریا آباد (مولانا کا آبائی قصبہ۔ ناقل) میں قیام کرتے ہوئے گئے۔ لیکن اپنے کو اس قسم کا کوئی تبلیغی تحفہ پیش کرنے کی توفیق نہ ہوئی۔ نہ اپنے کسی ہم ملک ندوی، دیوبندی، اسلامی جماعتوں میں سے۔... **آخر یہ سوچنے کی بات ہے یا نہیں کہ جب بھی کوئی موقع اس قسم کی تبلیغی خدمت کا پیش آتا ہے یہی خارج از اسلام جماعت شاہ نکل آتی ہے اور ہم سب دیندار منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔**" (ہفت روزہ "صدق جدید لکھنؤ ۱۲ جون ۱۹۵۹ء)

"حوالوں کے بادشاہ" بھی حوالۂ تاریخ ہو گئے!

عالمگیر جماعت احمدیہ میں یہ خبر نہایت دکھ اور دلی صدمے کیساتھ سنی گئی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جیّد عالم، حوالوں کے بادشاہ، محقق اور مؤرخ احمدیت حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد، نصف صدی سے زائد عرصہ تک چار خلفائے احمدیت کے زیرِ سایہ بھرپور خدمتِ سلسلہ کی توفیق پانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپکی وفات کو عظیم جماعتی صدمہ اور خلاء قرار دیتے ہوئے اپنے خطبہ جمعہ میں آپکی گرانقدر خدمات پر کافی تفصیل کیساتھ روشنی ڈالی اور سلسلہ کے اِس بے لوث خادم کی شمعِ خلافت سے والہانہ فدایت اور طویل جماعتی خدمت کا بڑے پیار سے تذکرہ فرمایا۔

یوں تو آپکی اَن گنت قلمی اور لسانی خدمات کا دائرہ نصف صدی سے زائد عرصے پر محیط ہے تاہم آپ کی سب سے ممتاز اور گرانقدر خدمت، اپنی وفات تک بیس جلدوں میں تاریخ احمدیت کی تصنیف ہے۔ آپکا یہ زریں کارنامہ بلاشبہ ایک بیش قیمت علمی خزانہ ہونے کے ناطے آنیوالی نسلوں پر بھی ایک ناقابلِ فراموش احسان کا درجہ رکھتا ہے۔ چنانچہ جس طرح حضرت امام بخاریؒ و دیگر نے تدوینِ حدیث کے میدان میں علمِ حدیث کا بیش بہا خزانہ ہم تک پہنچایا، بعینہٖ مولانا موصوف کی تدوینِ تاریخ کے میدان میں جملہ محققانہ علمی کاوشوں کو دیکھتے ہوئے آپ کو بخاریِ دوراں کہنا شائد بیجا نہ ہوگا۔ آپ اپنی ذات میں محض ایک فرد نہیں ایک ادارہ تھے۔ اپنی زندگی کے "دلچسپ علمی واقعات و مشاہدات" نامی غالباً اپنی آخری تصنیف میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ "راقم الحروف ایوانِ خلافت کا ایک **فقیرِ بے نوا** ہے"۔ (صفحہ:144) سچ تو یہ ہے کہ آپ لاریب ایک فقیر منش اور انکساری کا پیکر ضرور تھے مگر جہانتک "بے نوائی" کی بات ہے یہ بھی آپکی کسرِ نفسی ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر مخالفین کے بہتانات کے بالمقابل آپ کا قلم شمشیر برہنہ کا درجہ رکھتا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی ایک الہامی پیشگوئی کا آپ جیتا جاگتا ثبوت تھے۔ چنانچہ اپنے مدلّل اندازِ تقریر و تحریر سے مخالفین کا منہ بند کر دیتے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ مخالفین کا ناطقہ بند کر دینے والے حوالہ جات، قطار اندر قطار آپ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں! اِس ضمن میں آپ کی ایک تصنیف "بیسویں صدی کا علمی شاہکار" خاصے کی چیز ہے۔ جسمیں آپنے سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے علمی سرقہ کرنے والے نامی گرامی مخالف علماء کی کتب کے "مسروقہ" حصے تلاش کر کے فوٹو کاپیوں سمیت شامل کئے ہیں۔ میر تقی میر کا یہ شعر آپ کی ذات سے زیادہ اور کس پر صادق آسکتا ہے کہ۔ مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں ☆ تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پروانہ شمعِ خلافت کو غریقِ رحمت فرمائے۔ آپکے مداحین اور جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ نیز جماعت کو مولانا موصوف جیسے "سلطان نصیر"، نعم البدل عطا کرے۔ آمین

اعلان

نحن انصار اللہ کا عنقریب **"مؤرخِ احمدیت نمبر"** نکالنے کا پروگرام ہے۔ ایسے احباب جن کا مولانا دوست محمد شاہد صاحب سے قریبی رابطہ رہا ہو، مولانا موصوف کے متعلق اپنی تحریرات جلد از جلد ارسال فرما دیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ ... (ادارہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس عرفان

خلیفہ اور پریذیڈنٹ میں کیا فرق ہے؟

حضرت مصلح موعودؓ کی مجلس عرفان 22 نومبر 1921ء میں سوال ہوا کہ خلیفہ اور انجمن کے صدر دونوں کو لوگ منتخب کرتے ہیں اس لئے دونوں میں کیا فرق ہے۔حضورؓ نے اس کے جواب میں فرمایا:۔

''اس میں شبہ نہیں کہ بظاہر یہ دونوں ایک نظر آتے ہیں۔مگر ان میں ایسا ہی فرق ہے جیسا ان دو بچوں میں فرق ہوتا ہے جن میں سے ایک زمین پر بیٹھا ہو اور دوسرا ایک مضبوط جوان شخص کے کندھے پر سوار ہو اور دونوں کسی درخت سے پھل توڑنا چاہیں۔ظاہر ہے کہ زمین پر بیٹھنے والے کے مقابل میں کامیاب وہی ہو گا جو ایک جوان کے کندھے پر سوار ہے۔کیونکہ اس نے اس ذریعہ سے پھل کو ہاتھ سے پکڑ کر توڑ لیا ہے۔زمین پر بیٹھنے والا ممکن ہے پتھر سے پھل گرانا چاہے۔مگر ضروری نہیں کہ اس کے پتھر سے پھل ٹوٹے لیکن اس کے مقابلہ میں کندھے پر چڑھنے والا یقیناً کامیاب ہوگا۔

اسی طرح کسی انجمن یا حکومت کے صدر کو بھی لوگ ہی منتخب کرتے ہیں اور خلیفہ کو بھی مگر خلیفہ کا انتخاب خدا کے وعدہ کے ماتحت ہوتا ہے۔اس کی تائید خدا کرتا ہے کسی اور صدر کے لئے کوئی وعدہ نصرت الٰہی نہیں ہوتا۔اس کی مثال یوں سمجھئے کہ حضرت صاحب ہمیشہ تقریر فرماتے تھے اور خطبہ الہامیہ کے دن بھی حضور نے تقریر فرمائی تھی مگر باقی تمام تقریروں کو الہامی نہیں کہتے اور صرف خطبہ الہامیہ کو ہی الہامی تقریر کہتے ہیں کیوں؟ صرف اس لئے کہ اور تقریروں کے متعلق وعدہ الٰہی نہ تھا اور خطبہ الہامیہ کے لئے خاص حکم اور وعدہ تھا۔اس لئے یہی الہامی کہلاتا ہے۔ چونکہ وعدہ الٰہی دوسرے انتخابوں کے ساتھ نہیں ہوتا۔اس لئے ان میں وہ بات نہیں ہوتی۔جو خلافت کے انتخاب کے لئے ہے۔کیونکہ یہ وعدہ الٰہی کے ماتحت ہے۔ لوگوں کا منتخب کیا ہوا صدر ممکن ہے خدا کی ناراضگی کا موجب ہو مگر خلیفہ نہیں ہوسکتا۔

نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جو کام خدا کرائے خواہ اس کو بندے ہی کریں۔وہ خدا کا کام سمجھا جاتا ہے۔بیشک لوگ ہی خلیفہ کو منتخب کرتے ہیں۔مگر اس کے انتخاب کو خدا اپنا کیا ہوا انتخاب فرماتا ہے اور اس طریق پر انتخاب کے ذریعہ نبیوں اور خلفاء میں تمیز ہو جاتی ہے۔اگر خدا براہ راست کسی کو خلیفہ منتخب کرے اور کہے کہ میں تجھ کو خلیفہ بناتا ہوں تو اس خلیفہ اور نبی میں کوئی فرق نہیں رہ سکتا۔پس نبی کا انتخاب خدا نے خاص اپنے ذمہ رکھا ہے اور خلیفہ کا بندوں کے ذریعہ مگر ایسا کہ بندوں سے اپنی منشاء کے مطابق انتخاب کراتا ہے اور اس کی تائید و نصرت کا وعدہ فرماتا ہے۔نبی جو جماعت بناتا ہے اس کا بیشتر حصہ خلیفہ کے ساتھ ہوتا ہے۔چنانچہ حضرت علیؓ کے وقت میں جب اختلاف ہوا تو صحابہ کا بڑا حصہ حضرت علیؓ کے ساتھ تھا۔

آدمؑ و داوٗدؑ کی خلافت

سوال کیا گیا قرآن کریم میں آدمؑ اور داوٗدؑ کو بھی خلیفہ کہا گیا ہے۔فرمایا لفظ خلیفہ کے وسیع معنے ہیں۔آدمؑ اور داوٗدؑ کی خلافت الگ قسم کی تھی۔اس کی مثال اور ہے۔وہ نبوۃ کے رنگ کی خلافت تھی۔مثلاً خلیفہ تو درزی حجام کو بھی کہا جاتا ہے۔ کوئی کہے میں نے پانچ خلیفہ دیکھے وہ تو درزی کا کام کرتے تھے۔یہ کیوں نہیں کرتے تو کہا جائے گا کہ ان کی خلافت اور ہے اور یہ خلافت اور۔

منکر قرآن کے لئے ثبوت

سوال ہوا کہ یہ تو قرآن کریم کے ماننے والے کے لئے ہوا۔منکر قرآن کے لئے کیا ثبوت ہوگا۔فرمایا خلافت کا مسئلہ تو جزوی مسائل میں سے ہے۔مثلاً کوئی منکر اسلام کہے کہ صبح کی نماز میں دو رکعتیں کیوں ہیں اور مغرب میں تین کیوں اور عصر میں چار کیوں۔تو اس کو کہا جائے گا کہ یہ جزوی مسئلہ ہے جس کی بنیاد نقل پر ہے۔جو مسائل اصولی ہوں ان کی بنیاد عقل پر ہوتی ہے اور جو جزوی ہوں ان کی بنیاد نقل پر۔ہم منکر اسلام سے خلافت کے متعلق یا رکعات نماز کے متعلق بحث نہیں کریں گے۔بلکہ صداقت اسلام کے اصول کے متعلق کریں گے جب وہ مان لے گا۔پھر اس کو جزوی مسائل کے تصفیہ کے لئے نقلی بحث میں لے آئیں گے۔حضرت علیؓ نے فرمایا تھا۔جزئیات مسائل کی بنیاد اگر عقل پر ہوتی تو میں پاؤں کے اوپر مسح کرنے کی بجائے تلوے کا مسح بتاتا۔مگر اس میں بحث عقل کی نہیں نقل کی ہے۔گو ہم کسی جزوی بات میں کتنے ہی نکات بتائیں اور فلسفیانہ رموز بیان کریں مگر ان کی حیثیت ذوقیت سے زیادہ نہ ہوگی۔پس خلافت کی بحث اصولی نہیں جزوی ہے جس کا تعلق مخالف اسلام سے نہیں قائل اسلام سے ہے''۔

(الفضل 26 دسمبر 1921ء/5 جنوری 1922ء)

سیمینار پیشگوئی حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رپورٹ۔ حامد لطیف بھٹی۔ قائد اشاعت

بروز ہفتہ 21 فروری مجلس انصار اللہ کینیڈا نے البین نارتھ کالجیئیٹ انسٹی ٹیوٹ نارتھ یارک میں پیشگوئی حضرت المصلح موعودؓ کے سلسلہ میں ایک سیمینار منعقد کیا۔ جس میں جی ٹی اے، نارتھ یارک اور ٹورانٹو کی مجالس نے حصہ لیا۔ مجوزہ 2 دن کے کھیلوں کے پروگرام کو حضور انور کے خطبہ جمعہ فرمودہ 20 فروری 2009 کے ارشاد کے مطابق فوری طور پر تبدیل کر کے پیشگوئی حضرت المصلح موعودؓ کے سیمینار میں تبدیل کر دیا گیا اور اس کی فوری اطلاع قائدین، تمام مجالس کے زعماء اور ناظمین علاقہ کو کر دی گئی کہ اب کھیلوں کے پروگرام کی بجائے سیمینار ہوگا جس میں صرف اور صرف حضرت المصلح موعودؓ کی پیشگوئی کے متعلق وڈیو دکھائی جائے گی اور تقاریر ہوں گی۔

پروگرام کا آغاز پونے گیارہ بجے ہوا۔ جس کی صدارت مکرم ومحترم لال خان ملک صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم شمس الدین صاحب نے کی اور اس کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ اردو ترجمہ مکرم عبدالحمید غنی صاحب نے کیا۔

مکرم ومحترم امیر صاحب نے عہد انصار اللہ دہرایا۔ عہد کے بعد محترم کلیم احمد ملک صاحب نائب امیر سوئم نے انصار اللہ کے عہد کی روشنی میں نہایت پر اثر خطاب فرمایا اور انصار اللہ کو اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں پورا کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے کہا۔ اس کے بعد مکرم مظہر علی زبیری صاحب نے نہایت خوش الحانی سے کلام محمود سے نظم پڑھ کر سنائی۔ اور اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد مکرم ومحترم امیر صاحب نے خطاب فرمایا کہ صدر مجلس انصار اللہ نے جو حضور انور کو یوم مصلح موعودؓ کے سلسلہ میں ترتیب دئے گئے ٹورنامنٹ کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی تھی اور عرض کیا تھا کہ مجلس نصار اللہ کینیڈا 2 دن کھیلوں کا پروگرام کر رہی ہے اور مختصر علمی پروگرام بھی ہوگا تو اس کے جواب میں حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں بھی اور خط کے ذریعہ ارشاد فرمایا کہ کھیلوں کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے۔ پیشگوئی کی شان کے مطابق پروگرام کیا جائے۔ حضور انور کے ارشاد کے مطابق اس پر عمل کرتے ہوئے مجلس انصار اللہ کینڈا نے اپنے پروگرام کو خالصتاً علمی پروگرام میں تبدیل کر دیا ہے۔

مکرم ومحترم امیر صاحب نے حضور انور کے خطبہ جمعہ کی روشنی میں مزید فرمایا کہ ہم یوم مصلح موعودؓ کیوں مناتے ہیں باقی خلفاء کا دن کیوں نہیں مناتے۔ ہم کسی خلیفہ یا بزرگ کا یوم پیدائش یا یوم وصال نہیں مناتے، ہم صرف اس پیشگوئی کی سچائی کا ذکر کرتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ یوم مصلح موعودؓ اس کی شان کے مطابق منایا جائے تا کہ ہم اسلام کی صحیح طور پر خدمت کر سکیں۔ ہمارے عمل سے بھی اس پیشگوئی کا اظہار ہونا چاہئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے 1935 میں ایک ارشاد فرمایا میرا کام ایک سپاہی کی حیثیت رکھتا ہے میرا کام ایسا ہے کہ میں سیدھا چلتا جاؤں میری سکیمیں سب خدا کیلئے ہیں۔ آپ نے جماعت کو نصیحت فرمائی کہ کام جلدی کرنے کی عادت ڈالو اُٹھو تو جلدی اُٹھو دو گھنٹے کا کام آدھ گھنٹے میں کرو جو وقت باقی بچے اسے اللہ کی راہ میں صرف کرو۔

مکرم ومحترم امیر صاحب کے خطاب کے بعد مکرم ملک منصور احمد صاحب نے پیشگوئی حضرت مصلح موعود فی البدیہ سنائی اور مکرم عبدالباسط قمر صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی اور آپ کے کارناموں پر مشتمل وڈیو پیش کی۔ جس کے بعد مکرم ملک منصور احمد صاحب نے پیشگوئی کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

پروگرام کے مطابق پھر وقفہ برائے طعام وتیاری نماز ظہر وعصر ہوا۔

پروگرام کا دوسرا اجلاس زیر صدارت مکرم ہادی علی چوہدری صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا ہوا۔ پہلے بیت بازی کا مقابلہ ہوا جس میں تین ٹیموں نے حصہ لیا۔ مکرم محمد اقبال کاہلوں صاحب کی ٹیم نے مقابلہ جیت لیا۔ اسکے بعد مکرم ناصر ونیس صاحب نے مکرم مبارک احمد عابد صاحب کی مشہور نظم ع ''اے فضلِ عمر تیرے اوصاف کریمانہ'' خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں پروگرام میں شامل ہونے والے جملہ انصار کو پیش گوئی حضرت مصلح موعود پر مشتمل دس سوالات کا ایک پرچہ دیا گیا جس کو حل کرنے کے بعد وہیں واپس لے لیا گیا جس کے بعد تین بزرگوں مکرم شیخ عبدالحکیم صاحب، مکرم عبداللطیف خاں صاحب اور مکرم سید منیر احمد شاہ صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کی حیات طیبہ (بقیہ صفحہ 16 پر)

ھدیۂ نعت۔ بحضور

سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ ﷺ

ہو فدا تجھ پہ میری جان رسولِ عربیؐ — تجھ پہ سو جان سے قربان رسولِ عربیؐ

تجھ سے ناطہ ہے مجھے روح کا اے میرے حبیب — تو مری جان! میری جان! رسولِ عربیؐ

ذاتِ اقدس تیری پرنور، مطہر ہے حیات — خُلق تیرا ہوا قرآن رسولِ عربیؐ

جس قدر غور کیا ہم نے تیری سیرت پر — اور بڑھتا گیا ایمان رسولِ عربیؐ

ایکدم تازہ ہوئے چھو کے تیرے دامن کو — جو کہ فکروں سے .تھے ہلکان رسولِ عربیؐ

حشر کے روز بچالے گی شفاعت تیری — کس قدر ہے تیرا احسان رسولِ عربیؐ

ہم بھی چھپ جائیں گے دامن میں شفاعت کے ترے — ہو گیا تُو جو مہربان رسولِ عربیؐ

تیری اُمت پہ کڑا وقت ہے میرے آقا — بندہ ، بندہ ہے پریشان رسولِ عربیؐ

فرقہ بندی و تعصّب نے ہے گھیرا ان کو — اپنا ہی کرتے ہیں نقصان رسولِ عربیؐ

دوریاں دور ہوں آپس میں مسلمانوں کی — پھر سے ہو جائیں یہ اخوان رسولِ عربیؐ

اِک خواہش ہے مری اور بھی میرے آقا! — کچھ تو ہوں اس کے بھی سامان رسولِ عربیؐ

میں بھی آؤں کبھی یثرب کی حسیں دنیا میں — آرزو ہے میری ہر آن رسولِ عربیؐ

اِک زمانے سے خواہش ہے وہاں آنے کی — کاش ہو جائے یہ آسان رسولِ عربیؐ

ہو فدا تجھ پہ میری جان رسولِ عربیؐ — دو جہاں آپؐ پہ قربان رسولِ عربیؐ

جو بھی دل میں تھا رکھا کہہ دیا تُو نے طاہرہؔ

اب تو ہو جائیں گے پُرسان رسولِ عربیؐ

(طالبِ دعا: طاہرہؔ مسعود)

مکرم ماسٹر احمد علی صاحب
پیل ویلیج برامپٹن کینیڈا

مزاج بدلیں گے ہم اِس نئے زمانے کا

سرورِ کائنات، فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زمانے کا مزاج بدل دیا اُس دور میں منڈیوں اور میلوں میں بندوں کو بطورِ غلام خریدا اور بیچا جاتا تھا۔

ایک غلام زید بنؓ حارثہ ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے ہاتھ بکتا ہوا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے والدین کو پوچھتے پچھاتے اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے پتہ چلا کہ انکا بیٹا مکہ کے ایک سردار محمد ﷺ کے پاس ہے۔ وہ مکہ پہنچ کر حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہمارا ایک بیٹا زید نامی آپ کے پاس ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے عرض کیا ہمیں دکھائیں تو سہی۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے زید کو بلایا تو وہ دیکھ کر باغ باغ ہو گئے کہ ہمارا بیٹا صحیح سلامت اور نہایت اچھی حالت میں بھی ہے۔

اپنا مدعا آنحضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ ہم سے اس کی قیمت لے لیں اور ہمارا بیٹا ہمیں دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے! مگر پہلے یہ تو دیکھ لو کہ وہ تمہارے ساتھ جانا بھی چاہتا ہے یا نہیں۔ جب حضور نے زید کو ان کے والدین کے روبرو بلا کر بتایا کہ یہ تمہاری قیمت مجھے دے کر اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ اب فیصلہ تم پر ہے کہ والدین کے ساتھ جانا چاہتے ہو تو خوشی سے جاؤ۔ اگر میرے پاس ہی رہنا پسند کرو تو بخوشی میرے پاس رہو۔ حضرت زید نے اپنے والدین کے ساتھ جانے کی بجائے سرورِ کائنات ﷺ کی غلامی میں زندگی بسر کرنے کو ترجیح دی۔ گویا حضرت زید کا مزاج نبی پاک ﷺ کی غلامی اور صحبت میں بدل گیا تھا۔ یہی نہیں بلکہ حضرت رحمۃ العالمین ﷺ کے حُسن سلوک اور پیار بھری محبت نے ایک حبشی کا مزاج ایسا بدلا کہ وہ بلال حبشی سے سیدنا بلالؓ کا مرتبہ پا گئے۔ اور مؤذن رسول کا لقب پایا۔ کیا مزاج بدلنے کے انداز ہیں ہمارے رسول ﷺ کے کہ فتح مکہ کے روز سرداران قریش اُسی حبشی غلام حضرت بلالؓ کے جھنڈے تلے امن کے متلاشی ہوئے۔

سبحان اللہ سبحان اللہ ایک اور نمونہ مزاج کے بدلنے کا ایسا عمدہ اور پُر تاثیر واقعہ سپرد قلم کر کے مختلف طبائع کے مزاج بدلنے کی مثال پیش خدمت ہے۔

قبیلہ وشنو، کے سردار ضمادؓ جھاڑ، پھونک اور دم کے ذریعہ بیماروں کا علاج کیا کرتے تھے وُہ ایک دن مکہ آئے تو بعض مخالفین کو کہتے سنا کہ محمد ﷺ تو دیوانہ اور مجنون ہے۔ ضمادؓ نیک طبع انسان تھے اُن کے دل میں خیال آیا کہ میں اس شخص سے ملتا ہوں شائد اللہ تعالیٰ اُسے میرے ہی ہاتھ سے جنون کی بیماری سے نجات عطا فرما دے۔ ضمادؓ خود بیان کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد ﷺ مَیں دم سے بیماروں کا علاض کرتا ہوں اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے جسے چاہتا ہے شفا عطا فرماتا ہے۔ کیا آپ مجھ سے علاج کرانا پسند کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے کچھ ارشاد فرمانے سے قبل حسب عادت مسنون خطبہ کے تمہیدی کلمات ہی پڑھے تھے (جو عربی خطبہ جمعہ وغیرہ میں پڑھے جاتے ہیں) کہ انہی کلمات نے ضماد کے دل پر گہرا اثر کیا۔ اور جادو دم سے علاج کرنے والا اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی زبان مبارک سے اللہ کا کلام سن کر اتنا متاثر ہوا اور عرض کیا دوبارہ یہ کلمات مجھے سنائیں۔ تو نبی پاک ﷺ نے وہ کلمات دوبارہ سنائے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے:۔

ترجمہ۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ہم اس کی حمد کرتے اور اس سے مدد چاہتے ہیں جسے وہ ہدایت دے اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے ضمادؓ کی خواہش پر تین بار یہ کلمات اُسے سُنائے۔ گو ''ضماد'' ایک بدوی تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اُسے فراست عطا فرمائی تھی۔ جس پیغام کو مکہ کے دانش ور ابوالحکم (ابوجہل) نے تکبر کی راہ سے رد کر دیا۔ خدا ترس ضمادؓ وُہ پاکیزہ کلمات سنتے ہی بے اختیار کہہ اُٹھا میں نے بڑے بڑے کاہنوں، جادوگروں اور شاعروں کی مجالس دیکھی اور سنی ہیں مگر آج تک ایسے خوبصورت اور پُر تاثیر کلمات کہیں نہیں سُنے جن کا اثر سمندر کی گہرائی تک ہے۔ آپ ہاتھ بڑھائیں میں اسلام پر آپکی بیعت کرتا ہوں۔ ضمادؓ جو حکیم اور معالج بن کر آیا تھا اُسے رسول مقبول کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے روحانی شفا نصیب فرمائی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا یہ شخص اپنے قبیلہ کا بااثر اور سمجھ

دار سردار ہے آپ نے اس سے بیعت لیتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم اپنی قوم کی طرف سے بھی ان کی نمائندگی میں بیعت کرتے ہو کہ انہیں بھی اسلام کی تعلیم پر کاربند کرو گے۔

ضمادؓ نے کمال اعتماد کے ساتھ اپنی قوم کی طرف سے بیعت کر لی۔ اس غائبانہ بیعت کا بھی مسلمانوں نے اتنا لحاظ کیا کہ بعد کے زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی مہم پر بھجوائے ہوئے اسلامی دستہ کا گذر ضمادؓ کی قوم کے پاس سے ہوا تو امیر لشکر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ان لوگوں سے کوئی چیز نہیں لینی (صحیح مسلم)[بحوالہ: از اُسوہ انسان کامل مولفہ حافظ مظفر احمد صاحب۔]

قارئین کرام! حضرت رسول مقبولؐ کی محبت اور حسن سلوک نے ہر طبقہ کے انسانوں کے مزاج بدل دیئے۔ ایسی عمدہ اور محیّر العقول مثالیں پڑھ اور سن کر انسان ورطہء حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔

آیئے! اس ترقی پذیر اور ترقی یافتہ دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آخری زمانہ کے امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ بدلے ہوئے مزاج ملاحظہ فرمایئے۔

دنیا کے تمام براعظموں بلکہ دنیا کے کناروں سے سعید روحیں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے نظامِ اشاعتِ اسلام کے تحت دنیا میں بھجوائے ہوئے داعیانِ الی اللہ کے ذریعہ حلقہ بگوش اسلام واحمدیت ہونے والوں کو بھی دیکھیے۔

براعظم افریقہ جسے تاریخ عالم میں تاریک براعظم لکھا جاتا تھا۔ وہاں جب امام زمانہ مہدی علیہ السلام کا ایک غلام مکرم مولانا نذیر علی احمد تشریف لے گئے اور افریقن قوموں میں اسلام کی تبلیغ شروع کی۔ تو ایسی پیاری اور دل موہ لینے والی تعلیم سن کر سعید روحیں آپکی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر کے خلافت احمدیت کے سایہ تلے محفوظ ہو کر سکونِ قلب اور عزتِ نفس اور وقعت آدمیت محسوس کرنے لگیں۔ اور یہاں تک اخلاص میں آگے نکل گئیں کہ روحانی اور دنیاوی اصلاح، تعلیم و تربیت کے لئے اپنی جان و مال اور اولادیں خدمتِ دین کی خاطر وقف کر دیں۔ ان کے اس جذبہ قربانی کو ایسا شرف قبولیت نصیب ہوا کہ انہی سیاہ فام اور پس ماندہ اور دور افتادگان میں سے عبدالوہاب بن آدم اور عبدالغفار ایسے فدائین خلیفہء وقت کی بارگاہ میں اِس اعلیٰ مقام پر پہنچے گئے کہ ان میں سے ایک کو اپنی قوم اور ملک کی تعلیم اور تربیت راہنمائی اور اصلاح کے کام پر مامور کیا گیا۔ یہ ہیں وہاب بن آدم ۔ جو کہ دوسرے گورے، کالے، عربی، عجمی، افغانی، ایرانی، انڈین اور پاکستانی افراد جماعت کی امامت الصلوۃ کا فریضہ مسجد بیت الفتوح مورڈن میں بجالا رہے ہیں۔ نیز یہ ہیں ہمارے مولانا عبدالغفار صاحب شاہد۔

ان دونوں حضرات کے علاوہ بھی متعدد افریقن کو راقم جامعہ احمدیہ ربوہ میں قرآن و حدیث کا علم حاصل کرتے دیکھتا رہا ہے۔ انہی میں سے ایک عالم دین محمد یوسف صاحب بھی ہیں جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ افریقہ کے دوران ایک حادثہ کے نتیجہ میں سفر میں ہی شہادت کا مرتبہ نصیب ہوا ۔کس کس مخلص اور فدائی افریقن احمدی بھائی کا ذکر کروں ایک طویل فہرست ہے ۔مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب نے بھی جامعہ احمدیہ ربوہ سے ہی ''شاہد'' پاس کیا ہے۔ اور جلسہ سالانہ امریکہ کے سٹیج سے قابل ذکر مقرر ہیں۔ میں نے جب ان سے ملاقات کر کے بتایا کہ میں ربوہ سے آیا ہوں تو اُن کا چہرہ تمتما اُٹھا۔ انہیں اپنی مادرِ علمی سے اتنا پیار ہے جو بیان سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا مزاج ایسا بدلا ہے کہ درد بھرے انداز سے کہنے لگے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کر دے کہ ہم اپنی اولادوں کو تعلیم و تربیت کے لئے مرکز سلسلہ احمدیہ ربوہ بھجواتے رہیں۔ جماعت احمدیہ کے اشاعت اسلام کے نظام کے ذریعہ یہ بات سچ ثابت ہو چکی ہے اور ہو رہی ہے کہ ہم نے زمانے کے مزاج بدل دیئے ہیں۔

یہاں تک اس موضوع پر لکھ چکا تھا کہ اکسٹھ ویں جلسہ سالانہ امریکہ میں شمولیت کا پروگرام بن گیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے خاکسار کے بیٹے ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن ایم ڈی کو جو نہ صرف اپنا قیمتی وقت نکال کر بلکہ زرِ کثیر خرچ کر کے ہمیں جلسہ سالانہ امریکہ میں ورجینیا لے گیا۔ وہاں تو مزاج بدلنے کا بہت پُر لطف نظارہ دیکھا کہ جماعتہائے امریکہ کے دانا اور بینا امیر ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب نے جلسہ کی صدارت ہی ایک افریقن احمدی کے سپرد کر دی تھی۔ اور مولانا اظہر حنیف صاحب شاہد کے علاوہ اس اجلاس کی دیگر تقاریر اور تلاوت قرآن کریم بھی بدلے ہوئے مزاج کے افریقن احباب نے کی۔ یوں یہ جلسہ عالمی جلسہ سالانہ کی حیثیت اختیار کر گیا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ ہمارے نہ صرف مربیان کی مساعی جمیلہ سے بلکہ عہدہ داران کے حسن انتظام اور حسن سلوک نے بدلے ہوئے مزاج کے قابلِ قدر اور دلنشین مناظر حاضرین جلسہ کیلئے ترتیب دے رکھے تھے۔ جنہیں دیکھ کر میرا تو حمد باری تعالیٰ سے سینہ لبریز ہو گیا۔ نیز جب میں نے دیکھا کہ صرف بیرون ملک ہی نہیں بلکہ اپنے ملک سے بھی مزاج بدلنے کی نہایت عمدہ اور اعلیٰ مثالیں ملتی ہیں تو میرا دل باغ باغ ہو گیا کہ ہمارے سکول اور کالج (تعلیم الاسلام

ہائی سکول / کالج ربوہ) کا فارغ التحصیل ایک ہونہار طالب علم ڈاکٹر صلاح الدین اعلیٰ تعلیمی ڈگریاں رکھتے ہوئے بھی نہایت اخلاص و وفا اور صبر و استقامت کے ساتھ جلسہ سالانہ کے لنگر خانہ میں کھڑا ہو کر کھانا اپنی نگرانی میں تیار کرانے میں ہمہ تن مصروف ہے۔ اگر مزاج نہ بدلا ہوتا تو مادیت پرستی کے سیلاب میں وہ بھی بہہ کر اپنی تعلیمی اکڑفوں میں رہتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے بطور دھوبی برٹش کمپنی میں بھرتی ہو کر جزائر انڈونیشیا میں اسلام کا پیغام پہنچانے کی سعادت دارین حاصل کرنے والے داعی الی اللہ مولانا امام الدین کی دُعاؤں کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا کہ ان کا اکلوتا بیٹا بھی اپنے مرحوم باپ کے نقش قدم پر چل کر خدمتِ دین بجالانے میں مصروف رہتا ہے۔ یہ ایک ہی نہیں بیسیوں پاکستانی احمدی واقفینِ زندگی علماء کی نسل کے مزاج بدلے ہوئے ہیں اور دین کی ادنیٰ سے ادنیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدمت نہایت فخر سے بجالاتے ہیں۔ ملکوں ملکوں پھر کر اقوام عالم کو محمد ﷺ کے آستانے کا شعور دے کر ان کے مزاج اس نئے زمانے میں بدل رہے ہیں۔

آیئے ذرا یورپین ممالک میں بھی جھانکتے ہیں تو بدلے ہوئے مزاج کے ایک نادر وجود مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ جنہوں نے دینِ اسلام قبول کرنے کے بعد نظام جماعت احمدیہ کے تحت اپنی زندگی اشاعت قرآن مجید اور تبلیغ اسلام کے لئے وقف کر دی اور اس مقصد میں نہایت کامیاب و کامران رہ کر اپنے پیدا کرنے والے کے حضور حاضر ہو گئے۔

مزید دیکھتے ہیں تو جرمنی سے ایک جرمن صحافی مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب ایسے کایا پلٹ وجود نظر آتے ہیں جنہوں نے خلافت کی محبت میں رنگین ہو کر تصوف و سلوک کی راہ اختیار کر رکھی ہے۔ اور مسجد فرینکفورٹ میں خطبات جمعہ دیتے اور نماز کی امامت کیا کرتے ہیں۔ پھر اسی جرمن قوم کے ایک لہو لعب میں ڈوبے ہوئے عبداللہ واگس ہادر کا مزاج ایسا بدلا کہ انہوں نے اپنا جیون ساتھی احمدیت کے مرکز ربوہ پاکستان سے چنا۔ اسلام اور احمدیت سے اخلاص و وفا میں اسقدر آگے نکل چکے ہیں کہ خلیفۃ المسیح نے انہیں جرمنی کا امیر جماعت احمدیہ مقرر فرمایا۔ اُدھر دنیا کے خوبصورت ترین اور پھولوں کی جنت ہالینڈ میں بھی افراد جماعت کی جانی اور مالی قربانیوں کے طفیل ڈچ قوم سے ایک نہایت خوبصورت اور خاموش طبع انسان کا مزاج اسقدر بدلا کہ ایک معروف پاکستانی گھرانے نے انہیں اپنی دامادی میں قبول کر لیا۔ اب آگے ان کی نسل بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام و احمدیت سے مضبوط تعلق رکھتی ہے یہ ہیں مکرم عبدالحمید ورخلیدن صاحب۔

قارئین گرامی! یہ تو راقم کے محدود دائرہ علم میں بدلے ہوئے مزاجوں کا تعارف ہے لیکن ان یورپین ممالک اور یورپین اقوام میں دنیا کے وسیع و عریض ملک امریکہ کی ہر ریاست میں افراد جماعت کی جانی و مالی قربانیوں کے پھل موجود ہیں۔

اس مضمون کے تحریر کرنے کے دوران ہی جلسہ سالانہ کینیڈا میں شمولیت نصیب ہوئی۔ تو عزیزم محترم مولانا نسیم مہدی صاحب کی تقریر سن کر مزاج بدلنے کا خوش کن منظر نامہ اور افراد جماعت کے حوصلے بلند تر دیکھنے کے مسحور کن نظارے مشاہدے میں آئے۔ کیلگری کی یگانۂ روزگار مسجد ''بیت النور'' کی افتتاحی تقریب میں نظام جماعت کی طرف سے کینیڈا کے وزیر اعظم کو مدعو کیا گیا تھا۔ انہوں نے بخوشی بلکہ بسر و چشم شمولیت کی اور کہا میرے لئے یہ اعزاز بڑے فخر کا موجب ہے کہ مجھے آپ ایسی سچی اور امن کی علم بردار جماعت میں حاضری کا موقعہ نصیب ہوا ہے۔ اور آپ کی جماعت کو قریب سے دیکھنے کے بعد میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جب بھی آپ کو حکومت کینیڈا سے کسی رابطہ کی ضرورت ہوئی مجھے بتائیں میں حاضر ہوں۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کو اپنے لئے سرمایہ حیات قرار دیا۔

اس کے علاوہ کینیڈین میڈیا نے اپنے اخبارات اور رسائل میں بیت النور کیلگری کی افتتاحی تقریب اور خلیفۃ المسیح الخامس کی تصاویر کو نمایاں جگہوں میں شائع کر کے ثابت کر دیا کہ (بزبانِ ثاقب زیروی) جماعت کا یہ دعویٰ سچا ہے ؎

شعور دے کے محمدؐ کے آستانے کا
مزاج بدلیں گے ہم اس نئے زمانے کا

﴿بقیہ سیمینار پیشگوئی حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾

سے متعلق ذاتی تجربات کا ذکر فرمایا۔ آخر پر مکرم ہادی علی چوہدری صاحب نے اپنے خطاب میں پیش گوئی مصلح موعودؓ کے اِس پہلو پر روشنی ڈالی کہ حضرت مصلح موعودؓ کا دور دراصل مسیح موعودؑ کے دور کا تسلسل تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مصلح موعودؓ کو فرمایا کہ آپ ہی موعود مصلح ہیں تو آپ کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہوئے تھے کہ میں مسیح موعود ہوں آپ کا جانشین اور خلیفہ ہوں۔ اس کے بعد یہ بابرکت پروگرام مکرم ہادی علی چوہدری صاحب کی اجتماعی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

☆☆☆☆☆

مشاہدات وتأثرات

مکرم محمد محسن صاحب چوہان
(سابق اسیر راہِ مولا)

ایک سابق اسیر راہِ مولا کی داستان وجۂ گرفتاری

ع کہ ''احمدی'' نام لیتا ہے خدا کا اِس زمانے میں!

اکبرالہ آبادی کا ایک بہت مشہور شعر ہے کہ ۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی جاجا کے تھانے میں

کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اِس زمانے میں

اِس شعر کو شاعر کی شاعرانہ تعلّی ہی کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ انگریز کے دورِ حکومت میں خدا کا نام لینے پر کبھی کسی نے گرفتار یا مقدمہ درج نہیں کیا تھا۔ یہ سعادت صرف جنرل ضیاء الحق کے سیاہ دورِ حکومت اور اسکے بعد آنیوالی اسلامی حکومتوں کو ہی حاصل ہورہی ہے کہ پاکستان میں سینکڑوں احمدیوں کو خدا کا نام لینے اور کلمہ پڑھنے لکھنے کی پاداش میں جیلوں میں بھیجا جاتا ہے۔ پچھلے دنوں مولانا نسیم مہدی صاحب نے درسِ براہین احمدیہ کے دوران بتایا کہ اگر کوئی پوچھے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے آنے سے اسلام میں کیا بہتری آئی ہے؟ تو جواب دیا کریں کہ ہندوستان میں انگریز عیسائی حکومت کے دوران عیسائی مشنریوں کے دعوے کے مطابق کم از کم ہندوستان میں عیسائیت کا غلبہ ہو چکا ہوتا۔ لیکن جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اسلام کے فتح نصیب جرنیل کی حیثیت سے عیسائی پادریوں کو دلائل و براہین کے میدان میں اتر کر للکارا تو مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے دیباچہ ترجمۃ القرآن کے بقول:

''مولوی غلام احمد قادیانی نے.....ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی''۔

اسی طرح یہ بھی ایک بیّن تاریخی حقیقت ہے اور اپنے پرائے سب اسکے گواہ ہیں کہ جب راجپوتانہ کے علاقے میں مسلمانوں کو شدھی (دوبارہ ہندو) بنانے کی زبردست تحریک چلی۔ جس کے نتیجہ میں ان گنت نومسلم دوبارہ ہندو ہو گئے تو اُس وقت جماعت احمدیہ نے اپنے اولوالعزم امام کی ہدایت کے مطابق اس تحریک کے غبارے سے ہوا نکالتے ہوئے تبلیغ وعمل کے ذریعے شدھی ہو جانے والے بیشتر ہندوؤں کو پھر سے کلمہ گوؤں کی صف میں شامل کر دیا۔

مذکورہ بالا تاریخی حقائق وشواہد کے بالمقابل جماعت احمدیہ سے شدید تعصّب وعناد رکھنے والوں کی کیا سوچ ہے، اس پر ماضی قریب میں خود پر بیتے ایک واقعہ کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ جو حیرت انگیز بھی ہے اور اسلام کا فقط دم بھرنے والوں کے لئے مقامِ غور وفکر بھی۔

یہ ضیائی مارشل لاء کا تاریک زمانہ تھا۔ افرادِ جماعت احمدیہ اور جماعت کے خلاف فرعونِ وقت اور اسکے کارندے ہر ظلم وستم روا رکھے ہوئے تھے۔ 30 جولائی 1986ء صبح صبح بنک ڈیوٹی پر جاتے ہوئے مجھے اطلاع ملی کہ تعزیرات پاکستان C-295 میں تو میری ضمانت ہوگئی ہے لیکن ساتھ پولیس نے تعزیرات پاکستان 107/151 خدشہ نقص امن کے تحت بھی کاروائی کی ہے۔ اس کے تحت بھی ہماری گرفتاری ہوسکتی ہے۔ لہٰذا اس میں بھی ضمانت کروانا ضروری ہے۔ یہ عاجز مع مغفور احمد قمر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ مکرم ماسٹر نصیر احمد رانجھا صاحب مرحوم اور تین یا چار دوسرے احباب سمیت ضلع کچہری ٹوبہ ٹیک سنگھ قبل از گرفتاری ضمانت کروانے کی غرض سے گیا۔ وہاں ہمیں اطلاع ملی کہ بدبخت سٹی مجسٹریٹ علاقہ کے ملّاؤں کے مطالبہ پر میونسپلٹی کے مزدور ساتھ لے کر مسجد احمدیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کو شہید کرنے گیا ہوا ہے۔ ہم سارے دوست آپس میں مشورہ کر کے اسی وقت ڈپٹی کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ سے اس سلسلہ میں بات کرنے چلے گئے۔

ڈپٹی کمشنر کے آفس میں بیٹھتے ہی اِس عاجز نے اُسے کہا کہ ہمیں آپ سے امداد کی توقع تو نہیں لیکن جناب چونکہ ضلع کے حاکم اعلیٰ ہیں اس لئے آپ کے علم میں لانا ضروری ہے کہ آپ کا سٹی مجسٹریٹ ہماری عبادت گاہ شہید کرنے گیا ہے۔ (قانونی طور پر ہم مسجد احمدیہ نہیں کہہ سکتے تھے) ڈپٹی کمشنر نے بھی ایک دم سوال کیا کہ کیا وہاں کلمہ طیّبہ لکھا ہے؟ ہم نے کہا کہ ہاں لکھا ہے۔ اس نے اسی وقت ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس (ڈی ایس پی) کو فون کیا کہ قادیانیوں کا ایک وفد مجھے ملنے میرے دفتر آیا ہے یہاں آ کر ان کو گرفتار کرلو۔ ڈپٹی کمشنر فون سے فارغ ہوا۔ تو مجھے خیال آیا کہ اب گرفتار تو ہونا ہے۔ ڈی سی سے روبرو دو دو باتیں تو کر لیں۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ کیا ہم جان سکتے ہیں کہ ہمیں کس جرم کے تحت گرفتار کیا جارہا ہے؟ کہنے لگا کہ اینٹی قادیانیت آرڈیننس (Anti-Qadiani Ordinance) کے تحت۔ کیونکہ تم نے تسلیم کیا ہے کہ تمہاری عبادت گاہ پر کلمہ طیّبہ لکھا ہوا ہے۔ میں نے ذرا جوش میں اُسے کہا کہ اس آرڈیننس میں کہیں نہیں لکھا کہ کلمہ طیّبہ پڑھنا یا لکھنا جرم ہے۔ وہ کہنے لگا۔ کہ اس میں لکھا ہے کہ اگر آپ لوگ اپنے آپ کو بطور 'مسلم' ظاہر (Pose) کریں گے تو قابلِ گرفت ہوں گے۔ میں نے کہا کہ Pose کرنے سے آپ کی کیا مراد ہے؟ میں نے داڑھی رکھی ہے۔ تو کیا آپ سمجھیں گے کہ میں اپنے آپ کو بطور مسلم Pose کر رہا ہوں اور مجھے

گرفتار کرلیں گے...؟! کہنے لگا کہ ہاں۔ مکرم مغفور احمد قمر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے کہا کہ ہم بچوں کے ختنہ بھی کرواتے ہیں۔ تو اس پر بھی ہمیں گرفتار کرلیں گے۔ کہنے لگا کہ ہاں۔ پھر جھنجلا کر کہنے لگا کہ آپ اِس ضلع میں ہیں کتنے؟ تم نے خوامخواہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا کیا ہوا ہے۔ میں نے فوراً کہا کہ جناب ڈی سی صاحب! اگر آپ ایسے فیصلے نفری کی بنیاد پر کریں گے تو کیا آپ تسلیم کریں گے کہ ہندوستان میں مسلمانوں سے جو امتیازی سلوک ہو رہا ہے وہ بھی درست ہے، کیونکہ وہاں ہندو اکثریت ہے۔ وہ مسلمانوں سے جو چاہے سلوک کرے؟ کہنے لگا کہ ہاں درست ہے، پھر کہنے لگا کہ پتہ ہے اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔ ہندوستان میں سارے مسلمان یا تو convert ہو کر ہندو ہو جائیں گے یا ختم ہو جائیں گے۔ میں نے کہا اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن....! ڈی سی صاحب آپ کو پتہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد کتنی ہے؟ کہنے لگا کتنی ہے؟ میں نے کہا۔ کم از کم پندرہ کروڑ۔ اور آپ پندرہ کروڑ مسلمانوں کا خاتمہ چاہتے ہیں....!!! اب ڈی سی صاحب کھسیانے اور لاجواب ہو گئے۔ اتنی دیر میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی آ گیا۔ ڈی سی اپنی کرسی سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا سگار سلگایا اور دفتر سے جانے لگا۔ چلتے چلتے ڈی ایس پی کو کہنے لگا کہ نہیں، ابھی انہیں گرفتار نہ کریں کیونکہ ان کے خلاف کوئی مقدّمہ درج نہیں ہے۔ مولوی عبداللہ اور ختمِ نبوت کے دیگر مولویوں کو بلوا کر اِن کے خلاف مقدّمہ درج کراؤ اور پھر انہیں گرفتار کرلو۔ ہم باہر آئے تو ہدایت کے مطابق ڈی ایس پی کے ڈرائیور نے ایک کار کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا کہ بیٹھ جائیں۔ ہم نے ہنس کر کہا کہ پہلے اپنے صاحب سے تو پوچھ لو....!

اس کے بعد باقی دوست چلے گئے۔ یہ عاجز اور مکرم و محترم مغفور احمد قمر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ موٹر سائیکل پر فوراً فون کرنے نکلے کہ ٹیلیفون پر مرکز کو واقعہ کی اطلاع کی جائے۔ اسوقت ٹیلیفون کا اتنا اچھا نظام نہ تھا Cell Phones کا تو تصّور نہ تھا۔ لہٰذا مرکز رابطہ نہ ہوسکا۔ دوپہر تقریباً ایک بجے سوچا کہ چلو مسجد جا کر دیکھتے ہیں کہ کیا صورتِ حال ہے۔ ساتھ ظہر کی نماز بھی پڑھ لیں گے۔ لیکن راستہ میں تحصیل آفس کے احاطہ میں سے گزر رہے تھے کہ ایکدم پولیس سے بھری ہوئی تین گاڑیوں نے ہمیں گھیر لیا۔ سٹی مجسٹریٹ گاڑی سے اتر کر آیا۔ ساتھ اس کے بعض دیگر پولیس آفیسرز بھی تھے۔ ہم دونوں کو کہا کہ گاڑی میں بیٹھ جائیں۔ میں نے کہا کہ یہ موٹر سائیکل سرکاری ہے۔ یہ میں بنک چھوڑ کر آجاتا ہوں۔ لیکن اُس نے کہا کہ مہربانی کر کے گاڑی میں بیٹھ جائیں۔ اور موٹر سائیکل کسی کو دے دیں تا کہ وہ بنک چھوڑ آئے۔ وہاں ایک احمدی دوست تھے اسے موٹر سائیکل اور بیگ دیا کہ بنک چھوڑ دینا۔ اور میرے گھر اطلاع بھی کر دینا۔ یوں ہمیں گرفتار کر کے ٹوبہ ٹیک سنگھ تھانہ کے حوالات (Lockup) میں بند کر دیا گیا۔ مسجد میں نماز ظہر کی ادائیگی کے لئے آنے والے سات اور دوستوں مکرم سیّد محمد اشرف شاہ، انوار الحق صاحب، فیاض الحق صاحب ان کے چچا نذیر احمد صاحب، سیّد محمد شاہ صاحب ان کے بیٹے اور مکرم رانا خوشی محمد شاکر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بھی گرفتار کر کے ہمارے ساتھ تھانہ میں بند کر دیا گیا۔ پھر ہمارے خلاف مقدّمہ درج کر کے شام کو ہمیں جھنگ جیل پہنچا دیا گیا۔ اسکے بعد کی داستانِ زنداں کبھی پھر سہی۔ سرِ دست تو بیچارے ڈپٹی کمشنر کے وہ الفاظ رہ رہ کر یاد آ رہے ہیں کہ ''ہندوستان کے سارے مسلمان یا تو Convert ہو جائیں گے یا ختم ہو جائیں گے''۔ [illegible] سرت کہ احمدیت کی مخالفت میں یہ لوگ اس قدر راندھے پن کا مظاہرہ کرنے لگتے ہیں کہ مسلمانانِ عالم کے اجتماعی مفاد سے بھی آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر کا جواب بعینہٖ وہی جواب تھا جو جماعتِ اسلامی کے بانی مولانا مودودی نے 1953ء کے اینٹی احمدیہ فسادات کے بعد تحقیقاتی عدالت کے رُوبرو دیا تھا۔ دلچسپی طبع کی خاطر طبع شدہ رپورٹ میں سے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:۔

''مولانا ابوالاعلیٰ مودودی: سوال (از عدالت): اگر ہم پاکستان میں اس شکل کی اسلامی حکومت قائم کرلیں تو کیا آپ (بھارتی) ہندوؤں کو اجازت دیں گے کہ وہ اپنے دستور کی بنیاد اپنے مذہب پر رکھیں؟

جواب: یقیناً مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا کہ حکومت کے اس نظام میں مسلمانوں سے ملیچھوں اور شودروں کا سا سلوک کیا جائے۔ ان پر منو کے قوانین کا اطلاق کیا جائے اور انہیں حکومت میں حصہ اور شہریت کے حقوق قطعاً نہ دیئے جائیں.....''

میاں طفیل محمد: (سابق امیر جماعت اسلامی: میاں طفیل محمد کا جواب سن کر عدالت لکھتی ہے:)

''اس گواہ نے تو یہانتک کہہ دیا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم حکومت اپنے ملک کی سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو اسامیاں پیش بھی کرے تو ان کا فرض ہوگا کہ ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیں''

(بحوالہ: رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے تحقیقات فسادات پنجاب 1953ء المعروف ''منیر انکوائری رپورٹ''۔ صفحہ 154، 155، جدید ایڈیشن۔ پبلشر: نیاز مانہ پبلیکیشنز۔ 14 ٹیمپل روڈ لاہور)

انسانیت کا قتل

ع کبھی سوچا ہے کیسا فعل تم نادان کرتے ہو؟

پاکستان (بالخصوص صوبہ پنجاب) میں آجکل جگہ جگہ پاکستان کی ایک محبّ وطن اور امن پسند، جماعت احمدیہ کے افراد کے خلاف متشدّد اور کٹھ ملاؤں کو جلسے کرنے، سادہ لوح عوام کو مشتعل کرنے اور احمدیوں کو واجب القتل قرار دے کر انہیں قتل کرنے کی کھلی چھوٹ ملی ہوئی ہے۔ اِن تنگِ انسانیت شر پسندوں کا ٹارگٹ بالعموم احمدی ڈاکٹرز اور سرکردہ افرادِ جماعت ہیں۔ خلافتِ احمدیہ کی نئی صدی کے آغاز سے لیکر تادمِ تحریر، گذشتہ ایک سال کے دوران درجن بھر احمدیوں کو شہید اور شدید زخمی کیا جا چکا ہے۔

14 مارچ 2009ء کو واپڈہ کالونی ملتان میں دو نوجوان احمدی میاں بیوی اسپیشلسٹ ڈاکٹرز (ڈاکٹر شیرآز باجوہ اور ڈاکٹر نورین باجوہ) کو اُن کے گھر میں گھس کر گلے میں پھندے ڈال کر نہایت بیدردی اور وحشیانہ انداز سے شہید کر دیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مندرجہ ذیل نظم انہیں دونوں کی یاد میں لکھی گئی ہے۔ جو ایک مشاعرے منعقدہ 23 مئی 2009ء بمقام مسی ساگا میں بھی پڑھی گئی۔ اِس مشاعرے کے مہمانِ خصوصی نارتھ امریکہ کے ایک معروف اردو ہفت روزہ اخبار، اُردو ٹائمز کے کالم نگار جناب انجم گوہر تھے۔ جو خصوصی طور پر شکاگو (امریکہ) سے تشریف لائے تھے [ایڈیٹر]

ڈاکٹر شیرآز باجوہ --- ''دُکھی انسانیت کی خدمت''
کی سند کے ہمراہ

بنا جو دِیں کی خاطر تھا وطن اُس کی یہ حالت ہے
جو سچّائی کا منبع ہے اُسی پیغام کو خطرہ

وہاں پر اب نمازی مسجدوں میں قتل ہوتے ہیں
سبب سنگین نفرت کا عقیدے کا جُدا ہونا

سِئے جاتے وہاں پر ہیں دُعا جو ہونٹ دیتے ہیں
ہر اک کی قیمتی ہوتی ہے جاں مسلک کوئی بھی ہو

تعصّب ہر طرف ہر سُو عداوت ہے جہالت ہے
مُسلمانوں کے اپنے مُلک میں اسلام کو خطرہ

محافظ جاگتے ہیں رات بھر تب لوگ سوتے ہیں
یہاں پر کام ملّاں کا فقط ہے نفرتیں بونا

مسیحاؤں کا ہاتھوں سے گلا خود گھونٹ دیتے ہیں
ملے اِس ملک میں سب کو اماں مسلک کوئی بھی ہو

وہاں پر موت سے زندوں کا رشتہ جوڑ دیتے ہیں
جو دیتے ہیں دوائیں ہاتھ اُن کے توڑ دیتے ہیں

ہوا پچھلے دِنوں اِک واقعہ ملتاؔن کے اندر
مثال ایسی نہ تھی موجود پاکستان کے اندر

میاں بیوی تھے دونوں ڈاکٹر جو قتل کر ڈالے
دُہائی دے رہے اِس ظلم پر ہیں واپڈاؔ والے

بہت قابل تھے لائق اور تھے سب کے پسندیدہ
ہر اک تھا معتقد اُن کا ہر اک اُن کا تھا گرویدہ

سنا ہے نام مقتولوں کے تھا تقی شیراؔز اور نوریںؔ
وہ لیڈی ڈاکٹر، کہتی ہے دُنیا حاملہ بھی تھیں

بندھے تھے ہاتھ پاؤں اُن کے اور گردن میں پھندا تھا
کِیا یہ کام جس نے اُس کا کتنا ذہن گندا تھا

یہ دو جانیں نہ تھیں اِنسانیت کا قتل تھا گویا
کہ جس کو دیکھ کر سُن کر وہاں پر ہر کوئی رویا

کبھی سوچا ہے کیسا فعل تم نادان کرتے ہو؟
نہیں غیروں کا تم اپنا ہی خود نُقصان کرتے ہو

جو دہشت گرد ہیں اُن کو نہ کوئی پُوچھنے والا
نہیں کوئی بھی مظلوموں کے دل میں جھانکنے والا

وہ ہوتے ہیں یہاں پر قتل جو مرہم لگاتے ہیں
یہاں خودکُش بدن کے ساتھ اپنے بم لگاتے ہیں

حصُولِ علم گو ہے مرد و زن کے واسطے لازم
گراتے ہیں زنانہ مدرسے پھر بھی ہیں یہ عالم

انوکھی کچھ یہاں اِنصاف والوں کی ادائیں ہیں
یہاں پر صنفِ نازک کو بھی کوڑوں کی سزائیں ہیں

نہیں آتا سمجھ مذہب کسی کو طالبانوںؔ کا
ہے کوڑی سے بھی کم، نظروں میں اِن کی مول جانوں کا

ہیں یہ حق پر، نہیں تسلیم یہ ہو گا کبھی ہم سے
شریعت پر کراتے ہیں عمل بندوق کے دم سے

ہے داڑھی کے بنا ہر شخص کافر ان کی نظروں میں
جو جھٹلائے، ''عدم'' کا ہے مسافر ان کی نظروں میں

رواجوں اور رسموں کو شریعت جانتے ہیں یہ
اگر داڑھی ہو چہرے پر تو مسلم مانتے ہیں یہ

یہ ہندو اور سکھّوں پر وہاں جذیہ لگاتے ہیں
عمل ہو گر شریعت پر تو یہ خود زد میں آتے ہیں

یہ گردن کاٹ دیتے تھے جو آیا ان کے پنجے میں
مشیّت سے خُدا کی، فوج کے اب ہیں شکنجے میں

وطن میں امن ہو خورشیدؔ ہونٹوں پر دُعائیں ہیں
خدایا اب ہماری تیری جانب ہی نگاہیں ہیں

وطن میں امن ہو خورشیدؔ ہونٹوں پر دُعائیں ہیں

خدایا اب ہماری تیری جانب ہی نگاہیں ہیں

﴿ مبشر خورشید۔ ٹورنٹو ﴾

محاسبہ!

مکرمہ مسعود ملک صاحبہ، سکاربرو

اس مضمون کو لکھنے سے پہلے اتنا کہنا چاہوں گی کہ بے شک دنیا میں نیک لوگ بھی ہیں ایسے ہی تو نہیں یہ دنیا چل رہی۔ مگر شائد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ دنیا میں دنیاداری، لالچ، بے حسی، ناانصافی اور ظلم حد سے بڑھ گیا ہے۔ مجموعی طور پر امت مسلمہ کی زبوں حالی بہ زبان حال پکار رہی ہے ع

اے خاصہ ٔ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے

اس پر بھی اگر ہماری جبینوں پر فکر مندانہ شکن نہ آئے اور سب اچھا ہے کہہ کر ہم خاموش ہو جائیں تو یہ انتہا کی غلط بیانی، کم عقلی، ناعاقبت اندیشی، بے حسی، بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ اجتماعی خودکشی ہوگی۔

بہت تکلیف ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ آج کے مسلمان دعویٰ تو حُبِ نبویؐ کا کرتے ہیں اور اتنی شدت سے کرتے ہیں کہ گویا ان کا سانس لینا، جینا مرنا اوڑھنا بچھونا ہی عشق رسول ﷺ ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ ان کے قول و فعل میں زمین آسمان کا تضاد ہے۔ دین کو بس اسلام کے نام پر مرنے یا مارنے کی حد تک محدود کر دیا۔ دین کے نام پر ذرا سے اختلاف پر ادنیٰ سے ادنیٰ اخلاقی پہلو بھی بروئے کار لانا ضروری نہیں سمجھتے۔ حضور ﷺ کے مثالی صبر کی سنت کو بھول کر گالی گلوچ دنگے فساد پر اتر آتے ہیں۔ قانون کو ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ اور خود کو قرآنِ پاک کے سات سو حکموں میں سے کسی سات کی بھی فکر نہیں ہوتی۔ جبکہ کہا جاتا ہے جو ان سات سو احکامات میں سے جان بوجھ کر اگر کسی ایک سے بھی انحراف کریگا تو وہ اپنے لئے نجات کا دروازہ بند کر لے گا۔ اللہ ہمیں معاف کرے اور رحم کرے۔ آمین

حضور ﷺ نے مسلمانوں کو ہر رات سونے سے پہلے اپنا محاسبہ کرنے کی اور دعا کرنے کی تلقین فرمائی تھی۔ چنانچہ ایسا کرنے میں کچھ شرمندگی محسوس کرنا غلط ہے۔ اس وقت پوری امت کو اپنے محاسبے کی اشدّ ضرورت ہے۔ بہت تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی اپنا محاسبہ کرنا چاہتا ہے تو وہ یہی دیکھ لے کہ اس کا لین دین، کمائی، اپنے ملنے جلنے والوں اور خاص طور پر اپنے دست نگر یا ماتحتوں سے سلوک کیسا ہے۔ غیبت، حسد اور جلن اس پر کس حد تک حاوی ہیں۔ بدظنی اس پر کتنی قابض ہے۔ اسکا توکل الی اللہ اور قناعت کا معیار کیا ہے؟ بحیثیت شہری کے وہ اپنے ملک کے قوانین کی کتنی پاسداری کرتا ہے۔ کیونکہ وطن سے محبت بھی ایمان کا حصہ ہے۔ اور صفائی جس کو نصف ایمان کہا جاتا ہے اس میں وہ کونسے درجے پر ہے؟ ایک بار ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا کہ سوات کے کسی علاقے میں ایک مولوی صاحب بڑی سی سیاہ پگڑی باندھے ایک اتنی ہی بڑی چادر سی اوڑھے بیٹھے جہاد اور شریعت کے نفاذ کے لیے بیان داغتے ہوئے حکومت کو انتباہ کر رہے تھے۔ دوسرے لفظوں میں دھمکا رہے تھے جبکہ ان کے حواری ان کے اردگرد کلاشنکوفیں پکڑے بظاہر ڈھیلے ڈھالے مگر اپنے زعم میں مستعد کھڑے تھے۔ اردگرد مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں۔ پس منظر میں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر نظر آ رہے تھے۔ لگتا تھا یہ مولوی ان سے بہت مانوس ہیں اور بڑی راحت وسکون کے ساتھ اس گند میں براجمان تھے۔ اور لگ رہا تھا کہ ان کے ایجنڈے میں ان کی صفائی کا کوئی گمان بھی نہ ہوگا۔ تو ثابت ہوا کہ ان مومنین کا، نام نہاد مجاہدین کا، اسلام کے ان ٹھیکے داروں کا نصف ایمان تو پہلے ہی تباہ حال تھا کیونکہ حدیثِ پاک میں مذکور ہے کہ صفائی نصف ایمان ہے، باقی کے آدھے ایمان کی تباہی یہ خود کر رہے تھے۔ اسی لیے تو خطرہ ءایمان، خطرہ ءجان، خطرہ ءامن وامان اور خطرۂ ملک وملت سمیت خطرۂ کُل جہان بنے ہوئے ہیں۔

قارئین کرام! بات تو ہو رہی ہے عام انسان کی۔ مگر ایک عام انسان جب مذہب کی اصل سے ہٹ کر بڑے بڑے معاملات کو محض اپنے نقطۂ نظر کی بھینٹ چڑھاتے ہوئے عقلی دلائل سے حل کرنے کی بجائے طاقت کا استعمال کرے تو اور بھی ہلاکت خیز ہوتا ہے۔ اسی حوالے سے اوپر ان نام نہاد مجاہدین کا ذکر آ گیا جنہوں نے خدا اور رسول کے احکامات کے نام پر اپنا خودساختہ مذہب اور عقائد جاری کرنے کی کوشش میں عوام الناس کا جینا حرام کر دیا ہے۔ اور اسلام کے خوبصورت نام اور آفاقی پرامن پیغام کو مسخ کر دیا ہے۔ حیرت اس وقت ہوتی ہے جب لوگ نصف صدی سے زیادہ بہتے ہوئے اس خون اور غارتگری کو دیکھ کر بھی اس طریق کی حمایت کرتے ہیں۔ خود اپنی ہی امت کی اتنی ہلاکت خیزی دیکھ کر تو ایک عام عقل اور سمجھ بوجھ کا انسان بھی اپنی حکمت عملی میں تبدیلی لانے کا سوچے گا

مُرسلہ: رانا حماد جاوید صاحب
احمدیہ ابوڈ آف پیس

میدانِ تبلیغ میں پیش آمدہ دو واقعات

☆ دلچسپ مکالمے ☆

﴿بیان شدہ--- حضرت مولوی محمد حسین صاحب المعروف سبز پگڑی والے رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم ایڈیٹر صاحب نحن انصار اللہ کینیڈا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نحن انصار اللہ کے ''صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی نمبر'' میں خاکسار کے مُرسلہ واقعات (جو میں نے اپنے دادا جان حضرت مولوی محمد حسینؓ صاحب المعروف ''سبز پگڑی والے''، صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ تبلیغی واقعات پر مبنی کتاب ''میری یادیں'' حصہ اول سے اخذ کئے تھے) شاملِ اشاعت کر کے حوصلہ افزائی کرنے پر خاکسار مشکور ہے۔

اپنے دادا جان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آڈیو پر ریکارڈ شدہ ایمان افروز تبلیغی واقعات پر مبنی کتاب کے حصہٴ اول کی اشاعت اور اسکی مقبولیت و پزیرائی کے بعد ان واقعات کا اگلا حصہ جلد دوئم کی صورت، تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جو انشاء اللہ العزیز تکمیل کے بعد جلد شائع کر دی جائے گی۔ میرے والدِ محترم رانا محمد اقبال صاحب اسپر آجکل کافی محنت کر رہے ہیں۔

متذکرہ زیرِ تصنیف کتاب کے حصہ دوئم میں سے دو دلچسپ تبلیغی گفتگوؤں پر مشتمل واقعات، قارئین کی دلچسپی طبع کیلئے ارسالِ خدمت ہیں۔ واضح رہے کہ آڈیو پر ریکارڈ شدہ واقعات کو من وعن احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے۔ تاکہ واقعات کی صحت وسند میں کوئی فرق بھی نہ آئے اور فی البدیہ اسلوب بیان کی اپنی چاشنی بھی برقرار رہے۔

زیرِ نظر پہلا واقعہ بطورِ خاص منتخب کیا گیا ہے۔ اس انتخاب کا محرک، ٹورنٹو سے شائع ہونیوالے ایک، ہفت روزہ پاکستانی جریدے میں شائع شدہ ایک آرٹیکل بنا۔ اخبار کے بریلوی مسلک کے ایک کالم نگار نے ضلع سیالکوٹ سے تعلق رکھنے والے ایک مشہور پیر صاحب (سید جماعت علی شاہ) کے متعلق لکھا کہ پیر صاحب نے ''مرزا قادیانی'' کو شکستِ فاش دی تھی!

میرے دادا جان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیساتھ بھی مذکورہ پیر صاحب کی دورانِ ملاقات روبرو گفتگو ہوئی۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ایک ادنیٰ مرید کی حیثیت سے اِس مناظرہ نما گفتگو میں کسے شکست ہوئی اسے پڑھئے گا اور لُطف اٹھائیے گا۔ والسلام

خاکسار: رانا حماد جاوید (احمدیہ ابوڈ آف پیس)

☆☆☆☆☆

پیر جماعت علی شاہ کا حضرت مصلح موعودؓ کو چیلنج دینا اور حضورؓ کا جواب... بعد میں پیر صاحب کا دورانِ مکالمہ حشر

جن دنوں میری پوسٹنگ یوپی میں تھی اس وقت جماعت علی شاہ صاحب علی پوری نے چیلنج دیا کہ میرے ساتھ مناظرہ کریں۔ کہنے لگا میں نے مرزا صاحب سے کہا تھا کہ میرے ساتھ مناظرہ کرلیں اور وہ مناظرہ اس طرح ہوگا کہ دو کوڑھ کے مریض لے آتے ہیں ایک پر میں تھوکوں گا اور دوسرے پر آپ تھوکیں جس کے تھوک سے شفاء ہو جائے اس کی بیعت دوسرے کو کرنا ہوگی۔ مگر مرزا صاحب میرے مقابل پر نہیں آئے۔ دوسرا میں نے کہا تھا کہ دونوں ایک مینار پر چڑھتے ہیں۔ اور چوٹی سے چھلانگ لگاتے ہیں جو مر جائے ''خس کم جہاں پاک!'' اور جو زندہ رہے وہ سچا ہے۔ خدا کے فرشتے اسے اٹھائیں گے مگر مرزا صاحب پھر بھی میرے مقابل پر نہیں آئے۔ یہ دو معیار میں نے پیش کئے تھے۔

جب اس کے معیار اخبار میں چھپے تو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ قرآن شریف نے مباہلہ کا طریق بتایا ہے یہ خودکشی کا طریق کہیں نہیں بتایا۔ ''وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَةِ'' (سورۃ البقرۃ:۱۹۶) اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ یہ کیا معیار پیش کیا ہے! جو اصولی مناظرہ ہے وہ میرے ادنیٰ سے ادنیٰ مرید سے کرلو اور پھر خدا کی قدرت کا نظارہ دیکھنا۔ یہ الفضل اخبار میں شائع ہوگیا میرے پاس بھی اخبار آیا۔ پیر جماعت علی شاہ کی طرف سے

چار مبلغ وہاں گئے ہوئے تھے۔ ایک کا نام مولوی امام الدین تھا، دوسرے کا **رحمت اللہ** اور اسی کا لڑکا بشیر تھا اور ایک مولوی بھولے خاں جو ان پڑھ تھا صرف **انگوٹھا لگانا** جانتا تھا۔ یہ یہی لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ پڑھو کلمہ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اس کے سوا** انہیں کچھ نہیں آتا تھا۔ مولوی امام دین واقع میں مولوی تھا۔ سنجیدہ **طبیعت کا آدمی** تھا۔ وہ اس سے پہلے دو تین دفعہ مجھے ملا تھا وہ بڑے پیار سے ملا اور کہنے لگا کہ ہم ایک ہی کام کے لئے یعنی تبلیغ کے لئے آئے ہوئے ہیں بہت کم گو آدمی تھا۔ مناظرہ نہیں کر سکتا تھا لیکن مولوی اچھا تھا۔ اور رحمت اللہ تو ویسے ہی اوباش سا تھا اور ساتھ اس کا بیٹا بھی ویسا ہی۔ یہ پیر جماعت علی شاہ علی پور سے چل کر اپنے مریدوں کا کام دیکھنے کے لئے یوپی آئے۔ کام ان کے بندوں نے خاک کرنا تھا۔ نہ انہیں پتہ کہ آریہ کون ہوتے ہیں اور نہ یہ جانیں کہ آریوں کے عقائد کیا ہیں ان کی کتابیں کون کون سی ہیں۔ بس لوگوں کو نماز، روزے کا کہہ چھوڑتے اور خود بھی پڑھ لیتے۔ وہاں علی گنج قصبہ میں ایک پرانے زمانہ کے نوابوں کی بنوائی ہوئی ایک مسجد عالی تھی۔ اس مسجد میں پیر صاحب نے جا کر اپنا ڈیرہ لگایا ہوا تھا۔ مجھے اس کا علم نہیں تھا۔ اچانک ایک دن مجھے بھی علی گنج جانا پڑا۔ وہاں مجھے ایک لڑکا بشیر مل گیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ آپ ہم سے اکثر سوال و جواب کرتے رہتے ہیں آج کل ہمارے پیر جی آئے ہوئے ہیں آپ ذرہ ان سے چل کر اگر بات چیت کریں تو تب مزہ آئیگا! میں نے پوچھا کہاں ہیں؟ کہنے لگا مسجد عالی میں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ وہاں کچھ پٹھان لڑکے ہوتے تھے جو اکثر ہماری بات کو محفلوں میں آ کر سنا کرتے تھے۔ ان میں سے کوئی جلیبیاں لے آتا تھا کوئی پیڑے۔ وہ اس طرح سے اچھے دوست بن گئے تھے۔ وہ بھی وہیں پھر رہے تھے مجھ سے پوچھنے لگے کہ مولوی صاحب آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ یہاں پیر صاحب آئے ہوئے ہیں ان سے ملاقات کے لئے جا رہا ہوں۔ بشیر لڑکا کہنے لگا کیا ان سے آپ کی بات چیت ہوگی؟ میں نے کہا ضرور۔ کہنے لگا پھر ہم بھی چلتے ہیں۔ ہم سب وہاں پیر صاحب کے پاس پہنچے اور پیر صاحب وہاں دری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ پیچھے لحاف گول کر کے تکیہ بنا کر رکھا ہوا تھا۔ میں نے جا کر السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیا اور بیٹھ گیا۔ اس لڑکے نے یعنی بشیر نے شرارت کی اور پیر صاحب سے کہنے لگا کہ یہ قادیانی ہیں۔ احمدی ہیں اور آپ کے ساتھ بحث کرنے آئے ہیں اس طرح اس نے پیر صاحب کو غصہ چڑھا دیا۔ وہ بہت غصہ والے آدمی تو پہلے ہی تھے۔ کہنے لگے کہ ان کے پیر کو میں نے چیلنج دیا تھا۔ یعنی مینار سے چھلانگ لگانے والا اور دوسرا **کوڑھیوں پر تھوک کر** علاج کرنے والا وہ تو میرے مقابلہ پر آئے نہیں تھے تو یہ **بیچارے کون ہیں انہوں** نے میرے ساتھ کیا بات کرنی ہے۔ میں نے کہا پیر جی! **آپ تو پیر** بادشاہ ہیں اور مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں تو یہ جھوٹ بولنے کا کیا مطلب ہے؟ **خدا** کے گھر میں بیٹھ کر یہ کونسا معیار ہے؟ اگر آپ کے تھوک میں اتنی برکت ہے تو جہاں سے آپ آئے ہیں راستہ میں ایک تالاب (''ترن تارن'') آیا تھا وہاں اس کے اردگرد بہت بڑے بڑے امیر کوڑھ مرض کا شکار بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور آپ کے تھوک کی قیمت کچھ نہیں لگتی۔ اگر کھٹی لسی پی لی جائے تو جتنا چاہے آدمی تھوکتا رہے۔ تو آپ وہاں تھوکتے کیوں نہیں کہ لوگوں کو آرام آتا اور آپ کو لاکھوں روپے میسر آجاتے؟! بھلا آپ کو مرزا صاحب سے یہ مباہلہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ مجھ سے کہنے لگا کہ آپ مجھے ذلیل کرتے ہیں۔ میں نے کہا رہی دوسری بات آپ کی مینار پر چڑھنے والی، اسلام تو یہ کہتا ہے۔ " وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ۔ "(سورة البقرة:۱۹۶) وہ حافظ قرآن بھی تھا۔ کہنے لگا کیا میں یہ آیت نہیں جانتا۔ میں نے کہا جانتے ضرور ہونگے لیکن ایسا مباہلہ کرنے کا چیلنج دیتے وقت یہ یاد نہیں ہوگی ورنہ آپ کبھی بھی ایسی حرکت نہ کرتے۔ میں نے کہا بہت شوق ہے تو دو مینار ہیں اس مسجد کے، ایک پر میں چڑھتا ہوں دوسرے پر آپ چڑھ جائیں۔ مگر چھلانگ پہلے آپ نے لگانی ہے بعد میں میں لگاؤں گا اگر تو آپ زندہ بچ گئے تو پھر میرے لئے ضروری ہوگا کہ میں چھلانگ لگاؤں اور اگر نہ بچے تو پھر تو میرا چھلانگ لگانا ضروری ہے ہی نہیں!

مرزا صاحب تو الگ رہے ہمارے ساتھ ایسے کام کر لو اس میں کیا حرج ہے۔ وہ پیر بیچارہ بوڑھا آدمی تھا اس سے تو پہلے ہی آسانی سے اٹھا بھی نہیں جاتا تھا اس نے کسی مینار پر کیا چڑھنا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ میناروں کو پکڑ کر ہم دونوں چڑھتے ہیں۔ کہنے لگا دیکھو میں پھونک ماروں گا اور تم اڑ جاؤ گے۔ میں نے کہا آپ کی بڑی مہربانی ہوگی مجھے واپسی کے لئے یکہ نہیں لینا پڑیگا۔ اس لئے ایک ہی پھونک مارنا تاکہ جہاں میں نے جانا ہے وہاں تک آسانی سے پہنچ جاؤں۔ کہنے لگا تُو مجھ سے مذاق کرتا ہے؟ میں نے کہا آپ نے خود ہی تو یہ بتایا ہے کہ میں پھونک ماروں گا تو تم وہاں چلے جاؤ گے تو میں نے یہی کہا ہے کہ ذرا ہلکی مارنا تاکہ اپنی صحیح جگہ پر **پہنچ جاؤں! وہ شرارتی لڑکا بشیر** کہنے لگا دیکھے ہیں آپ نے ہمارے پیر صاحب کے **دلائل**۔ میں نے کہا سن لئے ہیں۔ وہ پٹھان لڑکے کہنے لگے کہ یہ کوئی **پیر صاحب ہیں یا کوئی گدھا** ہے اس نے ہر بات الٹی کی ہے کوئی ایک بات بھی

سیدھی نہیں کی ہے۔اور وہ تو مناظر ہیں ہم ان کے بہت سے مناظرے سنتے رہتے ہیں اور یہ پیر صاحب تو بیچارے بوڑھے آدمی ہیں سر پر کفن باندھا ہوا ہے۔ وہ آب زمزم میں بھگو کر مکہ مدینہ سے لایا ہوا تھا۔ جب یہ حج پر گیا تھا اور جب بھی یہ گھر سے باہر آتا تھا اسے سر پر باندھ لیتا تھا وہ سکھایا ہوا تھا۔ میں نے کہا پیر صاحب آپ کو خدا کی ذات پر اتنا بھی بھروسہ نہیں؟ کہنے لگا ماروں گا اگر میرا کفن سر سے اتارا۔ میں نے کہا یہ کیا وزن ہر وقت سر پر اٹھایا ہوا ہے۔ آخر کہنے لگا کہ یہاں مسجد سے نکل جاؤ! میں نے کہا یہ مسجد نہ آپ کی ہے اور نہ میری۔ یہ اللہ کا گھر ہے میں جہاں بھی جاؤں گا اللہ کی زمین ہوگی تم مجھے کہاں کہاں سے نکالو گے۔ نہ تم اللہ کے گھر سے نکال سکتے ہو اور نہ اللہ کی زمین سے۔ آپ کا یہ کہنے کا کیا حق ہے؟ وہ پٹھان لڑکے کہنے لگے کہ ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ یہ کیسا پیر ہے جبکہ وہ اپنے علاقہ میں بہت مشہور تھا۔ میں نے کہا اب یہ بیچارہ رہ گیا ہے بوڑھا ہو گیا ہے کہیں ہمارے لئے مصیبت ہی نہ بن جائے۔ اس سے اپنی ہی جان بچاؤ لوگوں نے یہی کہنا ہے کہ وہ تو بوڑھا آدمی تھا آپ جوان تھے آپ کو ہی حوصلہ دکھانا چاہئے تھا۔ وہ لڑکے کہنے لگے کہ مولوی صاحب آئیں واپس چلتے ہیں یہاں اور کچھ نہیں ہے۔ پھر ہم واپس آگئے۔ خیر ہم واپس چل پڑے۔ وہ بشیر ساتھ آیا میں نے کہا او شیطان! تو نے یہ کیا شرارت کی تھی۔ میں نے کب کہا تھا کہ میں مناظرہ کرنے آیا ہوں۔ اُسے تم نے غصہ چڑھا دیا اور اُس نے الٹی سیدھی باتیں بھی کیں۔ کہنے لگا میں اُسے اور کیا بتاتا یہی بتا سکتا تھا۔ ہمارے پیر کی خوبی ہے کہ اُنہوں نے اپنے ڈیرے پر جانا ہو اور یہ سوار ہو جائیں تو جب تک وہاں نہ پہنچ جائیں گاڑی راستہ میں کھڑی ہی نہیں ہوتی۔ اللہ کی قدرت دیکھیں اُسی دن ظہر کے بعد چار بجے کی گاڑی پر پیر صاحب نے سوار ہونا تھا۔ وہ تانگہ لے کر ایک بجے ہی وہاں سے چل پڑے۔ وہاں سے اسٹیشن آٹھ میل دور تھا اس کا نام دریا وگنج تھا۔ ابھی پیر صاحب نے آدھا سفر ہی تانگہ پر کیا ہوگا کہ اس کا ایک بانس ٹوٹ گیا۔ تانگہ بان واپس لے جا نہیں سکتا تھا۔ اس کی مرمّت کرتے کرتے اتنی دیر ہوگئی کہ گاڑی چل گئی۔ اب پیر صاحب اسٹیشن پر کھڑے ہیں کہ نہ وہ آگے جا سکتے ہیں اور نہ واپس جا سکتے تھے۔ دوسری گاڑی قریباً آدھی رات کو آنی تھی اور یہ دو گاڑیاں ہی وہاں سے گزرتی تھیں۔ ہم نے کہا دونوں باتیں ہی اسکی جھوٹی نکلیں۔ ایک تو یہ کہ جب تک یہ نہ جائے گاڑی نہیں چلتی اور دوسرے اس نے بتایا تھا کہ پیر صاحب گاڑی پر سوار ہوں اور اسٹیشن پر اتر کر کسی بھی نماز کا وقت ہو وہیں وضو کر کے پلیٹ فارم پر نماز پڑھنا شروع کر دیں تو جب تک نماز نہ پڑھ لیں گاڑی رکی رہتی ہے۔ مگر ہُوا کیا کہ رات والی گاڑی اسٹیشن پر پہنچی تو اس وقت پیر صاحب نماز پڑھ رہے تھے اور ابھی ختم نہیں کی تھی کہ گاڑی روانہ ہوگئی اور پیر صاحب کو رات اسٹیشن پر ہی گزارنی پڑی۔ اس طرح یہ بات بھی غلط ثابت ہوئی۔ یہ اس کی پوزیشن ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ پر کھڑا ہوا کرتا تھا۔ دوسرا جو اُن کا اَن پڑھ مولوی تھا بھورے خان صاحب، جو صرف لوگوں کو کلمہ ہی پڑھایا کرتا تھا، اس نے مجھے پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس آ کر ہمارے پیر کی بیعت کر کے مرید ہو جاؤ ورنہ میں آپ کی چٹنی کر دوں گا۔ حد ہوگئی بھئی اس کے پیغام کی۔ وہ آدمی جو پیغام لے کر آیا تھا اس سے میں نے پوچھا کہ تم نے کب واپس جانا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میں تو یہاں اپنے دوست کو پیغام دینے آیا ہوں اور آپ کو بھی بتا دیا ہے اب میں ابھی واپس جا رہا ہوں۔ میں نے اُسے چار پیسے دیئے کہ بھورے خان کو دے دینا اور کہنا کہ بھنڈی توری پکا کر کھا لے میری ہڈیاں نہیں گلیں گی وہ وہاں سے توریاں پکا کر کھا لے۔ اُس نے اُسی طرح جا کر اُسے پیغام بھی دیا اور میرے بھیجے ہوئے چار پیسے بھی دے دیئے کہ اس کی توریاں لے کر پکا لو مجھے کھا کر کیا کرو گے۔ بھورے خان سن کر کہنے لگا کہ کیا میں اس کی بھنڈی توری لے لوں۔ بڑا پریشان ہوا اور غصہ سے اپنی لاٹھی کو بار بار زمین پر پٹخنے لگا۔ اب اس کا وہاں لاٹھی پٹخانے کا مجھ پر کیا اثر پڑتا تھا۔

اِس طرح کے اُن کے مولوی تھے جو وہاں کفر کا مقابلہ کرنے کے لیے گئے ہوئے تھے اور ہم جیسے مہدی علیہ السلام کے ادنیٰ خادم وہاں کام کر رہے تھے۔

سری نگر میں اشدّ مخالف کو تبلیغ کا واقعہ

اس علاقہ کے دورہ کے دوران میں نے ایک دوست سے پوچھا کہ یہاں پر بڑے سے بڑا مخالف کون ہے؟ وہ کہنے لگا کہ وہ ایک بزاز ہے اور وہ بوڑھا آدمی ہے۔ کافی بڑی اس کی دوکان ہے اور سارے شہر میں سب سے بڑا مخالف بھی یہی ہے۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ اس کی دوکان کونسی ہے۔ وہ کہنے لگے رہنے دیں مولوی صاحب خوانخواہ اُس سے بے عزتی کروانے والی بات ہے۔ میں نے کہا کہ ہماری عزتوں کو کون لے جائیگا آپ دور سے ہی بتا دیں پھر میں جانوں اور وہ دوکاندار جانے۔ وہ کہنے لگا اچھا ٹھیک ہے اور اشارے سے بتا دیا کہ وہ دوکان ہے۔ میں وہاں پہنچا اور جا کر کہا۔ خواجہ صاحب! السلام علیکم۔ جیسے کوئی پہلے سے ہی واقف ہوتا ہے۔ بڑا موٹا اور مضبوط جسم کا آدمی تھا۔ کہنے لگا وعلیکم السلام اور اُس

سے مصافحہ کیا اور اُس نے بیٹھنے کو کہا۔ میں نے کہا آپ سے ملاقات کرنے کو بہت دل چاہتا تھا اللہ کا شکر ہے کہ ملاقات ہوگئی۔ وہ کہنے لگا آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ میں نے کہا جناب عالی میں رہنے والا تو قادیان کا ہوں اور اب میں راجوری سے آیا ہوں۔ وہاں ہم ہندوؤں سے مقابلہ کرتے ہیں اور ساتھ سکھوں سے بھی مقابلہ رہتا ہے اور اپنے مسلمان بھائی شیعہ مسلک رکھنے والوں سے بھی بات چیت چلتی رہتی ہے اور اسی طرح اور لوگوں سے بھی یہی سلسلہ بات چیت کا جاری رہتا ہے۔ آپ کے متعلق پتہ چلا تھا آپ اس علاقہ کے بڑے معزز آدمی ہیں تو میں نے سوچا کہ آپ سے تو ضرور ملنا ہے۔ وہ یہ سن کر ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ آپ چائے پیئں گے۔ میں نے کہا نہیں آپ کو کیا تکلیف دینی ہے۔ کہنے لگا یہ تکلیف کیسی ہے اور چائے والے کو آواز دی کہ چائے بھی لاؤ اور ساتھ شربت کی بوتل بھی لاؤ۔ خیر چائے سے فارغ ہونے کے بعد وہ مجھ سے کہنے لگا کہ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ آپ اس جماعت میں کس طرح شامل ہوگئے۔ میں نے کہا آپ کو تو اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ اللہ کے رسول نے تو ایک ہاتھ پر اکٹھے کیے تھے جبکہ اب بہت سارے ہاتھوں پر سارے الگ الگ جمع ہوگئے ہیں کوئی سُنّی ہے، کوئی شیعہ ہے، کوئی وہابی ہے، کوئی چکڑالوای ہے، کوئی چشتی ہے، کوئی سہروردی ہے، کوئی دیوبندی ہے کوئی وحدت الوجودی ہے، کوئی قاضی ہے، کوئی فقرا کا طبقہ ہے۔ وہ سن کر حیران ہوتا گیا کہ اتنے کیسے ہوگئے۔ سوچنے لگا میں نے کہا دیکھو

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِمَ حَنِيْفًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (البقرۃ: 136) ملّتِ حنیف پر چلنا نبی کریم ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے۔ جب تک ایک ہاتھ پر اکٹھے نہ ہوں اُس وقت تک سنّت پوری نہیں ہوتی۔ اب اور کوئی ہاتھ نہیں ہے سب کے سب مُلّاں ہی ہیں۔ ایک ہی ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں اور میں قرآن پاک کی خدمت کرنے آیا ہوں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی برتری ثابت کرنے آیا ہوں قرآن کی عظمت ثابت کرنے کے لیے آیا ہوں اور میرا ہر مذہب کے ساتھ مقابلہ ہے جس کا دل چاہے آئے اور میرے ساتھ دلائل کے ساتھ مقابلہ کرلے۔ میں نے کہا کہ کیا ہی خوبصورت اس نے بات کی ہے اور ساتھ دس ہزار روپیہ انعام بھی رکھا ہے کہ جو کتاب میں نے لکھی ہے اس کے مقابلہ پر کتاب لکھواور یہ انعام بھی لے لو۔

میں نے کہا خواجہ صاحب! کوئی ایک بھی مولوی اس دنیا میں ایسا ہے جو کوئی ایسی بات کرتا ہو اور اگر ہم اس پر ایمان نہ لاتے تو ہم بھی انہی مولویوں جیسے ہوتے۔ خواجہ صاحب چپ رہے اور اُسے کچھ بھی جواب نہ سوجھا۔ میں نے کہا کہ میں نے آپ سے کپڑا خریدنا ہے۔ کچھ لوگ کپڑا خریدنے والے بھی کھڑے یہ سب کچھ سن رہے تھے۔ غرضیکہ اُسے خوب تبلیغ کر کے واپس آئے۔ باقی جو اُن کے مولوی تھے وہ دور سے ہی مجھے دیکھتے رہے کہ اسے اس نے بٹھایا بھی ہے چائے بھی پلائی ہے اور اتنی دیر اس کی باتیں بھی سنتے رہے ہیں اور اس دوران ایک گاہک واپس بھی کردیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر ہم نے محلّہ خانیار میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی قبر پر جا کر دعا کی۔ اس پر پُرانے زمانہ کی تختی لگی ہوئی تھی وہ ہم سے پڑھی نہیں جاتی تھی صرف اتنا لفظ پڑھا گیا تھا ''یوز آصف'' شہزادہ نبی چونکہ باقی کشمیری زبان میں لکھی ہوئی تھی اس لیے باقی کچھ نہ پڑھا جا سکا۔ ساتھ مولوی عبدالواحد صاحب بھی تھے دعا کر کے واپس آگئے۔ وہ کہنے لگے کہ اور کوئی نبی کشمیر میں نہیں آیا صرف وہی آئے تھے کیونکہ یہ بنی اسرائیل سے تھے کشمیر کے پٹھان اور کشمیری یہ دونوں بنی اسرائیلی ہی ہیں۔

اس لیے عیسیٰ رسولٌ اِلیٰ بنی اسرائیل لکھا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے لیے ہی رسول بن کر آئے تھے۔ اس لیے یہ سب وہی ہیں۔

ہم وہاں چار پانچ دن رہے جب سب کے پاس خرچ ختم ہو گیا تو واپس جہانتک کا کرایہ تھا وہ دے کر بذریعہ لاری ''شوپیاں'' اتر گئے۔ وہاں سے آگے پیدل سفر شروع ہوا۔ جہاں رات ٹھہرتے وہاں تبلیغ کرتے راستہ میں جو ملتا اُسے بھی تبلیغ کرتے ہوئے پانچ دن کے بعد واپس راجوری پہنچے وہاں دوست اکٹھے ہوگئے اُنہیں سارے دورہ جات کی تفصیل بتائی وہ بھی بہت محظوظ ہوئے کہ کس طرح مولا کریم راستہ کی ساری تکالیف سے ہمیں بچاتا رہا۔ ہمارا پروگرام بھی یہی تھا کہ جو اُوپر کی طرف پہاڑ جارہے ہیں ان کی چوٹیوں پر بھی جو کوئی رہ رہا ہے اُسے امام مہدی کے آنے کا پیغام دے دیں تاکہ قیامت کے دن کوئی ان میں سے یہ نہ کہے کہ کسی نے ہمیں بتایا نہیں تھا اور اس طرح حجّت تمام کی۔

☆☆☆☆☆☆☆

مکرم شیخ عبدالحکیم صاحب
احمدیہ ابوڈ آف پیس

حقیقت جہاد

(ہفت روزہ ''پاکستان پوسٹ'' ٹورنٹو کے ایک کالم نگار کے کالم کے جواب میں اخبار کو بھجوایا گیا مراسلہ)

اخبار پاکستان پوسٹ ٹورنٹو مورخہ 7 اگست اور دوبارہ 14 اگست کے صفحہ نمبر 8 پر ڈاکٹر ظفر اقبال نوری صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں مع دیگر اعتراضات کے یہ اعتراض بھی تحریر ہے:

''قرآن جہاد کا حکم دیتا ہے مگر مرزا غلام احمد قادیانی جہاد کو منسوخ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال''

حیرت ہے نوری صاحب نے یہ ذکر نہیں کیا کہ مرزا صاحب نے اس شعر سے پہلے یہ بھی لکھا ہے کہ اشاعتِ دین بزورِ شمشیر حرام ہے اور یہ پوری نظم ''45'' شعروں پر مشتمل ہے اس کے مطالعہ سے جہاد کی ساری حقیقت کا علم ہو جائے گا۔ غور فرمائیں کہ قرآن میں اللہ نے فرمایا ہے کہ ''لَا اِکْـرَاہَ فِـی الـدِّیـن'' یعنی دین میں کوئی جبر نہیں۔ چنانچہ دین میں جبر سے کسی کو لانے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ ہر آدمی دین کے معاملہ میں آزاد ہے جسے چاہے قبول کرے۔ تو مرزا صاحب نے بھی اپنے شعر میں قرآن کے اِس حکم کو بیان کیا ہے۔ کہ جنگ اور قتال سے لوگوں کو دین قبول کرنے کیلئے مجبور نہ کریں تو اِس میں اعتراض کی کونسی بات ہے؟

مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک آدمی جو کہ مسلمان نہیں ہے۔ اپنی کوئی چیز خریدنے کیلئے بازار آتا ہے یا مریض کیلئے دوائی لینے آتا ہے اگر کوئی مسلمان اِس کو قتل کر دے کہ یہ غیر مسلم ہے تو یہ جہاد نہیں بلکہ فساد ہے۔ مرزا صاحب نے جہاد کے نام پر معصوم لوگوں کے قتل کو حرام قرار دیا ہے۔ جہاد دراصل ہر ایک نیک کام کیلئے کوشش کرنے کا نام ہے۔ آپ تعلیم کیلئے سکول بنائیں۔ علاج کیلئے ہسپتال بنائیں۔ غرباء کے کھانے کیلئے مفت انتظام کریں اسلام کے خلاف لکھی جانے والی کتب کا جواب تحریر کریں لوگوں کو اللہ کی طرف پیار سے بلائیں۔ اپنی اصلاح کرنا بھی جہاد بالنفس ہے اور یہ سارے کام جہادِ اکبر میں شامل ہیں۔ ہاں اگر کوئی دشمن آپکے ملک پر حملہ آور ہوتا ہے تو اُسکے خلاف ہتھیار اٹھانا جہاد کی ایک قسم ہے۔ اور یہ مجبوراً دشمن کے حملہ کے جواب میں ہوگا۔ مگر آنحضور ﷺ نے اِس کو جہادِ اصغر قرار دیا ہے۔ حضور ﷺ نے ایک غزوہ سے واپس آتے ہوئے فرمایا کہ جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف رجوع کریں گے۔ یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم تلوار کے جہادِ اصغر سے فارغ ہوئے اور اب اسلام کی تبلیغ کے کام جہادِ اکبر کی طرف آ گئے۔ پس واضح ہو کہ جماعت احمدیہ یہ سب جہاد کر رہی ہے۔ جب بھی اسلام کے خلاف معاندینِ اسلام نے کتب تحریر کیں تو حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اِن کے جواب میں مدلّل کتب تحریر کیں جس سے وہ خاموش ہو گئے۔ جس کا اعتراف جماعتِ احمدیہ کے مخالف علماء کو بھی ہے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اہلِ حدیث نے اپنے رسالہ ''اشاعتِ سنہ'' میں لکھا ہے کہ غلام احمد قادیانی نے براہین احمدیہ تحریر کر کے اسلام کی جو خدمت کی ہے اُسکی مثال چودہ سو سال میں نہیں ملتی۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے قرآن کے ترجمہ کے دیباچہ میں اِس کے ناشر مولوی نور محمد نقش بندی صاحب نے لکھا کہ انگریز پادری لیف رائے نے ولایت سے آ کر اعلان کیا کہ ہم تھوڑے عرصہ میں سب کو ہندوستان میں عیسائی بنالیں گے جس سے ہندوستان پر ہمارا قبضہ محفوظ ہو جائے گا۔ مگر مولوی مرزا غلام احمد قادیانی نے بڑی ہوشیاری سے یہ اعلان کر کے کہ آپکے خدا کا بیٹا تو فوت ہو چکا ہے۔ جس سے عیسائیت کی یلغار سے مسلمان بچ گئے اور اِس ترکیب سے اس نے ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔ نیز چوہدری افضل حق احراری لیڈر نے اپنی کتاب میں تحریر کیا کہ آریہ سماج نے اسلام کے خلاف لکھنا شروع کیا تو غلام احمد قادیانی نے اِن کی زہریلی کُچلیوں کو توڑنے میں بڑا کام کیا۔ ابھی چند دن کی بات ہے کہ اے۔ آر۔ وائی ٹی وی کے ایک مذاکرہ میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے کہا کہ مرزا غلام احمد نے عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات بڑے اچھے طریقے سے دیئے جس سے اُن کا ناطقہ بند ہو گیا۔ 1948ء میں جب کشمیر میں جہاد کا وقت آیا تو اِس میں بھی جماعت احمدیہ نے نمایاں حصّہ لیا۔ حکومت پاکستان کی درخواست پر احمدی رضا کاروں کی ''فرقان بٹالین'' کے نام سے رضا کار بٹالین تیار کی گئی جس نے کشمیر کے جہاد میں حصّہ لیا اور اِس جنگ میں کئی نوجوانوں کی شہادت بھی ہوئی۔ مجاہدین کا حوصلہ بڑھانے کے لئے امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی (رضی

اللہ تعالیٰ) خود بھی محاذ پر تشریف لے گئے تھے۔ اور جب **سلامتی کونسل کے فیصلہ** کے مطابق جنگ بند ہو گئی تو اُس وقت کے کمانڈر ان چیف نے **فرقان بٹالین کو** خراجِ تحسین کا سرٹیفکیٹ عطا کیا۔ کہ اِس بٹالین نے **بغیر کسی معاوضہ کے میدانِ جنگ** میں بہترین کارکردگی کا نمونہ پیش کیا۔ اسی طرح **1965ء کی جنگ میں** سیالکوٹ کیلئے سخت خطرہ پیدا ہو گیا اور چونڈہ کے محاذ پر انڈین ٹینکوں کے مقابلہ پر پاکستان فوج نے اِن کے ٹینکوں کو تباہ کر کے بڑی کامیابی حاصل کی۔ اِس کے کمانڈر جنرل (تب بریگیڈیئر) عبدالعلی ملک بھی احمدی تھے۔ اور اِن کے بڑے بھائی جنرل اختر ملک بھی احمدی تھے۔ جو کشمیر میں فوج کے انچارج تھے جنہوں نے چھمب جوڑیاں کا علاقہ انڈین فوج سے چھین کر بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔ پس جماعت احمدیہ جہادِ اکبر اور جہادِ اصغر دونوں میں ہمیشہ شریک بلکہ پیش پیش رہی ہے۔ اسکے مقابل جماعت اسلامی کے بانی امیر مولانا مودودی صاحب نے 1948ء کے جہادِ کشمیر پر ''حرام'' ہونے کا فتویٰ صادر کر دیا تھا اور اِس جنگ میں دفاعِ وطن کا فریضہ ادا کرنے والوں پر حرام موت مرنے والوں کی پھبتی کسی۔ آج سے سو سال قبل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مسلمانوں کو توجہ دلائی تھی کہ آج اسلام پر تلوار سے نہیں قلم سے حملہ ہو رہا ہے۔ اسلئے آج تلوار کے جہاد کی بجائے قلم کے جہاد کی ضرورت ہے قلم سے کام لیں۔ مگر اُن کی بات پر غور کرنے کی بجائے اُن کو جہاد کا منکر قرار دے دیا گیا اور فتوے لگا دیئے گئے اور اُس ''تلوار'' کے جہاد کے نتائج اب ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔ حتیٰ کہ اِس قتلِ عام سے امام بارگاہیں اور مساجد بھی محفوظ نہیں۔ عبادت کرنے والے اور ذکرِ حسینؓ کرنے والے بیگناہ انسانوں کا قتل کیا گیا۔ یہاں تک کہ اِس جہاد کی زد سے علماءِ کرام بھی محفوظ نہیں رہے۔ چنانچہ اہلِ حدیث عالم، احسان الٰہی ظہیر، حق نواز جنگوی، اعظم طارق، محمد یوسف لدھیانوی، اور مختلف فرقوں کے اور بھی کئی عالم اِس جہاد کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔ نیز مختلف مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر، وکیل، انجینئرز بھی اس جہاد کی بھینٹ چڑھ گئے۔ گذشتہ سال نشتر پارک کراچی میں میلادِ النبی ﷺ کے جلسہ میں بھی پچاس عالم اور عام لوگ مارے گئے۔ ابھی چند دِن قبل پاکستان پوسٹ کے کالم نگار جناب سخاوت حسین صاحب سندرالوی کا کالم ''پاکستان پوسٹ'' میں پڑھا کہ پاکستان میں پانچ ہزار شیعوں کو قتل کر دیا گیا ہے اور حال ہی میں عید کے دِن خودکش حملہ آور نے بھکر میں بیس، پچیس لوگوں کو مار دیا۔ اور خودکش حملوں سے بڑی تعداد میں پاکستان میں مسلمانوں کا قتلِ عام اِن جہادیوں کے ذریعہ ہو چکا ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ جب کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ: ''ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے'' اسی طرح حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ جسطرح کعبہ کی دیواریں محترم ہیں اِسی طرح ہر انسان کی جان بھی قابلِ **احترام** ہے۔ جو شخص ایک انسان کو قتل کرتا ہے وہ خانہ کعبہ کی بےحرمتی کرتا ہے۔

قرآنِ حکیم کی سورۃ النساء آیت نمبر 95 میں ہے کہ جو سلام کا جواب سلام سے دے اِس کو غیر مومن (غیر مسلم) کہہ کر نہ پکارو اور اسی طرح حدیثِ پاک میں ارشاد ہے کہ کلمہ گو کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ مگر اِن واضح احکامات کے قطعی برعکس مسلمانوں کے کئی فرقوں کے علماءِ کرام نے اپنے فرقے کے سوا باقی سب کو کافر و مرتد قرار دے کر ''واجب القتل'' کے فتوے دے رکھے ہیں۔ پنجاب میں ممتاز دولتانہ حکومت سے لے کر آج تک پاکستان کی مختلف حکومتوں کی چشم پوشی بلکہ یوں کہیئے پسِ پردہ باہمی ''مُک مکا'' سے ان ملّاؤں نے فرقہ وارانہ منافرت کو خوب ہوا دی۔ جس نے مختلف لوگوں کے دلوں میں نفرت کا زہر بھر دیا۔ بالخصوص فوجی ڈکٹیٹر ضیاء الحق کے دور میں تو عملاً حکومت پر متشدّد ملاؤں کا راج تھا۔ ضیائی مارشل لاء نے اِن ملاؤں کے ہاتھ میں کلاشنکوف بھی پکڑا دی۔ اس طرح انکے نام نہاد جہاد کی وجہ سے غیر مسلم طاقتیں اسلام کو ''دہشت گرد'' مذہب کا لقب دے رہی ہیں۔ بلکہ رحمت العالمین اور محسنِ انسانیت حضرت محمد ﷺ جنہوں نے پیار و محبت سے لوگوں کے دِل فتح کیئے، اُن کے متعلق (نعوذ باللہ) دہشت گرد کے خاکے تک بنائے جا رہے ہیں۔

اِن حالات کو دیکھ کر 1947ء کا وہ زمانہ دوبارہ نظر آ رہا ہے جب مشرقی پنجاب کے سکھوں کے جتھے مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگاتے اور مکینوں سمیت سب کو جلا رہے تھے۔ مساجد میں نمازیوں پر حملے کر کے مساجد کو انسانی خون سے بھر دیا گیا۔ ٹرینوں پر حملے کر کے مسلمان مسافروں کو قتل کر دیا گیا۔ بازاروں اور کھیتوں میں بےشمار مسلمان قتل کیئے گئے۔ اُن خونی فسادات میں دس لاکھ مسلمان مارے گئے۔ اور قتل کرنے والے سکھ بلوائی، احمدیوں، سُنیوں، اہلِ حدیثوں، شیعوں اور سب مسلمان فرقوں کے لوگوں کو محض کلمہ گو ہونے کی بناء پر بلا تفریق قتل کر رہے تھے۔ مزید براں کروڑوں مسلمان، ہجرت کر کے اپنے عقائد و ایمان اور جانوں کی خاطر پاکستان آ گئے۔ مگر اِن ملّاؤں نے قائداعظم کی وفات کے فوراً بعد پاکستان کو قتل گاہ بنانا شروع کر دیا۔ اور آج جان کی سلامتی اور مذہبی آزادی کی تلاش میں بہت سے فرقوں کے کئی لوگ بیرونِ ممالک پناہ لے چکے ہیں۔

آخر میں تمام مکتبہِ ہائے فکر کے علماءِ کرام سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ **اسلامی رواداری** کا نمونہ پیش کرتے ہوئے اپنے اندر لچک پیدا کریں اور صرف اپنے

فرقہ کے عقائد کو اسلام کی بنیاد بنانے کی بجائے کلمہ طیبہ کو اسلام کی بنیاد بنائیں جس سے اسلامی اتحاد قائم ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کے وقت میں بھی جب کوئی اسلام قبول کرتا تھا تو اِس کو کلمہ طیبہ پڑھا کر ہی مسلمان کیا جاتا تھا۔ آج بھی جو شخص اسلام قبول کرتا ہے تو یہی کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ اِس لئے کافر، مرتد اور واجب القتل کے فتوؤں کو ختم کر کے اسلام کی محبت پیار اور امن والی تعلیم کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے تمام دنیا کو اِس پاکیزہ تعلیم سے روشناس کرائیں۔ اگر کوئی اسلام کے خلاف کتاب لکھتا ہے تو اِس پر قتل کا فتویٰ لگانے کی بجائے اس کا مدلّل جواب شائع کریں۔ تا کہ اُس کو پڑھ کر غیر مسلموں کو اصل حقیقت کا علم ہو جائے۔ اگر آپ اعتراض کرنے والے کے خلاف قتل کے فتوے جاری کرتے رہے تو دنیا یہی کہے گی کہ مسلمانوں کے پاس اعتراض یا الزام کا کوئی جواب نہیں لہٰذا یہ علمی جواب دینے کی بجائے اُس کو جان سے ہی مار ڈالنے کی دھمکیوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اگر اُس کو مار بھی دیا جائے تو اُس کی لکھی ہوئی کتاب تو بہر حال موجود رہے گی۔ اور اگر ایسا کیا جائے کہ اسلام کی صحیح تعلیم دنیا کے سامنے پیش کریں تو دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گی۔ اللہ کریم ہم سب کو اسلام کی حقیقی پُر امن تعلیم دوسروں کو پہنچانے اور خود عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ ﴿دل کا دورہ۔ بات کولیسٹرول سے کچھ آگے﴾

بہت تیز کھیلوں کے کھلاڑی تھے اُن میں کوئی بیماری نہ تھی لیکن اچانک Heart Attack کی وجہ سے وفات پا گئے۔ تجربہ سے پتہ چلتا ہے کہ اُن میں Megnecium کی قلت تھی۔

(6) Oxidized Cholestrol ۔ تحقیق سے ثابت ہے کہ عام کولیسٹرول جو کہ غذا سے حاصل ہوتا ہے وہ نقصان دہ نہیں ہوتا لیکن جب یہی کولیسٹرول Oxygen سے مل کر Oxidized ہو جائے یا با الفاظ دیگر خراب ہو جاتا ہے تو اس میں جمنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے مثلاً خراب گھی جو کہ بار بار تلنے کے کام آئے۔ کیونکہ وہ Trans Fat میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

یہ خاص خاص عوامل ہیں جو کہ بالکل نئی تحقیق کے بعد سامنے آئے جو کہ کولیسٹرول سے زیادہ توجہ کے لائق ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم ان پر بھی توجہ دیں بجائے اس کے کہ صرف کولیسٹرول کو ہی ایک وجہ سمجھ کر ایک اچھا خاصا وقت اُس کو درست کرنے میں لگا دیں۔

دعوت الی اللہ کا شوق

اور جماعت قائم ہو گئی!

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ہمارے ایک احمدی دوست چوہدری بشیر احمد صاحب ہیں جو ہمارے مربی منیر احمد صاحب کے والد ہیں۔ وہ (مرچنٹ نیوی میں۔ ناقل) انجینئر ہیں اور اپنے کام کے سلسلہ میں جہاز پر سفر کرتے رہتے ہیں۔ ان کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق ہے۔ مرچنٹ نیوی میں جہاں کہیں جاتے دعوت الی اللہ کرتے۔ مڈغاسکر ایک جزیرہ ہے جو ماریشس کے شمال میں اور مشرقی افریقہ کے مشرق میں واقع ہے۔ جب وہ مڈغاسکر گئے تو ان کے حسن سلوک کی وجہ سے کچھ لوگ ان کے واقف بن گئے۔ وہاں زیادہ تر میمن آباد ہیں۔ جب انہوں نے دعوت الی اللہ شروع کی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے ہاں یہ دعوت الی اللہ نہیں چل سکتی۔ یہاں تو دعوت الی اللہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے تم یہ کام چھوڑ دو۔ وہ کہتے ہیں میں نے دعا کی کہ اللہ فضل کرے۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ چنانچہ ایک نوجوان اجازت لے کر جہاز پہ آیا اسے کچھ مدد درکار تھی۔ انہوں نے اس کو کچھ کتابیں دیدیں جنہیں پڑھ کر وہ نوجوان اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہوگیا۔ پھر اس نے اپنے والدین اور ماموں وغیرہ کو احمدی کیا۔ چنانچہ وہاں سولہ بالغ افراد کی ایک جماعت قائم ہوگئی۔ وہ نوجوان اب اس جماعت کا سیکرٹری ہے اور اس کے ماموں جماعت کے صدر ہیں۔ ہمارے ماریشس کے مربی وہاں گئے۔ انہوں نے دیکھا اور جائزہ لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں بڑی اچھی جماعت ہے۔ تو اسی طرح احمدیت کے بیج لگیں گے۔''

(الفضل 7 مارچ 1983ء)

﴿قارئین سے گزارش﴾

اگر آپ کی نظر سے بھی جماعت کے متعلق (موافق / مخالف) کوئی تحریر گزرے تو اسکا تراشہ ادارہ کو بھی ضرور بھجوا دیا کریں۔ تا کہ اسے دیگر قارئین کے استفادہ کے ساتھ ساتھ جماعتی لٹریچر و تاریخ کا حصہ بنایا جاسکے........ ایڈیٹر

حاصلِ مطالعہ

تحریکِ قیامِ پاکستان کیلئے احمدیوں کے مثبت کردار پر اعتراض اور اللہ تعالیٰ کا اپنے پیاروں سے سلوک

مکرم عاشق محمود گھمن، پیس ویلج ساؤتھ

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو کسی اعلیٰ روحانی مقام پر کھڑا کرتا ہے تو اس کو اپنی نصرت کا اتنا زبردست یقین عطا فرماتا ہے کہ وہ اس کے رگ و ریشہ میں رچ بس جاتا ہے۔ اور وہ ہر طرف سے بے خوف ہو کر اپنے قادر و توانا خدا کے سایۂ عافیت میں آ جاتا ہے۔ سب سے زیادہ تو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ مقام حاصل ہوا اور اس کے بعد آپ کے ظل حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دوسرے تمام انبیاء مجددین نے بھی اس عرفان سے وافر حصہ پایا۔ ان کو خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید کا اس قدر یقین ہوتا ہے کہ وہ دنیا کی کسی بڑی سے بڑی قوت سے بھی خوف زدہ نہیں ہوتے اور ہر وقت اپنے آقا و مالک کی گود میں اپنے آپ کو پاتے ہیں۔ اس کی ایک مثال حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے بیان سے عیاں ہوتی ہے جو ۱۹۴۷ء کا ہے اور جس کو حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب خالدِ احمدیت نے اپنی جلسہ سالانہ 1962ء کی تقریر میں بیان فرمایا۔ یہ بیان حضورؓ نے دہلی کے مشہور اخبار ''ریاست'' کے اس تبصرے پر دیا کہ آج احمدی مطالبۂ پاکستان کی حمایت تو کر رہے ہیں لیکن بھول گئے ہیں کہ افغانستان میں احمدیوں سے کیا سلوک کیا گیا۔ چنانچہ ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء کو حضورؓ نے تقریر فرماتے ہوئے فرمایا کہ آج مجھے ایک عزیز نے بتایا کہ دلی کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ احمدی اس وقت تو پاکستان کی حمایت کرتے ہیں مگر ان کو وہ وقت بھول گیا جبکہ ان کے ساتھ دوسرے مسلمانوں نے برے سلوک کئے تھے۔ جب پاکستان بن جائیگا تو مسلمان ان کے ساتھ پھر وہی سلوک کریں گے جو کابل میں ان کے ساتھ ہوا تھا۔ اور اس وقت احمدی کہیں گے کہ ہمیں ہندوستان میں شامل کر لو۔ حضور نے ہندوؤں کے مظالم اور ان میں سے خاص طور پر ہندوؤں کے ہاتھوں شیخ محمد یوسف صاحب مرحوم ایڈیٹر اخبار ''نور'' کے بیٹے کے وحشیانہ قتل کا ذکر کر کے اخبار کے اعتراض کا یہ جواب فرمایا کہ لکھنے والے نے تو لکھ دیا کہ احمدیوں کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو کابل میں ان کے ساتھ ہوا تھا۔ مگر میں ان سے پوچھتا ہوں، کہاں ہے امان اللہ؟ اگر اس نے احمدیوں پر ظلم کیا تھا تو خدا تعالیٰ نے اس کے جرم کی پاداش میں اس کی دھجیاں نہ اڑا دیں....؟! کیا خدا تعالیٰ نے اسکی حکومت کو تباہ نہ کر دیا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اسکی حکومت کے تارو پود کو نہ بکھیر دیا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو ذرّیت سمیت ذلیل و رسوائے عالم نہ کر دیا۔ کیا خدا تعالیٰ نے مظلوموں پر بے جا ظلم ہوتے دیکھ کر ظالموں کو کیفر کردار تک نہ پہنچا دیا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی شان و شوکت سب کچھ خاک میں نہ ملا دیا۔ پھر میں ان سے پوچھتا ہوں کہ وہ ہمارا خدا جس نے اس سے پیشتر ہر موقع پر ہم پر ظلم کرنے والوں کو سزائیں دیں کیا وہ نعوذ باللہ مر چکا ہے؟ وہ ہمارا قادر خدا اب بھی زندہ ہے۔ وہ اپنی ساری طاقتوں کے ساتھ اب بھی موجود ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ اگر ہم انصاف کا پہلو اختیار کریں گے اور اس کے باوجود ہم پر ظلم کیا جائے گا تو وہ ظالموں کا وہی حشر کرے گا جو امان اللہ کا ہوا تھا۔ اگر ہم پہلے خدا پر یقین رکھتے تھے تو اب چھوڑ دیں گے؟ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین ہے۔ وہ انصاف کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے۔ اور ظالموں کو سزا دیتا ہے۔ وہ اب بھی اسی طرح کرے گا جس طرح وہ اس سے پیشتر ہر موقع پر ہماری نصرت و اعانت فرماتا رہا ہے۔ اس کی پکڑ اور گرفت اب بھی شدید ہے۔ جس طرح کہ پہلے شدید تھی۔ کیا اب ہم نعوذ باللہ یہ سمجھ لیں گے کہ ہمارے انصاف پر قائم ہونے سے وہ ہمارا ساتھ چھوڑ دے گا۔ ہرگز نہیں۔ احمدیت کا پودا کوئی معمولی پودا نہیں یہ اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور وہ خود اس کی حفاظت کریگا۔ دشمن پہلے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے ہیں مگر یہ پودا ان کی حسرت بھری نگاہوں کے سامنے بڑھتا رہا۔ تاریکی کے فرزندوں نے پہلے بھی حق کو دبانے کی کوشش کی مگر حق ہمیشہ ابھرتا رہا اور اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی طرح ہوگا۔ یہ چراغ وہ نہیں جسے عداوت کی آندھیاں اکھاڑ سکیں۔ مخالف ہوائیں چلیں گی۔ طوفان آئیں گے۔ مخالفت کا سمندر ٹھاٹھیں مارے گا۔ اور لہریں اچھالے گا۔ مگر یہ جہاز جس کا ناخدا خود خدا ہے پار لگ کر ہی رہے گا۔ امان اللہ کا واقعہ یاد دلانے سے کیا فائدہ کیا تمہیں صرف امان اللہ کا ظلم ہی یاد رہ گیا اور تم نے اس کے انجام کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں۔ تمہیں وہ واقعہ یاد رہ گیا مگر اس واقعہ کا نتیجہ بھول گئے۔ کیا امان اللہ کی ذلت اور رسوائی کی کوئی مثال تمہارے پاس موجود ہے۔

تم نے وہ واقعہ یاد دلایا تھا تو اس کا انجام بھی دیکھتے۔ جب وہ یورپ روانہ ہوا تو اسکے ایک درباری نے خط لکھا کہ ہماری مجالس میں بارہا یہ ذکر آیا ہے کہ یہ جو کچھ ہماری ذلّت ہوئی وہ اسی ظلم کی وجہ سے ہوئی ہے جو ہم نے احمدیوں کے ساتھ کیا تھا۔

امید ہے کہ اب جبکہ ہمیں سزا مل چکی ہے آپ ہمارے لیے بددعا نہ کریں گے۔ اس سے **معلوم** ہوتا ہے کہ خود اس کے درباریوں کو یقین تھا کہ اس کی ذلّت کا سبب **اس کا ظلم تھا۔ امان اللہ** جو کہ ایک بڑی شان و شوکت، رعب و جلال اور دبدبہ کا

مالک تھا۔ وہ اتنا چالاک اور ہوشیار بادشاہ تھا کہ اس نے اپنی باجگذار ریاست کو آزاد بنالیا مگر غریب احمدیوں پر ظلم کیا تو اس کی ساری طاقت اور قوت مٹادی گئی اور اس نے اپنے ظلم کا نتیجہ پالیا۔ پس ہمارا خدا جو علیم وخبیر ہے وہ اب بھی موجود ہے۔ اگر ہم انصاف سے کام لیں گے اور پھر بھی ہم پر ظلم ہوگا تو وہ ضرور ظالموں کو گرفت کئے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ ظلم تو ہمیشہ نبیوں کی جماعت پر ہوتا آیا ہے۔ مگر جب انصاف پر قائم ہونے کے باوجود ہم پر ظلم ہوگا۔ تو خدا کہے گا کہ انہوں نے دشمنوں سے انصاف کیا تھا کیا میں ان کا دوست ہو کر ان سے انصاف نہ کروں گا اور اس کی غیرت ہمارے حق میں بھڑکے گی جو ہمیشہ ہمارے کام آئیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ (الفضل 21 مئی 1947ء)

[منقول از: مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ ربوہ پاکستان 1962ء]

دیدۂ عبرت نگاہ!

تحریک پاکستان کے کارکن اور قائداعظم کے آخری دورہ سیالکوٹ کے محرک لارڈ نصیر احمد ملہی بیان کرتے ہیں:۔

''دولتانہ (میاں ممتاز محمد دولتانہ) میرے عزیز دوست تھے میں نے انہیں سمجھایا کہ وہ ممدوٹ (نواب افتخار حسین ممدوٹ، وزیرِ اعلیٰ پنجاب) کے خلاف محلاتی سازشوں میں شامل نہ ہوں اس سے سیاست اور معاشرے میں بے چینی اور بے یقینی کی کیفیت پیدا ہوگی لیکن میاں صاحب نہیں مانے۔ پھر ختم نبوت کے مقدس نام پر تحریک چلائی تا کہ خواجہ ناظم الدین کی حکومت کا تختہ اُلٹ کر وہ خود وزیرِاعظم بن جائیں تو اُس وقت بھی میں نے مخالفت کی لیکن میری ایک نہیں سنی گئی۔ چنانچہ خواجہ صاحب کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا گیا۔ لیکن ممتاز دولتانہ ملک کے وزیرِاعظم نہیں بن سکے۔ حالانکہ وہ سیدھے طریقے سے جمہوریت کے راستے پر چلتے ہوئے وزیرِاعظم بن سکتے تھے۔ صدر بھی بن سکتے تھے۔ ملک کا کوئی ایسا عہدہ نہیں تھا جس کے وہ شایانِ شان نہ ہوں۔ لیکن اُن کی غلط حکمت عملی نے اُنہیں کہیں کا نہ رکھا۔''

(''قائداعظم کے آخری دورہ سیالکوٹ کے محرک''۔ از: بدر منیر۔ نوائے وقت، سنڈے میگزین 19 جولائی 2009ء ص 14)

ایوب خان کے عہد میں وہ سیاسی پابندی ایبڈو کے شکار رہے۔ 1970ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ بھٹو کے عہدِ حکومت میں اُن کو لندن میں پاکستانی سفیر بنا دیا گیا۔ اس دوران وہ ایک بار مسجد فضل لندن تشریف لائے اور کہا میں تجدید عہد کے لئے آیا ہوں۔ میں پہلے بھی آتا رہا ہوں اور اَب بھی آتا جاتا رہوں گا۔ یوں تحریک پاکستان کے نوجوان رہنما اور پنجاب کے وزیرِاعلیٰ تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں گوشہ گمنامی میں چلے گئے اور یوں اُن کا سیاسی مستقبل تاریک ہوگیا اور تاریخ پاکستان کی فراموش شدہ شخصیات میں ایک ناکام شخصیت کے طور پر جانے جاتے ہیں۔

مسٹر بھٹو نے بھی 1974ء میں ختم نبوت کی بساط بچھائی تھی۔ عوامی حمایت حاصل کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دیا تا کہ علماء اور دینی جماعتیں اسکی حمایت پر کمربستہ ہو جائیں۔ مگر قدرت کے کام بھی عجیب ہوتے ہیں جن مولویوں کو خوش کرنے کے نام پر اس نے احمدیوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے۔ ان کی جانیں، عزتیں، جائیدادیں، کاروبار، ملازمتیں سب چھین لیں۔ حتیٰ کہ آخر پر اُن کے ایمان کے بارے میں، جس کا تعلق انسان کے دل اور خدا کے درمیان ہوتا ہے، یہ ظالمانہ فیصلہ کروایا کہ احمدی آئینی اور قانونی اغراض کے لئے ''غیر مسلم'' ہیں۔

کیا بھٹو صاحب اپنے اقتدار کو برقرار رکھ سکے؟ وہی مولوی اُس کے خلاف ہوگئے جن کے کہنے پر اُس نے یہ ظلم عظیم کیا تھا۔ ''نظامِ مصطفیٰ'' کے نام پر بھٹو کے خلاف اکٹھے ہوگئے جو اُسے اقتدار سے محروم کر کے تختہ دار تک لے گئے۔

پھر ضیاء الحق نے اپنے جوروظلم کا نشانہ جماعت احمدیہ کو بنایا۔ احمدیہ عبادت گاہوں کو مسجد کہنے سے منع کیا، اذانوں پر پابندی لگائی اور ایک خودساختہ مولوی محمد اسلم قریشی کے قتل کے کیس میں امام جماعت احمدیہ کو ملوث کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا اور امام جماعت احمدیہ بخیروعافیت لندن تشریف لے گئے اور ضیاء الحق منہ دیکھتا رہ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُس کو عبرت ناک انجام سے دوچار کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر کے راستے سے نجات پائی تھی اور فرعون اس سمندر میں اپنے لاؤلشکر سمیت غرق ہوگیا اور اُس کی لاش کو عبرت کے لئے محفوظ رکھ دیا گیا تا کہ آئندہ آنے والی نسلیں اِس سے عبرت حاصل کریں۔ حضرت مرزا طاہر احمدؒ صاحب امام جماعت احمدیہ نے فضا میں سفر کر کے اس ظالم سے نجات پائی تھی۔ اسی فضا میں ضیاء الحق اپنے جرنیلوں، بریگیڈیروں اور عملہ سمیت فضا میں غرق ہوگیا اور اُس کی کوئی چیز بھی نہ بچ سکی۔ بلکہ ضیاء الحق کی لاش کی ہزاروں گیلن پٹرول میں مکمل طور پر جلنے کی وجہ سے راکھ بھی نہ بچ سکی۔ پاکستان کے موجودہ تمام مسائل کا ذمہ دار جنرل ضیاء الحق کو گردانا جارہا ہے اور جس کو بات کرنی نہیں آتی وہ بھی ضیاء الحق پر خوب برستا ہے اور کوئی گالی نہیں بچی جو ضیاء الحق کو نہیں دی جارہی۔

☆ ہے کوئی جو عبرت حاصل کرے! ☆

بسلسلہ: دعوتِ الی اللہ

ملک محمد صفی اللہ خان ویسٹن نارتھ

''ابنِ مریم'' سے مراد....

.ایک غیراز جماعت دوست کے مکتوب کے جواب میں

مکرم محترم جناب کامران اصغر شیخ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اُمید ہے کہ آپ بعافیت ہوں گے۔آپ نے جس نیک جذبے سے خط لکھا ہے میرے دِل میں اس کی بہت قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی فرمائے۔ خط کے جواب میں تاخیر ہوگئی جس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ دراصل میں بہت سخت کام کرتا ہوں تو جواب کے لئے بعض اوقات دیر ہو جاتی ہے۔جس کے لئے معافی کا خواستگوار ہوں۔

جواباً گذارش ہے کہ آپ نے اپنے خط میں کسی حدیث کا ذکر نہیں کیا۔ میرے خیال میں آپ کا رُوئے سخن صحیح بخاری کی اُس مشہور حدیث شریف کی طرف ہے جوکہ یوں ہے **کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم** ۔(تم کیسے (خوش) ہوگے جب ابنِ مریم تم میں نازل ہوں گے اِس حال میں کہ تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا۔ بخاری) یہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ یہاں اسرائیلی نبی حضرت عیسیٰؑ کا ذکر نہیں ہے۔اس کی وجوہات عرض کرتا ہوں۔ یہ حدیث شریف اپنے ظاہری الفاظ سے حل نہیں ہوسکتی۔آپ کو ہر قدم پر اس کی تاویل کرنی پڑے گی۔سب سے پہلے ہے **کیف انتم** تم کیسے(خوش) ہوگے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ یہاں نبی کریم ﷺ کے صحابہ مخاطب ہیں۔اَور صاف ظاہر ہے کہ صحابہؓ میں تو ابن مریمؑ نہیں آئے۔تو یہاں آپ کو لامحالہ اس کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے یہاں اُمتِ محمدیہ مراد لینی پڑے گی۔کہ حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ اے اُمتِ محمدیہ کے لوگوں تم پر وہ کیسا خوش وقت سماں ہوگا جب ابن مریمؑ تم میں نازل ہوں گے۔نزل سے مراد عربی زبان میں ہرگز ''واپس آنا'' نہیں ہوتا۔قرآن مجید سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہر وہ چیز جو قیمتی اَور فائدہ مند ہو وہ نازل ہوتی ہے۔سیدالانبیاء ﷺ کے بارے میں بھی قرآن مجید میں نازل کا لفظ ہی آیا ہے اَور سب جانتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنے والدین کے ہاں پیدا ہوئے تھے۔ پھر اس حدیث میں وہی مضمون بیان ہوتا ہے کہ وہ ابن مریم **فیکم** ہوگا۔یہاں پھر صحابہؓ مخاطب ہیں لیکن اس سے مراد اُمتِ محمدیہ ہے۔کہ یہ ابن مریم اُمتِ محمدیہ کا ایک فرد ہوگا۔ورنہ یہاں صحابہؓ مراد لینے سے کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔پھر مزید تاکید فرماتے ہیں کہ **وامامکم** تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔یہاں پھر **کم** سے مراد صحابہؓ ہیں۔ یہاں پھر اس کی تاویل کرنی پڑے گی کہ صحابہؓ سے مراد اُمتِ محمدیہ ہے۔پھر ہے **منکم** یعنی تمہارے درمیان میں سے۔ یہاں پھر صحابہؓ مراد ہیں لیکن اُس کی لامحالہ تاویل کرنی پڑے گی کہ اس سے مراد اُمتِ محمدیہ ہے۔خلاصہ کلام یہ کہ اس ساری حدیث کو جب تاویل سے حل کیا گیا اَور اُس میں تاکید یہ نظر آتی ہے کہ وہ ابن مریم تمہارے درمیان سے یعنی اُمتِ محمدیہ کا فرد ہوگا۔ جب یہ حدیث ہم صحیح مُسلم میں دیکھتے ہیں تو وہاں واوٴ حالیہ کے بغیر یہ عبارت ملتی ہے **فامامکم منکم** پس تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔ اس کے علاوہ قرآن کریم حضرت عیسیٰؑ کو **رسولاً الیٰ بنی اسرائیل** (بنی اسرائیل کیلئے) قرار دیتا ہے۔لہٰذا ان کا اُمتِ محمدیہ میں آنا محال ہے۔ پھر ابن ماجہ کی اس حدیث کو بھی مدنظر رکھیں جس میں **لا المهدی الا عیسیٰ** (عیسیٰ کے سوا کوئی مہدی نہیں۔''ابنِ ماجہ'') کہہ کر دونوں شخصیتوں کو ہی قرار دیا گیا ہے۔باقی یہ کہ نیا نبی اور پرانا نبی کی اصطلاحات نہ قرآن کریم میں ہیں نہ حدیث میں لہٰذا اس غیراسلامی اصطلاحات پر بات کرنا وقت کا ضیاع کرنا ہے۔اگر مزید کوئی بات سمجھ نہ آئے تو بےدھڑک پوچھئے گا۔

والسلام خاکسار: **ملک محمد صفی اللہ خان قادیانی احمدی**

مسیح ابنِ مریم اور کشمیر

پنڈت جواہر لعل نہرو اپنی مشہور کتاب Glimpses of World History کے پہلے حصہ میں لکھتے ہیں:۔

(انگریزی سے ترجمہ): ''پورے وسط ایشیاء، کشمیر، لدّاخ اور تبت میں بلکہ اس سے بھی پرے شمالی علاقوں میں آج بھی لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یسوعؑ یا عیسیٰؑ سفر کرتے ہوئے ان علاقوں میں بھی آئے تھے، اور بعضوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ ہندوستان بھی تشریف لائے تھے...آپ کے ان علاقوں میں آنے کو بعید از قیاس یا غیر اغلب قرار نہیں دیا جاسکتا۔''

والدین سے حسن سلوک

ٹی ایم ملک ٹورنٹو

اللہ تعالیٰ کے احسانوں میں سے بندوں پر ایک احسان یہ بھی ہے کہ اس نے ان کو اس دنیا میں بھیجنے سے پہلے ایسی ہستیاں دن رات اس کی خدمت پر مامور کردیں کہ جن کا اوڑھنا بچھونا اس کی پرورش، خیر خواہی اور بھلائی کرنا ہے۔ بلکہ اس کی پیدائش سے پہلے ہی انہوں نے اس کے لیے دعاؤں کا سلسلہ شروع کردیا ہوتا ہے۔ اور بعض کو تو بڑی منتوں مرادوں سے خدا سے مانگا جاتا ہے۔ عرف عام میں ان عظیم ہستیوں کو والدین کہا جاتا ہے۔ ماں باپ کیا ہیں اس کی قدر ان لوگوں سے پوچھیں جن کے پاس یہ نعمت نہیں ہے اور وہ بے رحم زمانے اور یتیم خانوں کے رحم وکرم پر پلتے ہیں۔ اسی لیے یتیموں کے متعلق قرآن پاک میں خاص طور پر حسن واحسان کا حکم ہے کیونکہ ماں یا باپ نہ ہونے کے باعث انسان نہایت قابل رحم ہو جاتے ہیں۔ ماں کی گود اور باپ کے سائے سے محروم بچے کو کوئی جتنا بھی پیار دے دے وہ اس خلا کو پر نہیں کرسکتا جو حقیقی والدین ہی سے بھرتا ہے۔ بہت سے بدنصیب ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو یہ مضبوط پناہ گاہیں میسر نہیں رہتیں۔ اور وہ تقریباً رُل رُل کر ہی پلتے ہیں۔ جن لوگوں کو یہ وجود میسر ہوں ان پر فرض ہے کہ وہ اس پر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے ان کی قدر اور احترام کریں۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے اور رسول ﷺ کے بعد والدین کی نافرمانی کو گناہ کبیرہ گردانا ہے۔ ان کی رضا کو اپنی رضا اور ان کی ناراضگی کو اپنی ناراضگی فرمایا۔

پیدائش کے وقت ایک انسان، خواہ بڑا ہو کر اس نے رستم زماں بننا ہو اتنا کمزور اور نرم و نازک ہوتا ہے کہ اٹھاتے اور پلٹاتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ کہیں کوئی ہڈی نہ نکل جائے۔ ایسے میں مائیں کئی کئی کپڑوں میں لپیٹ کر سینے سے لگا کر نہایت احتیاط سے ہماری دن رات نگہداشت کرتی ہیں۔ کسی کی گود میں نہیں دیتیں کہ مبادا کوئی نقصان پہنچ جائے۔ بیماری کی صورت میں پوری پوری رات مستعد رہ کر ہمارے لیے دعائیں کرتی ہیں، تیمارداری کرتی ہے۔ باپ آندھی، برسات، طوفان اور اپنی طبیعت کی خرابی نہیں دیکھتا اور محنت کر کے اس کو پالنے کے لیے گھر کا آرام چھوڑ کر کمانے نکل جاتا ہے تا کہ بال بچوں کے لیے بہترین خوراک مہیا کرسکے۔ ان کے پہننے اوڑھنے اس کو سرد وگرم، بیماری سے بچانے کے لیے کپڑے مہیا کرتا ہے اور بیماری میں علاج کے لیے بخوشی خرچ کرتا ہے۔ ماں باپ اپنا پیٹ اور ضرورتیں پس پشت ڈال کر اپنے بچوں کی صرف ضرورتیں ہی نہیں پوری کرتے بلکہ ان کو کھلونے بھی مہیا کرتے ہیں۔ ان کے بہترین مستقبل کے لیے پلاننگ کرتے ہیں جس میں ان کی تعلیم و تربیت اور جسمانی ہی نہیں روحانی پرورش کا خیال بھی کرتے ہیں۔ پھر بڑے ہونے پر ان کی شادی کی فکر اور ذمہ داری بھی انہی کے فرائض میں شامل ہے۔ جس پر ماں باپ دل کھول کر خرچ کرتے ہیں۔ ان کے بچوں کو ان سے بڑھ کر پیار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں بڑی مشہور کہاوت ہے کہ اصل سے بیاج زیادہ اچھا لگتا ہے یعنی اولاد کی اولاد اور بھی اچھی لگتی ہے۔ تو خلاصہ کلام یہ کہ ماں باپ تو بچوں کے لیے پیار ہی پیار بے شمار ہوتے ہیں۔ ان کا کہیں آنا جانا شادی بیاہ میں شمولیت اختیار کرنا بچوں کی طبیعت اور سہولت پر منحصر ہوتا ہے۔ کبھی بچے کی بیماری، کبھی اس کے امتحان اور کبھی کسی اور وجہ سے ماں باپ بعض اوقات اپنے انتہائی عزیزوں کی تقریبات کو بھی بخوشی چھوڑ دیتے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ ہماری والدہ کی وفات پر جب ان کو لے کر جا رہے تھے میں اپنے ڈیڑھ سالہ بیٹے کے لیے دودھ کا فیڈر بنا رہی تھی۔ حالانکہ ان کے قریب سے ہٹنے کو بھی جی نہیں چاہ رہا تھا۔ لیکن بچے تو معصوم ہوتے ہیں بحیثیت ماں کے مجھے اس کی بھوک کی اپنے دل کی حالت سے زیادہ فکر تھی۔ بچے تو نہیں جانتے کہ کیا موقع ہے ان کو تو وقت پر ہی بھوک لگتی ہے اور ماں باپ کے لیے یہ بات بہت اہم ہوتی ہے کہ بچے کو کب اور کیا کس وقت چاہیئے، بین بین وہ اور کام بھی کرتے ہیں مگر سارا وقت سارا شیڈول ان کا اولاد ہی کے گرد گھومتا ہے۔

پھر جب بچے بڑے ہوتے ہیں تو ان کی نہ صرف دینی بلکہ دنیاوی تعلیم کا بندوبست کرتے ہیں تا کہ وہ کامیاب انسان بن سکیں۔ ان کی خواہش ہوتی ہے کہ اچھے سے اچھے سکول میں ان کی اولادیں تعلیم حاصل کریں۔ اس کے لیے ایک لمبی مدت تک ان کی ماہانہ فیسیں بھرنا۔ یونیفارمز خریدنا۔ سکول آتے جاتے ہوئے ان کی حفاظت کا خیال کرنا۔ ہوم ورک کروانا۔ یہ سب وہ انتھک طور

پر خوش دلی سے کرتے ہیں۔ ماں روز صبح اٹھ کر سال ہا سال وقت پر ان کے لیے ناشتہ بناتی ہے لنچ ساتھ دیتی ہے۔ باپ منہ اندھیرے ان کے لیے کمانے پر نکل جاتا ہے اور اگر ملازمت کے اوقات کے بعد بھی کوئی کام ملے تو اوور ٹائم کرتا ہے تا کہ بچوں کی خواہشیں بھی پوری کر سکے۔ الغرض دونوں کولھو کے بیل کی طرح دل وجان سے ان کونپلوں کی آبیاری کرتے ہیں۔ حق تو یہ کہ ہم کبھی بھی ان کے ان احسانوں کا بدلہ نہیں چکا سکتے۔

ذرا غور تو کریں کہ ماں باپ سے بُغض کیسا؟ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے بچپن کے دنوں میں منوں کے حساب سے ہمارے گند صاف کیے۔ ہماری ناکیں پونچھیں۔ ہماری الٹیاں ہاتھوں پر لیں۔ اپنے منہ کا نوالہ ہمارے مونہوں میں ڈالا۔ ہمارے بچپن کی ایک ایک کلکاری پر نہال ہو، ہو گئے۔ اور ہم کیسے اتنے ناشکرے بن سکتے ہیں کہ یہ احسانات بھول جائیں؟

کہا جاتا ہے کہ ایک بہت ہی سعادتمند بیٹے سے اس کی والدہ نے رات کو سوتے ہوئے آواز دے کر پانی مانگا۔ وہ جب پانی لے کر پہنچا تو ماں سو چکی تھی چنانچہ وہ اس کے جاگنے کے انتظار میں پانی کا گلاس یا کٹورہ تھامے ساری رات اس کے سرہانے کھڑا رہا کہ جیسے وہ جاگے گی تو وہ اس کو پانی پلائے گا۔ بیٹا ساری رات کھڑا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ صبح جب اس کی والدہ کی آنکھ کھلی تو اسے وہاں کھڑا دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔ اس نے وجہ معلوم ہونے پر اسے ڈھیروں دعائیں دیں۔ اس کے بعد ایک بار اس شخص کو اپنی اس نیکی پر خیال آیا کہ شاید اس طرح اُس نے بیٹا ہونے کا حق ادا کر دیا۔ تب غیب سے ایک آواز آئی کہ اے شخص تم تو ابھی اپنی شیرخواری کی ایک رات کا حق ادا نہیں کر سکے جس میں تم نے سردیوں میں بستر پر الٹی کر دی تھی اور تمہاری ماں نے تمہیں تو خشک جگہ پر کر دیا اور خود ساری رات اس گیلے حصے پر ٹھٹھرتے ہوئے گزاری۔ تب وہ شخص شرمندہ ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ماں باپ اگر قربانی نہ دیں تو اولاد کا پل کر بڑا ہونا ممکن نہیں رہتا۔ تو انسان کی زندگی کی بقا اللہ تعالیٰ کے فضل کے بعد ان کی قربانیوں کی مرہون منت ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کہ جب یہ بوڑھے ہو جائیں تو ان کو ''اُف'' بھی نہ کہو اور سخت کلامی نہ کرو۔ (قرآن پاک)

احادیث میں مذکور ماں باپ کے حقوق دیکھیں تو انسان کو کپکپی آ جاتی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ اگر باپ تین بار بھی بیٹے کے گھر کا سارا ساز و سامان لے جائے تو اس کو یہ حق حاصل ہے۔ اور بیٹا اس پر اف بھی نہ کہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا کہ ماں باپ کی بد دعا سے ڈرو۔ اس کے اور آسمان کے درمیان کوئی روک نہیں ہوتی۔

حدیث شریف میں ہے کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے۔ اور تمہارے اچھے سلوک کی سب سے زیادہ حق دار تمہاری ماں، تمہاری ماں، تمہاری ماں اور پھر تمہارا باپ ہے۔ (بخاری کتاب الادب)

پھر فرمایا بیٹے پر سب سے زیادہ حق اس کی ماں کا اور بیوی پر سب سے زیادہ حق اس کے خاوند کا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ماں باپ پر بچوں کی ذمہ داری ڈال کر ان کو تنہا نہیں چھوڑا۔ ان کی دعاؤں کو اولاد کے حق میں قبول کرنے کی نوید بھی عطا فرمائی۔ چنانچہ حدیث پاک ہے کہ اولاد کے حق میں باپ کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ ایک اور حدیث میں مذکور ہے کہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو، رزق میں فراوانی ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے۔ (مسند احمد)

بعض لوگ ماں باپ سے برگشتہ ہو کر ان کی خدمت سے خود کو بری کر لیتے ہیں۔ اگر والدین نے اپنے فرائض میں کوئی کمی کی بھی ہو تو کیونکہ انہوں نے اس وقت ہماری پرورش کی جب ہم بالکل بے بس اور لاچار تھے چنانچہ ان کے بڑھاپے میں جب وہ بے بس اور کمزور ہو جاتے ہیں تو اپنی بھر پور استطاعت کے مطابق ان کی دلجوئی اور خدمت کرنا ہم پر فرض ہے۔ کیونکہ ہمارا ان پر انحصار کا زمانہ گزر گیا اب ان کا ہم پر انحصار کا وقت ہے اس لیے بہانے بنا کر اپنے فرض سے نظریں چرانا ایک باضمیر انسان کے لیے ناممکن ہے۔ لوگ تو خدمت خلق کے لیے دور دراز ملکوں میں نکل جاتے ہیں۔ مدر ٹریسا اسکی مثال ہیں۔ انہوں نے اپنے اصل وطن سے دور اپنی ساری زندگی اس کام کے لیے وقف کر دی۔ تو کیا ہم اتنے گئے گزرے ہیں کہ اپنے قریب ترین افراد اپنے والدین کی طرف بھی اپنے فرائض ادا نہ کریں۔ نیک نیتی سے کر کے تو دیکھیں۔ اور فرائض بھی وہ جو کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہمیں تفویض فرمائے اور جن کے لیے ہمیں پوچھا جائے گا۔ ماں باپ تو اگر مشرک بھی ہوں تو ان کی خدمت کرنا فرض ہے، ہاں مگر خدا کا شریک ٹھہرانے میں ان کی اطاعت کرنا منع ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ والدین اگر وفات پا جائیں یا کہیں چلے جائیں یعنی دور ہوں تو ان کے دوستوں سے بھی

اچھا سلوک کرنا باعث ثواب ہوتا ہے۔

ایک بار حضور ﷺ نے بڑے جلال سے فرمایا، مٹی میں ملے اس کی ناک، مٹی میں ملے اس کی ناک، مٹی میں ملے اس کی ناک۔ صحابہء کرام نے دریافت کیا کہ کس شخص کی ناک یارسول اللہ؟ آپ نے فرمایا:

''جس نے اپنے والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کا بڑھاپا پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہیں ہوا''۔ (مسلم)

لہٰذا ہم میں سے جس جس خوش نصیب کے ماں باپ زندہ ہیں وہ اپنا محاسبہ کرے اور دیکھے کہ کسی جگہ کہیں وہ شیطان کے دھوکے میں آ کر اپنے فرائض سے کوتاہی تو نہیں کر رہا؟ خدا کی رضا کی جنت پانے کا یہ نادر موقع غفلت یا کسی بھی وجہ سے ہم سے چھن تو نہیں رہا؟

ماں باپ کا جو درجہ اور رتبہ خدا نے مقرر فرمایا ہے وہاں تو شرعی جواز پر بھی ان کے حقوق سے غفلت کی اجازت نہیں کجا یہ کہ کوئی غلط فہمی کی بنیاد پر یا ذاتی انا، جھوٹی انا کی بنیاد پر یا کسی کے سکھانے سے ان سے بدظن اور برگشتہ ہو جائے۔ اور ان کی خدمت سے ہاتھ کھینچ لے۔ یہ سخت گناہ کی بات ہے۔ ماں باپ کا رشتہ حقیقی رحمی رشتہ ہے اس سے کٹنا ممکن نہیں۔ اسی لیے فرمانِ الٰہی ہے کہ جو اس سے کٹتا ہے خدا کی رحمت سے کاٹا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت سے کٹنے والے رستوں پر چلنے سے بچائے۔ آمین ثم آمین

اولاد میں عدل کرو۔ حدیثِ نبویؐ

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو قیمتی تحفہ دیا اور اپنی بیوی کی خواہش پر رسول کریم ﷺ کو اس پر گواہ بنانے کیلئے حاضر ہوا۔ آپؐ نے اُس سے پوچھا: کیا سب بچوں کو ایسا ہی ھبہ کیا؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا:

اللہ سے ڈرو اور اولاد کے درمیان عدل کرو۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الھبة۔ باب الاشھاد فی الھبة)

کیلگری میں آمدِ مبارک کا مُژدہ سُن کر!

اُس سے ملنا ہے تو محبت کے قرینے سیکھو
جھولی بھر جائے تو رکھنے، یہ نگینے سیکھو

موسمی رنگوں کی بارش میں بدل نہ جانا
اُس کو چاہا ہے تو چاہت کے سلیقے سیکھو

اُس شہرِ یار کی محفل ہے ادب سے بیٹھو
چاہتِ دید ہے، ملنے کے بہانے سیکھو

ہر گزر گاہ پہ دل بھر کے چراغاں کی ہے
گر وہ آئے، تو نہ جائے، یہ طریقے سیکھو

وہ تو پارس ہے جو چھوُ جائے مصفّا کر دے
میرے اِس مُرشدِ اعلیٰ سے سلیقے سیکھو

شبِ تاریک میں بس دل کا دیا ہے روشن
زندہ رہنا ہے تو گھر اپنے سجانے سیکھو

جان و دل بیچ دیئے ہاتھ پہ تُو نے اُس کے
بشریٰ فقط باتیں نہ کرو عہد نبھانے سیکھو

(بشریٰ حفیظ ملک۔ ایڈمنٹن)

﴿ بقیہ ٹرن ن ن ن.....ٹرن ن ن ن.....ٹرن ن ن ن.....!!! ﴾

سے ہرگز نہ گزرا جائے۔ مقصد یہ کہ نمازی کی توجہ میں خلل نہ پڑے۔ فون کی گھنٹی کا بجنا بھی نمازی کے سامنے سے گزرنے ہی کے زمرے میں آتا ہے۔ جو نہ صرف گناہ کی بات بلکہ آدابِ مسجد کے بھی خلاف ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ جب بھی نماز کیلئے مسجد میں آئیں، اپنے سیلولر فونوں کو باقاعدہ چیک کر لیا جائے کہ فون کی گھنٹی کہیں آن تو نہیں۔ اسی طرح مسجد کی لابی میں نوٹس بورڈ پر لگے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تحریر کردہ ''آدابِ مسجد'' پر بھی ایک نظر ڈال لیا کریں...

ان سطور کو قارئین تک پہنچانے کا مقصد فقط یہ ہے کہ ع
شائد کسی دل میں اتر جائے میری بات!

دہشت گردی اور جہاد

مکرم فائق محی الدین صاحب

قبائلی جھگڑے، لوٹ مار، خانہ جنگی اور طاقت کے بل بوتے پر اپنی بات منوانا اور دوسرے قبائل کو زیر کرنا اور اپنی بالا دستی قائم کرنا افغانی اقوام کی صدیوں پرانی روش رہی ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ ان کا قومی کردار بن چکا ہے۔ کسی قوم کے حکمرانوں کا عمل اور ردعمل ہی قومی کردار کہلاتا ہے۔ نسلاً بعد نسلاً یہ روش ان قبائل کی ایسی پختہ اور راسخ ہو چکی ہیں کہ قبل از اسلام عربوں کی سی زبوں حالی افغانستان میں اسلام کی آمد کے بعد بھی صاف نظر آ رہی ہے۔ جہالت، غربت، باہمی دشمنیاں، عداوتیں، قتل و غارت اور لوٹ مار۔ مولانا الطاف حسین حالی کی مشہور زمانہ ''مسدس حالی'' کا آج پھر مطالعہ کریں۔ وہی پرانے کریہہ مناظر آج بھی ابھر آویں گے۔

بخت نصّر، یروشلم کی تباہی کے بعد چند بنی اسرائیلی قبائل کو غلام بنا کر ساتھ لایا اور انہیں کابل کے گردونواح، گندھارا، پشاور، سوات، ہزارہ اور کشمیر کے علاقوں میں ٹھہرایا اور یوں یہ بنی اسرائیل انہی علاقوں میں آباد ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کا تبلیغ کرتے ہوئے افغانستان تک آنا تاریخ سے ثابت ہے۔ ان کی تبلیغ سے چار قبائل نے اسلام قبول کیا اور انہی چار قبائل کے سرداروں کا حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ مدینہ منورہ جانا اور آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونا تاریخ کا حصہ ہے۔ ان میں قیس نامی سردار سب سے بڑا سردار تھا۔ انہی چار سرداروں کو جنہیں آنحضرت ﷺ نے ''بطہان'' فرمایا تھا، کی نسل پٹھان کہلاتی ہے اور انہی چار سرداروں کے ذریعے اسلام افغانستان میں پھیلا۔ اس سے قبل ان علاقوں میں یہود و نصاریٰ اور ہنود کی آبادی کے واضح شواہد آج بھی موجود ہیں۔

گیارہویں صدی عیسوی میں افغانستان کا قومی کردار کچھ یوں نظر آتا ہے۔ اگست 1100ء میں محمود غزنوی نے پشاور پر حملہ کیا اور پھر اسی سال ملتان پر حملہ کر کے ملتان پر قابض ہو گیا۔ اس زمانہ میں ان دونوں علاقوں میں ہندو بکثرت آباد تھے۔ اگلے چار برسوں میں ملتان کو مرکز بنا کر محمود غزنوی نے سومنات پر سترہ حملے کیلئے سولہ بار ناکام لوٹا۔ محمود غزنوی دعویٰ کرتا تھا کہ وہ شرک سے بیزار ہے اور اسلام کی فتح اور کامرانی کیلئے سومنات پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ وہ بت فروش نہیں بلکہ بت شکن ہے۔ آج بھی ہمارے ہاں درسی کتب میں یہی لکھا ہے ''سترویں حملہ کے بعد سومنات کے بڑے بڑے بت زمین دوز ہو گئے''۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ محمود غزنوی ہندوؤں کی اس وقت کی سب سے بڑی دولت کو ''مال غنیمت'' کے طور پر سمیٹ کر افغانستان لے گیا۔ ہندوؤں کی اس عظیم دولت سے اسے ہندوستان میں کسی فلاحی کام کرنے کی نہ سوجھی اور نہ توفیق ملی۔ یہاں تک کہ اسلام کی ترقی کیلئے ایک مسجد بھی ہندوستان میں بنانا اسے نصیب نہ ہوا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ قریب ڈیڑھ سو سال بعد اس زمانہ کے ہندوستان میں پہلی مسجد جہاں اب قطب مینار ہے اس کی بغل میں بنائی گئی تھی۔ سچ ہے چوری کے چراغوں سے نور نہیں پھیلا کرتے۔ شاید اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ایسی توفیق عطا نہ کی۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ مذہب کے نام پر اس علاقے میں لوٹ مار کرنے کا سہرا انہی کے سر ہے۔ اور اس شخص کو "مجاہد اسلام" اور ہیرو بنا کر پیش کیا جا تا رہا ہے۔

اس زمانہ میں فردوسی کا طوطی بولتا تھا۔ اپنی اس ''فتح عظیم'' کے بعد محمود غزنوی نے فردوسی سے اپنی شان میں قصیدہ لکھنے کو کہا اور شاہانہ انعام و اکرام کا وعدہ کیا۔ شاہ نامہ اسلام کی مانند فردوسی نے ہزار ہا اشعار کہے اور محمود غزنوی کو پیش کئے تو غزنوی اپنے قول سے پھر گیا اور اپنے قول سے ہٹ کر انعام پیش کیا جسے قبول کرنے سے فردوسی نے انکار کر دیا اور واپس جا کر غزنوی کی ہجو کہہ ڈالی۔ اس صداقت کا تذکرہ جون ایلیاء نے کچھ اسطرح کیا ہے

سنو کہ فردوسی زمانہ پرکھ چکا ظرفِ غزنوی کو\
جو فکر و فن کو ذلیل کر کے عزیز رکھتا تھا اشرفی کو

اپنے دور کا ''فاتح سومنات'' سلطان معظم محمود غزنوی چند ہزار اشرفی کے مقابل اپنے قول سے پھر گیا۔ جیسی قوم ہوتی ہے ویسا ہی حکمران مسلط کیا جاتا ہے۔ قومی اخلاق سرداروں سے ظاہر ہوتے ہیں نہ کہ غریب و نادار عوام الناس سے۔ ہندوستان سے لوٹے گئے وسائل سے افغانستان کی قومی تعمیر و ترقی کا کوئی خاطر خواہ کام نہ کیا گیا۔ اسکول، کالج، اسپتال، سڑک، ریلوے، زراعت، صنعت کسی شعبہ ہائے زندگی کے کام کا آغاز نہ اس وقت ہوا اور نہ آج تک اس پر توجہ مرکوز ہو سکی۔

امیر کابل عبدالرحمٰن (1844ء-1901ء) کے عہد تک بھی

ہندوستان اور افغانستان میں سرحدی تنازعات جاری رہے بلکہ ان میں شدت آگئی تو برطانوی حکومت اس طرف متوجہ ہوئی اور جانبین کی طرف سے ایک کمیشن سرحدوں کے تعین کے لئے مقرر ہوا۔ برطانوی گورنمنٹ کی طرف سے سر مارٹیمر ڈیونڈر اور سر صاحبزادہ عبدالقیوم خان آف ٹوپی ضلع پشاور اور افغانستان کی طرف سے سردار شر مندل خان گورنر سمت جنوبی اور صاحبزادہ سید عبداللطیف تجویز ہوئے۔

کمیشن نے 29 جولائی 1894ء سے 3 دسمبر 1894ء تک چھ ماہ میں اپنا حد بندی کا کام مکمل کرلیا اور وہ ڈیونڈر لائن قائم ہوئی جو آج بھی پاکستان اور افغانستان کی حدّ فاصل ہے۔ اس کمیشن کے محرر پشاور کے سید چن بادشاہ صاحب تھے۔ (مندرجہ بالا اقتباس ڈیونڈر لائن (1883-1894) کے قدیم ریکارڈ سے ماخوذ ہے جو پشاور میوزیم میں محفوظ ہے)۔

جب روس نے افغانستان کو مغلوب کرنے کی کوشش کی تو امریکا نے افغانستان کی دل کھول کر مدد کی۔ یہ مدد، حُبِّ علیؓ میں نہ تھی بلکہ بُغضِ معاویہؓ میں تھی۔ امریکہ کے ایماء اور امریکی ڈالرز کی جھنکار نے جنرل ضیاء الحق کو ایسا محظوظ کیا کہ انہوں نے افغانستان اور پاکستان میں ''جہادی'' گروپ تشکیل کیے۔ اسامہ بن لادن کو سعودی عرب سے ملک بدر کروانا، اسے افغانستان پہنچانا یہ سب کام امریکہ نے خود اپنے ہاتھ سے کیے۔ جنرل ضیاء الحق، جنرل حمید گل اور جنرل عبدالرحمٰن نے امریکہ کی وفاداری میں خوب ڈالر، شہرت اور نام کمایا۔ آجکل حمید گل کی امریکہ کے خلاف اخباری بیان بازی محض دکھاوا اور اپنے گذشتہ کردار پر پردہ ڈالنے سے زیادہ کچھ نہیں۔ روس افغانستان سے واپس چلا گیا۔ القاعدہ اور طالبان اسی دور کی پیداوار ہیں۔ روس نہ صرف ناکام ہوا بلکہ ایک بڑی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ ان دونوں تنظیموں نے افغانستان پر قابض ہونے کی کوششیں کیں تو امریکہ نے ظاہر شاہ کو حکمرانی کی دعوت دی جسے اپنی ضعیف العمری کے سبب ظاہر شاہ نے قبول نہ کیا اور یوں حامد کرزئی امریکی ایماء پر افغانستان پر حکمران ہوئے۔ القاعدہ اور طالبان سے ان کی محاذ آرائی برسوں تک جاری رہی۔ افغانیوں نے افغانستان میں اپنے ہی ہم وطنوں کے خون سے خوب ہولی کھیلی۔ جنگجوئی پھر ان کی عادتِ ثانی ہوگئی اور گوریلا جنگ کا آغاز ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کا قتل کرنا کفر ہے۔ (مسلم احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 176)

مسلم تو آنحضرت ﷺ کے خدام اور متبعین کا نام ہے۔ ہمارے پیارے آقا و مولا ﷺ کے خدا کو اسی وقت حقیقی طور پر مانا جاسکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی ان تمام صفات کاملہ کو بھی مانا جائے جو صفاتِ کاملہ آپ ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔ آپ ﷺ نے جیسا خدا کو پایا ویسا ہی بیان کر دیا، ورنہ زبانی خدا کو مان لینا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ یوں تو بہت سے دھریئے بھی خدا کے ماننے کا انکار نہیں کرتے، مگر وہ کیسا خدا مانتے ہیں؟ ایسا کہ جس سے ان کو کوئی کام نہ پڑے، ایسا خدا جو ہمیں حکم دے کہ اسطرح کرو اور اس طرح نہ کرو اس کے دھریئے قائل نہیں۔

روس اچھی طرح جانتا ہے کہ امریکہ نے القاعدہ، طالبان اور پاکستان کی مدد سے اسے لازوال نقصان پہنچایا ہے۔ اب روس القاعدہ اور طالبان کو ہندوستان کی مدد سے پاکستان کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ وہی پرانا امریکی فارمولا ہے صرف بساط پلٹ دی گئی ہے۔ افغانستان پر روسی حملہ کے دوران افغانی برابر اور مسلسل ہماری سرحدی حدود کو پامال کرنے لگے۔ ان مہاجرین کی مظلومی اور بیکسی کے سبب انہیں یہاں پناہ دی گئی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق دو اعشاریہ پانچ ملین افغانی پاکستان آئے اور ان میں سے متمول گھرانے پاکستانی پاسپورٹ پر امریکا، کینیڈا، اور یورپ پہنچے۔ جنگ کے بعد انہیں کیوں وطن واپس بھیجنے کے انتظامات نہ کئے گئے۔ جو بچے یہاں آئے وہ جوان ہوگئے پھر ان کی اگلی نسل جوان ہوگئی۔ یہ نئی نسل کیوں واپس جاوے گی۔ جس نے افغانستان دیکھا ہی نہیں بلکہ وہاں کے مسائل جو ہجرت کا سبب ہوئے انہوں نے اپنے بزرگوں سے سن رکھے ہیں۔ پشاور، سوات، باجوڑ اور کوئٹہ میں افغانیوں کا غلبہ ہوچکا ہے باوجود اس کے کہ حکومت پاکستان ہی کی ہے، ان علاقوں پر حکومت وہ کر رہے ہیں۔ اسلحہ اور منشیات انہی سرحدی علاقوں کے ذریعے پاکستان سے ہوتے ہوئے پوری دنیا تک پھیل گیا۔ اور اس تمام عرصے کے دوران حکومت پاکستان کی طرف سے، پاک افغان سرحدی حدود کی نگرانی کیلئے بھی کوئی موثر حکمت عملی وضع نہ کی گئی۔ افغانی آزادانہ آتے جاتے رہے۔ رہی سہی کسر پاک افغان تجارت نے پوری کر دی اور افغانی پشاور، باجوڑ اور جنوبی وزیرستان کے علاقوں میں جمع ہو کر طاقت پکڑتے رہے پھر رفتہ رفتہ پورے پاکستان میں پھیل گئے۔ اسلام آباد، کوئٹہ، فیصل آباد، لاہور، ملتان، کراچی گویا ہمارے وطن عزیز کے محفوظ ترین علاقے بھی اب غیر محفوظ ہوتے جارہے ہیں۔ سارا پاکستان اب علاقہ غیر بنتا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے یہ بات کہاں تک جا پہنچے۔ ہمیں یہ وقت بھی مدِ نظر رکھنا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا پاکستانیوں اور افغانیوں کو بڑے ہی معمولی فرق کے ساتھ ایک ہی سمجھنے لگے۔ غیر متوقع واقعات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ تسلسل

کے ساتھ چل نکلا ہے۔ بڑے بڑے دل دہلا دینے والے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ جیسے میریٹ ہوٹل، اسلام آباد پر حملہ، باجوڑ، سوات، پشاور، کوئٹہ کے واقعات اور حالات، سری لنکن کرکٹ ٹیم پر حملہ، پولیس ٹریننگ اسکول مناواں پر دہشت گردی، ان سب واقعات کے تانے بانے بیت اللہ محسود اور ان کے ساتھیوں سے ملتے ہیں۔ بیت اللہ محسود تحریک طالبان پاکستان کے سربراہ ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ القاعدہ اور طالبان کا مرکز اب افغانستان سے پاکستان منتقل ہو چکا ہے۔ بیت اللہ محسود کو پاکستان کا اسامہ بن لادن کہا جاسکتا ہے۔ (نوٹ: یہ آرٹیکل بیت اللہ محسود کی ''ڈرون'' حملے میں ہلاکت سے قبل کا تحریر شدہ ہے۔ ایڈیٹر)

خودکش حملے اور گوریلا جنگی کارروائیاں جہادی گروپس کا وطیرہ ہے۔ دنیاوی جنگوں میں فتح کامرانی اور غلبہ کے یہی بنیادی مقاصد ہوتے ہیں کہ کبھی علاقے فتح کرنا کبھی کسی قوم پر غلبہ حاصل کر کے انہیں غلام بنانا یا اپنی طاقت کا اظہار بطور فاتح کرنا یا ان علاقوں کی مال و دولت اور وسائل لوٹنا۔ جہاد کے مقاصد اور ہوتے ہیں اپنی بقاء کی خاطر جنگ کرنا یا دلوں کو فتح کر کے خدا اور رسول ﷺ کے قدموں میں پیش کر دینا۔ جہاد کیلئے کچھ شرائط بھی ہیں جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمادی ہیں۔

کیا واقعی سومنات پر مسلسل سترہ حملوں کے بعد جب محمود غزنوی کو فتح حاصل ہوئی تو سومنات کے اردگرد کے علاقوں یا ہندوستان کی اکثر ہندو آبادی نے سومنات مندر کی تباہی دیکھ کر واقعی اسلام قبول کر لیا تھا اور ہندوستان سے واقعی شرک کا خاتمہ ہو گیا تھا؟ ایسا تو ہرگز نظر نہیں آتا۔ بلکہ محمود غزنوی کا حملوں کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔ اس کے بعد اسے پھر اتنی بڑی دولت ایک جگہ جمع ہونے کی اطلاع نہ مل سکی کہ جسکے حصول کیلئے اسے پھر "جہاد" کی ضرورت محسوس ہوتی۔

''اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے ویسا ہی قہار اور منتقم بھی ہے''۔ ایک جماعت کو دیکھتا ہے کہ ان کا دعویٰ اور لاف و گزاف تو بہت کچھ ہے اور ان کی عملی حالت ایسی نہیں تو پھر ایسی جماعت کی سزا دہی کے لئے وہ کفار کو ہی تجویز کرتا ہے۔ جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کئی دفعہ مسلمان کافروں سے تہہ تیغ کروائے گئے۔ جیسے چنگیز خان اور ہلاکو خان نے مسلمانوں کو تباہ کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے حمایت اور نصرت کا وعدہ کیا ہے لیکن پھر بھی مسلمان مغلوب ہوئے۔ ایسی بات کے منوانے سے جس کو انسان سمجھے نہیں فائدہ ہی کیا ہو سکتا ہے؟ اسلام کی تعلیمات کا حسن صرف ایک دو یا چند احکاماتِ الٰہیہ پر جو من پسند ہوں عمل کرنے سے کبھی ظاہر نہیں ہو سکتا، بلکہ اسلامی تعلیمات کا اصل حسن تو تمام احکاماتِ الٰہیہ پر غور و فکر تدبر اور سمجھنے کے بعد صدقِ دل سے عمل کرنے سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ چاہے وہ احکاماتِ الٰہیہ اپنے نفس کے خلاف ہی جہاد کرنے کے ہوں۔ اسلام اور رضائے الٰہی کی جو سمجھ بوجھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور خلفائے راشدین کے حصہ میں آئی وہی بے مثل اور لائق تقلید ہے۔ پس اسلامی تعلیمات کا حسن اور اخلاق فاضلہ جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ظاہر ہوئے، آج کے مسلمانوں بلکہ علماء سے بھی مفقود ہیں۔ ایک جم غفیر سے ایک خطاب کیا جاوے تو یہ بعید از قیاس نہیں کہ جو سمجھ بوجھ بکر کو آوے ویسی ہی زید کو بھی آجاوے۔ ہاں ایک شرط تقویٰ کی ہے۔ متقی کو رضائے الٰہی کے اصول و ذرائع خدا خود سمجھا دیتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو سکھایا۔ فرمایا

''اللہ تعالیٰ نے آدم کو سب نام سکھائے اور پھر ملائیکہ سے فرمایا کہ تم بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ تب ملائکہ نے کہا کہ اے اللہ تو بے عیب ہے جو کچھ تو نے ہمیں سکھایا ہے اس کے سوا ہمیں کسی قسم کا علم نہیں تو ہی علم اور حکمت والا ہے''۔ (سورۃ البقرہ آیت 33-32)

''اللہ تعالیٰ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے، پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ مورد غضب الٰہی ہوگا۔ جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہوگا''۔

جس امت کو علم حاصل کرنے کی تعلیم دی گئی کہ ماں کی گود سے لحد میں اترنے تک علم کے حصول کے لئے کوشاں رہو، تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ وہ قوم لاکھوں کروڑوں کے صرفہ سے قائم شدہ نظام تعلیم کو تباہ و برباد کرے۔ اس علاقے میں 177 اسکول مسمار کر دیئے گئے اور پھر حُبِّ پیغمبر کا دعویٰ بھی رکھتے ہیں۔

سوات میں ایک سترہ سالہ لڑکی چاند بی بی کو سر عام کوڑے مارے جانے کی کارروائی 2 اپریل 2009ء کو کئی ٹیلی وژن چینلز بار بار دکھاتے رہے۔ اسلام جزاء و سزا میں مجرم کے ساتھ بھی انصاف کی تعلیم دیتا ہے۔ جھوٹ، چوری، حرام خوری کا یہ عالم ہے کہ عوام تو کیا بڑے بڑے علماء اور فضلاء کہلانے والے جھوٹ اور حرام خوری میں آج بھی مشغول ہیں۔ چیف جسٹس افتخار چوہدری صاحب نے وحشیانہ درندگی کا از خود نوٹس لیا اور متعلقین کو سپریم کورٹ طلب کر لیا۔

اور آٹھ رکنی بینچ نے تحقیق کے بعد تین روز کے اندر اندر مزید کارروائی کو غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کر دیا اور قوم کو یہ نوید دی کہ متاثرہ لڑکی چاند بی بی اور اس کے شوہر نے تحریری بیان ریکارڈ کروا دیا کہ یہ واقعہ سرے سے ہوا ہی نہیں۔ ساری دنیا نے دو روز تک جو نظارے بار بار دیکھے اس حقیقت سے سرے سے انکار کر دیا گیا۔ جو پوری دنیا نے دیکھا وہ سراسر جھوٹ اور تحریری بیان سچ ہے۔ حدیث نبوی ﷺ تو یہی ہے کہ سنی سنائی بات ہرگز دیکھی ہوئی بات کے برابر نہیں ہو سکتی۔ ''آزاد عدلیہ'' نے آتے ہی انصاف کا پہلا خون کر دیا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جس معاشرہ سے سچائی اور انصاف اٹھ جائے وہ قومیں ہلاک کر دی جاتی ہیں۔ قرآن مجید ایسی قوموں کے انجام سے بھرا پڑا ہے۔

لاریب جس معاشرے میں قرآن اٹھا کر جھوٹے چشم دید گواہ چند سکوں کے عوض بکثرت بآسانی میسر آ جاویں وہ معاشرہ اسلامی قوانین تعزیرات کا متحمل ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ایسے معاشروں میں انصاف کا خون بآسانی ممکن ہے۔ ہماری عدالتوں کا یہ حال ہے کہ اسلامی ملک کے چیف جسٹس کو اپنی ذات کیلئے انصاف حاصل کرنے کے لئے برسوں ملک بھر میں دن رات بھاگنا پھرنا پڑا۔ کیا وہاں کی عدالتیں عوام کو انصاف مہیا کر سکتی ہیں؟

خطبہ کے بعد نماز جمعہ سے قبل خطبہ ثانیہ میں ہر خطیب اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام سناتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (16:91)

(ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے انصاف اور نیکی کرنے کا اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے کا اور منع کرتا ہے بدیوں سے اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے)

امر واقعہ یہ ہے کہ عمومی حالت میں ایک مسلمان کو بغاوت سے منع کیا گیا ہے اور یہ تاکیدی حکم ہر ساتویں روز اسے سنایا جاتا ہے کیا اس حکم کی خلاف ورزی اگر قرون اولیٰ کے مسلمان کرتے تو وہ غیر اسلامی حکومتوں کے ماتحت رہ سکتے تھے؟ جیسے ہندوستان میں چہ جائیکہ مسلمان کسی اسلامی ملک میں رہتے ہوئے اس اسلامی حکومت یا مسلم حکمران کے خلاف بغاوت کرے۔ ایک مسلمان ہندوستان میں رہتے ہوئے ملکی قوانین کے خلاف بغاوت کرے یا ایک افغانی افغانستان میں رہتے ہوئے یا ایک افغانی پاکستان میں رہتے ہوئے حکومتِ پاکستان سے بغاوت کرے۔ آج لاکھوں افغانی امریکہ اور کینیڈا میں مقیم ہیں صرف خدا کے اس حکم کی پیروی کرتے ہوئے کہ اپنے مذہب پر قائم رہو ملکی قوانین کا احترام کرو اور بغاوت نہیں کرنی۔ آنحضرت ﷺ نے تو فرمایا حب الوطن من الایمان۔ کہ حب الوطنی جزو ایمان ہے۔ تعجب ہے کہ اس قدر واضح احکامات الٰہیہ پر عمل کرنے سے گریزاں لوگ، آج اسلام کے ٹھیکیدار بنے پھرتے ہیں۔

ہمارے سیاسی اکابرین، کہنہ مشق صحافی اور تمام محبِ وطن بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارا وطن چاروں طرف سے خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ بعض یہ اندیشہ ظاہر کر رہے ہیں کہ خدانخواستہ ملک ٹوٹنے کا خطرہ ہے۔ واللہ عالم بالصواب مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارا وطن شش جہت سے خطرات میں ہے۔ یوں لگتا ہے کہ اب تو اللہ تعالیٰ بھی ہم سے راضی نہیں۔ یہ لمحہ فکریہ ہے۔ جن اقوام سے خدا راضی ہو وہ ایسے حال تک نہیں پہنچتیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے قبل ہی اپنے فضل و رحم سے ان کے لئے نجات کا راستہ نکال دیتا ہے۔

لفظ "جہاد" جہد سے نکلا ہے۔ جس کے معنی ہیں کوشش کرنا۔ اس سے ہرگز مراد صرف قتل و غارت گری یا تلوار و ہتھیار اٹھانا نہیں بلکہ سب سے بڑا جہاد اپنے نفس کی اصلاح کرنا ہے۔

آغاز اسلام سے ہی قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں سے معاندین اسلام کا سابقہ رہا۔ جھلستے صحراؤں اور تپتے گلی کوچوں میں انہیں بے رحمی سے گھسیٹا گیا۔ اونٹوں سے باندھ کر مخالف سمتوں میں اونٹوں کو بھگا کر زندہ مسلمانوں کو چیرا گیا۔ مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کی گئی انتہا یہ کہ شرمگاہوں میں نیزے مار کر ہلاک کیا گیا۔ ان تمام مصائب کو کمال صبر اور استقامت سے برداشت کیا گیا۔ یہاں تک کہ فتح مکہ کے روز تمام جانی اور اسلام دشمنوں کو عام معافی دے دی گئی۔ پھر بھی اسلام پھیلا اور خوب پھیلا۔ حقیقی فتح و کامرانی کی جو راہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہویدا کی ہیں۔ آج بھی انہی راہوں پر صدقِ دل سے قدم مارنے سے اسلام کی ترقی اور نشاۃِ ثانیہ ممکن ہے۔ ابتدائے اسلام میں آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام سے جو ردِ عمل ظاہر ہوا آج اسی ردِ عمل کے اظہار کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کبھی ہنود یا یہود و نصاریٰ سے مالی معاونت قبول نہ کی۔ اس سے ہٹ کر اپنی راہیں اور اختراعیں اسلام اور مسلمانوں کے لئے معاون ثابت نہیں ہو سکتیں۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو اٹل ہے۔ خدا کی قسم! خدا کبھی پسند نہ کرے گا کہ سنتِ نبوی ﷺ سے ہٹ کر قدم مارنے والوں کو وہ فتوحات نصیب ہوں جو سنتِ نبوی ﷺ پر قدم مارنے والوں کے لئے اس ذاتِ اعلیٰ نے مختص کر رکھی ہیں۔ ان جہادی تنظیموں کو کبھی حقیقی اور دائمی فتح نصیب نہیں ہو سکتی۔

نحن انصاراللہ کے ”خصوصی نمبر“ کی بابت مکتوباتِ گرامی

بخدمت مکرم ومحترم شفقت محمود صاحب صدر مجلس انصاراللہ کینیڈا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

اُمید ہے آپ بفضلِ تعالیٰ بعافیت ہونگے۔

محترم! آپکی طرف سے ایک نہایت دیدہ زیب اور علمی رسالہ ”نحن انصاراللہ“ موصول ہوا، جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ رسالہ کو دیکھ کر مجلس انصاراللہ کینیڈا کی کاوشوں پر دِل عش عش کر اُٹھا۔ بہت محنت سے انتہائی اعلیٰ معیار کا رسالہ شائع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ مجلس انصاراللہ جرمنی کی طرف سے تمام مجلس عاملہ انصاراللہ کینیڈا کو السلام علیکم اور دُعا کی درخواست ہے نیز خلافتِ احمدیہ کی دوسری صدی بھی مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ اِس دوسری صدی میں ہم سب کو خلافتِ احمدیہ کی ہر رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ والسلام،

آپکی دُعاؤں کا محتاج

خاکسار: عبدالرحمٰن مبشر، صدر مجلس انصاراللہ جرمنی

☆☆☆☆☆

مکرم ومحترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ عریضہ بڑی معذرت کے ساتھ آپ کی خدمت میں لکھ رہا ہوں۔ امید ہے میری اس جسارت کو معاف فرمائینگے۔ چونکہ یہ ایک نہایت افسوس ناک تاریخی غلطی کی اصلاح کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے اِس لئے ایک دینی فرض سمجھ کر تحریر کیا ہے۔

آج میرے بچے عزیزم منصور نے مجلس انصاراللہ کینیڈا کا ”نحن انصار اللہ“ کا صد سالہ جوبلی نمبر مجھے لاکر دیا۔ اس کی گیٹ اپ (Getup)، مضامین اور رنگین چھپائی دیکھ کر طبیعت خوش ہوگئی مگر صفحہ 43 پر سیدنا حضرت مرزا محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کی بعض بزرگوں کے ساتھ لنڈن کی تصویر شائع ہوئی ہے۔ اس کے عنوان میں ذیل کا فقرہ درج ہے:۔ ”1924 میں بیرونی مبلغین کے ہمراہ (بمقام لنڈن)“ میری مؤدبانہ گذارش ہے کہ اِس تصویر میں حضورؓ کے ساتھ صرف دو مبلغ ہیں۔ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ اور حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ۔ آپ کے علم میں اضافہ کی خاطر میں اِن اصحاب کے نام ذیل میں درج کرتا ہوں۔ میں اِن سب بزرگوں سے (سوائے دو کے) ذاتی طور پر ملا ہوں اور بعض کے ساتھ مل کر کام بھی کیا ہے۔

فرش پر بیٹھے ہوئے: (دائیں سے بائیں):

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ۔ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحبؓ، حضرت شیخ یعقوب علی تراب عرفانی صاحبؓ

کرسیوں پر بیٹھے ہوئے (دائیں سے بائیں)

شیخ عبدالرحمٰن مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ۔ حضرت چوہدری فتح محمد سیالؓ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت خان ذوالفقار علی صاحبؓ۔ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ۔

پشت پر کھڑے ہوئے:

محمد دین صاحب (باورچی)۔ ایک خادم۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ، حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ،

اِن میں سے بعض بزرگوں کے ساتھ مِل کر کام کرنیکی سعادت بھی حاصل ہوئی جو میری زندگی کا سرمایہ ہے۔ مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زیرِ سایہ بیس برس تک خدمت کی توفیق ملی۔ حضرت خان ذوالفقار علی صاحبؓ کے ساتھ دوسال تک ایک ہی میز پر کام کی توفیق ملی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ قادیان اور ربوہ میں کچھ عرصہ کام کی سعادت پائی۔

تصاویر کے بارہ میں ایک امر ذاتی طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی جو تصویر صفحہ 34 پر شائع ہوئی ہے یہ وہ تصویر ہے جو 72-73 سال کی عمر کی تصویر ہے۔ میرا مشورہ بلکہ حقیر مشورہ ہے کہ حضور کی تصویر جو 1955ء سے قبل کی ہو جس میں حضور صحت مند نظر آئیں چہرہ پر نور کی شعائیں ہوں۔ دیدہ زیب ہو وہ دی جایا کرے۔ میرا اندازہ ہے کہ ایسی تصاویر ہمارے مشن ھاؤس میں ہمارے لٹریچر میں حضور کی تصانیف میں شائع شدہ موجود ہیں۔ باقی والاٰزالیک، والسلام، خاکسار، حسن محمد خان عارف (مالٹن)

☆☆☆☆☆

برادرم عزیزم المکرّم **السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ**

اللہ تعالیٰ آپکو خوش رکھے آمین۔ اس وقت میرے سامنے ”نحن

انصاراللہ'' کا خوبصورت صد سالہ خلافت جوبلی نمبر رکھا ہوا ہے اسکے مضامین کے متعلق تو میں پھر کبھی کچھ عرض کرونگا۔فی الحال آپکی محنت اور کوشش، جسکے نتیجہ میں علمی ہیرے جواہرات سے مزیّن یہ قیمتی مجلّہ تیار ہو کر ہم تک پہنچا۔لاریب جو ہمارے دلوں کو خوش اور ہمارے ایمان کو تازگی بخش رہا ہے، اسکا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔میں حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات کیساتھ غور کر رہا ہوں کہ یہ میگزین جو ایک سو بیس اردو صفحات اور پچاس انگریزی صفحات یعنی کل ایک سو ستر صفحات پر مشتمل ہے، کیسے وجود میں آیا۔کینیڈا جیسے مصروف ملک میں آپ نے کتنے دنوں میں اسکا مواد اکٹھا کر کے مکمل کیا اور یہ سب کیسے ممکن ہوا۔آپ نے اسکے متعلق ضروری حوالے کہاں کہاں سے کس کس کتاب سے تلاش کر کے لکھے یقیناً یہ خاصا مشکل اور محنت طلب کام تھا۔چند ایک حوالے تو ایسے ہیں کہ میں نے پڑھے یا سنے ہوئے ہیں البتہ بہت سے حوالے ایسے ہیں جو نئے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپکی اس مخلصانہ مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔خاکسار اس خصوصی نمبر کی تعریف کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔کیونکہ جو شخص کسی اچھی بات کی تعریف کرنے سے اپنا منہ بند رکھتا ہے اور دو بول تعریف کے نہیں کہہ سکتا یقیناً بخیل ہے اور بخیلی بہر حال گناہ ہے۔حدیث نبوی ﷺ ہے کہ البخیل عدوٌّ للہ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نحن انصاراللہ کی پوری ٹیم کو آئیندہ بھی ایسے بیش قیمت علمی مواد سے بھرپور خصوصی نمبر نکالنے اور اسکے علمی معیار کو خوب سے خوب تر بنانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔آمین، والسلام

خاکسار: عبدالغفور عبدل، ونڈسر، اونٹاریو

☆☆☆☆☆

مکرم برادرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

پچھلے دنوں میرے میاں، ملک حمایت حسین مسعود صاحب مسجد سے نحن انصاراللہ کا ''خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی نمبر'' لے کر آئے۔جوبلی نمبر کی یہ خصوصی اشاعت دیکھ کر میرا دل مسرت واستعجاب اور تحسین وتشکّر کے جذبات سے لبریز ہوگیا۔

سارا ہی مجلّہ اپنی معیاری تحریرات، مستند تاریخی حوالہ جات، نادر تصاویر، خوبصورت طباعت اور ترتیب وتزئین کا حسین مرقّع ہونے کے ناطے نہایت متاثر کُن تھا۔اِس مجلّہ میں میری ایک نظم بعنوان ''سوچ'' کیلئے پورا ایک صفحہ مختص کرنے پر ازحد مشکور ہوں۔نیز میرے ایک مضمون میں ادارہ کی جانب سے مناسبِ حال مفید علمی وتاریخی حوالہ جات اور پیراگرافس کا اضافہ، بلاشبہ اسے نکھارنے کے ساتھ ساتھ میری حوصلہ افزائی اور علمی معلومات میں اضافے کا بھی موجب بنا۔

مزید براں ادارتی سطور کے اندر اِس خصوصی نمبر کی تیاری میں شامل احباب میں خاکسارہ کا نام بھی درج شدہ تھا۔اِس عزت افزائی کیلئے عاجزہ، ادارہ کی ازحد ممنون اور بارگاہِ ربّ العزت کے حضور دعا گو ہوں کہ جریدۂ ہٰذا، قارئین کی علمی پیاس بجھانے والا ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہو۔آمین

مجھے اِس خصوصی نمبر کی کچھ مزید کاپیاں درکار ہیں۔ارسال کرسکیں تو ممنون ہوں گی۔میں اسے پاکستان بھجوانے کے علاوہ سویڈن میں مقیم اپنے ابا جان (محترم قریشی فیروز محی الدین صاحب سابق مبلغ سلسلۂ عالیۂ احمدیہ) اور مقامی طور پر کچھ غیراز جماعت زیرِ تبلیغ افراد کو دینا چاہتی ہوں۔آئندہ شمارے کیلئے ایک نعتِ رسول ﷺ اور ایک مضمون، جو میں نے خصوصی طور پر غیراز جماعت افراد کے مطالعہ کیلئے تحریر کیا ہے، بھجوانا چاہتی ہوں۔ادارہ سے منسلک جُملہ احباب کی خدمت میں ڈھیروں سلام ودعا اور مبارکباد۔۔۔!

والسلام: طاہرہ مسعود ملک (ٹورنٹو)

شکریہ .... اور .... گذارش

متعدد احباب نے صد سالہ جوبلی کے خصوصی نمبر کی بابت اپنی قیمتی آراء سے بالمشافہ، فون پر اور بذریعہ مکتوبات نوازا۔ادارہ ان تمام احباب کا ازحد مشکور ہے۔تشکّر آمیز جذبات کے اِس اظہار کے ساتھ ساتھ قلمکار اصحاب کی خدمت میں بصد احترام ایک گذارش یہ کرنی مقصود ہے کہ مشاہدہ میں یہ بات آئی ہے کہ بعض قلمکار احباب اپنی بعض تحریرات کی کاپی جماعتی جرائد کے علاوہ غیراز جماعت پرنٹ میڈیا کو بھی بھجواتے ہیں۔جو کہ جماعتی جرائد میں چھپنے سے قبل ہی مذکورہ میڈیا میں چھپ چکی ہوتی ہیں۔ایسے احباب سے مؤدبانہ التماس ہے کہ سلسلہ کے وقار کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے پہلے جماعتی جرائد میں اپنے بھجوائے گئے رُشحاتِ قلم کے طبع ہونے کا انتظار فرمالیں۔جماعتی جرائد میں چھپنے کے بعد بے شک دیگر جرائد کو بھی بھجوائیں۔دیگر جرائد میں پہلے طبع ہوجانے سے جماعتی جرائد پر اُن کی ''نقل'' کرنے کا حرف آتا ہے۔یقیناً یہ امر ''سلطان القلم'' جیسے روحانی خزائن بانٹنے والے فتح نصیب روحانی جرنیل کی فوج کے سپاہیوں کے شایانِ شان نہیں۔امید ہے کہ قلمکار اصحاب آئندہ اِس پالیسی کی پاسداری فرمائیں گے۔جزاکم اللہ تعالیٰ [ادارہ]

ٹرن ن ن ن......! ٹرن ن ن ن......!! ٹرن ن ن ن......!!!

ہیلو...! ہیلو...!! ہیلو....!!!

﴿ مُرسلہ: مکرم طاہر سیال صاحب ﴾

آج جمعہ کا دن ہے اور مسجد میں لوگ جوق در جوق آ رہے ہیں۔ میں بھی اُن میں شامل ہوں اور جمعہ کے مبارک دن میں جمعہ کی نماز ادا کرنے سے جو روحانی تسکین ملتی ہے اس کی برکات سے ہم تمام بہن بھائی فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ مگر کچھ عرصہ سے آنکھوں نے کچھ عجیب دیکھا اور کانوں نے کچھ عجیب سا سنا۔ آنکھوں اور کانوں کو جو عجیب لگا وہ مسجد کے چند بنیادی آداب سے ماوراُ چیزیں تھیں۔ مثلاً: مسجد کے اندر داخل ہوتے ہی آنکھوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ لابی میں اپنے سیلولر فون پر کوئی گفتگو کر رہے ہیں۔ پاس سے گذرتے ہوئے کچھ ایسے جُملے سماعت سے ٹکرائے جن کا مفہوم کچھ یوں تھا کہ: موصوف یا تو اپنی بیگم یا گھر کے کسی فرد سے گفتگو کر رہے ہیں اور مسجد میں اپنی آمد کی روئداد سنانے کے علاوہ واپسی پر آٹا وغیرہ خرید کر گھر جانے کا ذکر تھا....! چلئے یہ حقیقت بھی تسلیم کہ: ''ڈھڈ نہ پیّاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں''۔ جبکہ مسجد کے داخلی دروازوں پر نمایاں طور پر یہ ہدایت بھی درج ہے کہ براہِ مہربانی اپنے فون بند کر دیں....! جمعہ کی وجہ سے ماشاء اللہ مسجد میں لوگ کافی آئے ہوئے تھے اسلئے مجھے کچھ درمیان میں جگہ ملی۔

اذان شروع ہوئی اور چند منٹ کیلئے خاموشی چھا گئی۔ اذان کے خوب صورت الفاظ ابھی کانوں میں پڑے ہی تھے کہ میری دائیں طرف بیٹھے ہوئے نمازیوں میں سے کسی کو کوئی ''ضروری'' کال آگئی اور فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ نتیجہ کے طور پر تمام لوگوں کی توجہ اُس طرف ہوگئی۔ دیکھا تو وہ صاحب اپنا سیلولر فون کانوں سے لگائے آہستہ آہستہ کچھ فرما رہے تھے.....!!

اذان ختم ہوئی اور مکرم کرنل دلدار احمد صاحب نے مائک پر آ کر اعلان کیا کہ دوست اپنے فون بند کر دیں خطبہ شروع ہونے والا ہے۔

خطبہ شروع ہوا۔ امام صاحب نے خطبہ دینا شروع کیا ہی تھا کہ کسی طرف سے موسیقی نما آواز آنی شروع ہوئی۔ دیکھا تو یہ بھی ایک سیلولر فون تھا اور فون والے صاحب اندھا دھند اپنے کوٹ کی مختلف جیبوں میں ہاتھ مار مار کر فون تلاش کر رہے تھے۔ غالباً وہ بھول گئے کہ کوٹ کی کونسی جیب میں فون رکھا تھا۔ یوں کچھ ثانئے تک فون کسی ریڈیو چینل کی طرح موسیقی کی دُھنیں بکھیرتا رہا....! بعض دفعہ تو یہ بھی مشاہدہ میں آیا کہ خطبہ کے دوران فون یا بلیک بیری پر گھنٹی تو نہیں بجی۔ غالباً احتراماً، وائبریٹ الرٹ پر رکھنے کی وجہ سے نمازی ڈسٹرب نہیں ہوئے۔ تاہم دورانِ خطبہ ہی بڑے اطمینان سے سکرین چیک کی۔ پیغام یا ای میل پڑھی اور دورانِ خطبہ ہی پیغام کا جواب ٹائپ کر کے ارسال کر دیا....

اس کے بعد نماز کی ادائیگی کیلئے نمازی کھڑے ہو کر اپنی اپنی صفیں درست کر رہے تھے کہ بائیں طرف کھڑے نوجوان کا فون بج اُٹھا۔ موصوف نے اطمینان سے سکرین پر نمبر چیک کیا اور دوبارہ جیب میں ڈال لیا... یقیناً کوئی غیر اہم یا نان ارجنٹ کال ہی ہوگی۔ ورنہ فون کا جیب میں واپس دھرے جانے کا مرحلہ اتنی جلدی طے پا جانا ناممکنات کے زمرے میں آتا ہے....! نماز شروع ہو گئی۔ لیکن اس دوران کچھ اکا دُکا فون ابھی بھی اپنی ''ٹرن ٹرن'' کے ذریعے جیبوں کے اندر اپنی موجودگی اور ''آن'' ہونے کا پوری آن بان کے ساتھ اعلانِ عام فرما رہے تھے....!! کئی دفعہ یہ بات بھی مشاہدہ میں آئی کہ عین نماز کے دوران فون کی گھنٹی بج اُٹھی۔ نمازی نے اپنی نماز سے فوراً توجہ ہٹاتے ہوئے جیب میں سے فون نکال کر فون کی سکرین پر بھرپور نگاہ ڈالی فون پر آنے والا نمبر یا نام دیکھا اور پھر دوبارہ بھرپور اطمینان کیساتھ فون جیب میں ڈال کر نماز میں شمولیت بھی جاری رکھی گویا بقول شخصے ع

رند کے رند رہے اور ہاتھ سے جنت نہ گئی!

میرے عزیز دوستو! اوپر بیان کردہ مشاہدات و واقعات کو احاطۂ تحریر میں لانے کا مقصد فقط یہ ہے کہ مسجد میں نماز کیلئے آتے وقت نماز اور آدابِ مسجد کو ملحوظِ خاطر رکھنا ہم سب کا اوّلین فرض ہے۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ دورانِ خطبہ یا دورانِ نماز یا سنتوں کی ادائیگی کے دوران جب بھی فون کی گھنٹی بجتی ہے تو لامحالہ نمازیوں کی توجہ نماز سے ہٹ جاتی ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری تاکید فرمائی کہ نمازی کے آگے (بقیہ صفحہ 35 پر)

یہ ہجرتوں کے سلسلے...!

﴿مکرم سیّد منیر احمد شاہ صاحب﴾

حال ہی میں معروف احمدی شاعر جناب عبدالکریم قدسی کا تازہ شعری مجموعہ ''آدابِ ہجر'' پڑھنے کا اتفاق ہوا جو انہوں نے خلافتِ احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر شائع کروایا ہے۔ سبھی نظمیں اور اشعار دل میں اُتر جانے والے ہیں۔ بالخصوص یہ اشعار تو حاصلِ مطالعہ رہے۔

اُن کے گھر وصل کے مہتاب نہیں آتے ہیں
وہ جنہیں ہجر کے آداب نہیں آتے ہیں
آتے جاتے ہیں گلوں اور خزاں کے موسم
لوٹ کر دوست و احباب نہیں آتے ہیں

''آدابِ ہجر'' کی سبھی نظمیں پڑھ کر بالعموم، جبکہ مندرجہ بالا اشعار پڑھ کر بالخصوص، ہجرتوں کے سلسلے کسی فلم کی طرح یادوں کی سکرین پر دوڑتے محسوس ہوئے...اور پھر... یوں لگا جیسے قلم انہیں کاغذ پر اتارنے کیلئے ازخود چل پڑا ہے.... یادوں اور ان سے وابستہ ہجرتوں کے سلسلے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ڈھلنے لگے ہیں ...پس یادوں اور ہجرتوں کا یہ لفظی سلسلہ اگر کہیں بے جوڑ، بے ربط محسوس ہو یا پھر آپ بیتی ہونے کے ناطے خودنمائی کے زمرے میں آتا محسوس ہو یا دلچسپیٔ طبع کے عمومی معیار سے میل نہ کھاتا محسوس ہو تو قارئینِ کرام سے پیشگی معذرت خواہ ہوں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو کہ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے ہجرت کی ہے اور اللہ کے راستہ میں اپنی جانوں اور مالوں کے ذریعہ سے جہاد کیا ہے۔ اور جنہوں نے ہجرت کرنے والوں کو اپنے گھروں میں جگہ دی ہے اور اُن کی مدد کی ہے۔ اُن میں سے بعض، بعض کے دلی دوست ہیں اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں۔ اور انہوں نے ہجرت نہیں کی ان سے دلی دوستی کرنا تمہارا کام نہیں۔ جب تک وہ ہجرت نہ کریں اور اگر وہ تم سے دین کے بارہ میں مدد مانگیں تو تم پر اُنکی مدد کرنا فرض ہے۔ مگر اس قوم کے خلاف نہیں کہ جن کے اور تمہارے درمیان کوئی عہد ہو اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ اور جو لوگ موجودہ وقت کے بعد ایمان لائیں گے اور ہجرت بھی کریں گے اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کریں گے وہ بھی تمہاری جماعت میں سے سمجھے جائیں گے اور بعض رحمی رشتہ دار بعض کی نسبت اللہ کی کتاب کی رو سے زیادہ قریبی ہوتے ہیں۔ اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ اگر دشمن کا دباؤ بہت بڑھ جائے اور مجبوراً تمہیں اپنے وطن سے ہجرت کرنی پڑے تو اللہ کی راہ میں یہ ہجرت قبول ہوگی۔ اور اس کے بدلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت عطا کی جائے گی اور مغفرت کے علاوہ اللہ تعالیٰ ہجرت کرنے والوں کو رزق میں بھی برکت ڈالے گا۔

یہ پیشگوئی ہمیشہ بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتی رہی ہے اور رزق میں جس برکت کا ذکر اس سُورت کے شروع میں انفال عطا کیئے جانے کی صورت میں کیا گیا تھا۔ اب اور صورتیں بھی بیان فرما دی گئی ہیں کہ ہجرت کے نتیجہ میں مہاجرین کی رزق کی راہیں بہت کشادہ کی جائیں گی۔ ہجرت انبیاء علیہ السلام نے کی۔ اولیاء اللہ نے کی پہلی ہجرت حضرت آدمؑ نے کی۔ ان کے بیٹوں نے کی ہابیلؔ اور قابیلؔ دونوں کی پیدائش کہاں ہوئی اور دفن کس مقام کس ملک اور کس شہر میں، ایک بیٹے کی قبر دمشق کی بہت اُونچی پہاڑی پر ہے۔ جہاں جانے کے لئے ایک سو سے زیادہ سیڑھیاں چڑھنے کے بعد مقبرہ کا علم پایا جاتا ہے۔ اور قبر کو دیکھنے کے لئے چھوٹا سا سوراخ ملے گا۔ جہاں نیچے قبر موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مکرمہ کے مقدس شہر میں پیدائش مبارک ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے فرمان پر مکہ مکرمہ سے ہجرت فرماتے ہوئے مدینہ منورہ جا تشریف فرما ہوئے۔ سبز گُنبد کا مقبرہ مدینہ منورہ مسجد نبوی میں تعمیر ہوا۔

ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ سلام، اہلیہ اور بیٹے نے ہجرت کی، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ باقاعدہ ہجرت میں رہے۔ حضرت نوحؑ کو اللہ تعالیٰ سے کشتی بنانے کا حکم ملا اور طوالت والا سفر کیا۔ قُب الیاس۔ دمشق سے بیروت جاتے ہوئے راستہ میں چھوٹا سا قصبہ آتا ہے پیدا کسی اور مقام پر اور ان کی قبر مبارک اس قصبہ میں بنی۔ اسی لئے اس جگہ کا نام قب الیاسؑ رکھا۔ ایک چھوٹی سی گلی میں دوفٹ کی چاردیواری میں آپکا مدفن ہے۔ حضرت لوطؑ کو خدا کے حکم پر اس بستی سے نکلنا پڑا اور فرمایا اللہ نے کہ تیری بیوی پیچھے رہ جانے والوں میں شمار ہوگی چنانچہ حضرت لوطؑ نے رات کو اس بستی کو چھوڑ دیا۔ اور ہجرت کر کے کسی اور طرف پناہ گزیں ہوگئے۔ بہت سے مجدّدینِ وقت اپنے اپنے گھروں شہروں سے نکلے اور جہاں پیدائش ہوئی۔ وہاں سے دور ہجرت کی حضرت مجدّد الف سرہندیؒ بھارت

میں دفن ہیں۔ حضرت داتا گنج بخشؒ نے کہاں کہاں سے ہو کر لاہور آ کر پناہ لی اور یہیں مقبرہ بنا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام قادیان میں پیدا ہوئے۔ مختلف شہروں میں تشریف لے جاتے رہے۔ عبادتوں کیلئے بھی اور تبلیغ کے لئے تاہم آپ کی وفات لاہور میں ہوئی اور تدفین قادیان میں ہوئی۔ آپ کے تین خلفاء کی پیدائش آبائی قصبہ قادیان دارالامان میں ہوئی جن میں سے دو کے مزار ربوہ دارالہجرت میں ہیں۔ جبکہ خلیفۂ اول کی پیدائش بھیرہ میں ہوئی مگر تدفین قادیان میں ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو ہجرت پر ہجرت کرتے ہوئے خلافت سے قبل قادیان سے ربوہ اور پھر بعد از خلافت ربوہ سے لنڈن ہجرت کرنی پڑی اور یو کے میں امانتاً تدفین ہوئی۔ حضرت الحاج حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اولؓ۔ پیدائش بھیرہ ضلع سرگودھا جبکہ ہجرتوں کے دوران مکہ معظمہ جا کر دو دفعہ حج کیا۔ مکہ سے مدینہ اور پھر کشمیر اور پھر قادیان آ کر مستقل اسی شہر کو مسکن بنالیا اور اسی مقدس بستی میں دفن ہوئے۔

ہمارے والد بزرگوار پیر جی سید علی احمد مہاجرؓ انبالوی تھے۔ ان کا آبائی گاؤں رجولی ضلع انبالہ تھا۔ باقاعدہ سادات کی گدی تھی۔ یہاں ہر سال میلہ نما عرس ہوتا، چڑھاوے چڑھتے اور ناچ گانے کی محفلیں برپا ہوتیں۔ محترم اباجیؓ نے جب احمدیت قبول کی تو پیری مریدی، گدی اور تمام دنیاوی سہولتیں و آرام دہ زندگی ترک کر دی اور ہجرت کر کے حضور انور کے فرمان پر قادیان جا کر آباد ہو گئے۔ ہماری دو والدئیں بھی ہمراہ تھیں اور یہ سنور ریاست پٹیالہ کی تھیں۔ اپنے آبائی علاقے سے ہجرت کے بعد ساری زندگی قادیان میں دھونی جمائے رکھی۔ ستمبر 1947ء میں پاکستان کی جانب ہجرت کی اور مختلف شہروں میں قیام کرنے کے بعد بالآخر دارالہجرت ربوہ کو اپنا مسکن بنایا اور پھر یکم نومبر 1955ء کو انتقال ہوا۔ موصی تھے بہشتی مقبرہ میں مدفن بنا۔ ہماری دونوں اماں جی موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ کہاں انبالہ میں رجولی نامی چھوٹا سا گاؤں کہاں سنور پٹیالہ۔ ہجرت پہ ہجرت کرتے ہوئے کس مقدس مقام پر مدفن بنا۔ ہمارے سُسرال محترم خان میر خان افغانیؓ ان کی اہلیہ محترمہ امت اللہ عُرف لال پری صحابیہؓ۔ خُسر وفات سے چند روز قبل افغانستان گئے جہاں ان کا بیٹا معہ اہل وعیال رہائش پذیر تھا۔ بیٹے کا آنا دشوار تھا۔ آپ کابل شہر تک چلے تو گئے۔ کچھ ایّام کے بعد تھوڑی بیماری آئی اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بیٹے کو پیغام دیر سے ملا اور تاخیر سے آیا اور ان کی قبر کابل شہر میں بنی۔ ہماری خوش دامن قادیان سے ہجرت کے بعد ربوہ میں فوت ہوئیں۔ میرا ایک بیٹا سید زاہد منیر ربوہ سے ہجرت کے بعد اپنی جرمن اہلیہ اور بچوں کے ساتھ جرمنی میں رہائش پذیر تھا۔ اس سے قبل ابوظہبی کی فوج میں اچھی ملازمت تھی۔ اسی عرب کے مُلک یو اے ای میں احمدیت مخالفت کا رنگ دے کر جماعت احمدیہ کے بارہ اشخاص کو گرفتار کیا گیا جن کا جرم فقط یہ تھا کہ وہ احمدی عقیدہ رکھتے تھے۔ اسی ''جرم'' کی پاداش میں انہیں مہینہ بھر جیل کی صعوبتیں اٹھانی پڑیں۔ رہائی تو مل گئی۔ لیکن یہاں سے ہجرت کرنا تھی۔ بہت سوچ بچار کے بعد جرمنی کا انتخاب کیا گیا۔ اپنے ایمانوں کی حفاظت اور امن و سلامتی کے ساتھ ہجرت کرنے اور زندگی گذارنے کی تمنا رکھنے والوں کیساتھ بعض اوقات کاتبِ تقدیر وہ کچھ بھی لکھ دیتا ہے جو ہمارے لختِ جگر کے ساتھ ہوا۔ رات کے اندھیرے میں ایک شقی القلب کے دستِ قاتل نے کاری وار کیا اور دس مُہیب ایام ہسپتال میں موت و حیات کی کشمکش میں گذار کر دار فانی سے ہجرت کر گیا۔ تین معصوم بچے اور بیوہ کو یادگار چھوڑ کر عین عالم نوجوانی میں ہم سب کو غمزدہ و غمگسار چھوڑ کر جرمنی سے ربوہ کی مٹی میں جا کر مدفن بنالیا۔

ع بُلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تُو جاں فدا کر!

بہر کیف ہجرتوں کی کوکھ سے زندگیاں پہلے سے زیادہ احسن طور پر کامیاب محسوس ہوئیں۔ سہولتیں ملیں۔ قربانیاں کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے مزید نعمتوں سے نوازا۔ لاریب یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہوا۔ اور ہجرت میں برکت رکھ دی گئی۔

ہر فرد کی داستانِ ہجرت ایک وسیع پس منظر ساتھ لئے ہوئے ہے۔ اِس ملک کینیڈا میں آنے والوں نے آغاز میں بہت دکھ تکالیف اُٹھائیں۔ محض شوق اور سیاحت کی خاطر اپنے پیارے وطن کی دھرتی کو چھوڑ کر نہیں آئے۔ ہر ایک احمدی مرد و عورت کی داستانِ ہجر، الگ مقام و حیثیت رکھتی ہے اور یقیناً اس میں نصائح ہونگی۔ سبق آموز واقعات کو جب اکٹھا کیا جائے گا۔ تو یقیناً بہت کچھ حاصل ہوگا۔ فرصت ملے تو سوچئے اور واقعات مجتمع کیجئے۔ میرا سفر ہجرت ربوہ سے براستہ ابوظہبی، جرمنی، لنڈن اور ٹورنٹو پر محیط ہے۔ لنڈن میں بوقتِ ملاقات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: منیر! کیا کرتے ہو؟ بیوی نے فوری کہہ دیا حضور! کچھ نہیں۔ فرمایا تم کینیڈا چلے جاؤ۔ وہاں تمہاری خدمات کام آئیں گی۔ کینیڈا کیلئے میرے کاغذاتِ سفر نامکمل تھے۔ مگر حضورؒ کا فرمان تھا چنانچہ کوشش کی اور یوں ہم کینیڈا 1989ء میں آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے بلاشبہ خلیفۂ وقت کی زبان

میں بھی برکت وتاثیر رکھ دی ہے چنانچہ خلیفۂ وقت سے بوقت ملاقات جو الفاظ خلیفۂ وقت کی زبان مبارک سے نکلے تھے انہیں اپنی کمزور ذات میں لفظ بہ لفظ پورا ہوتے دیکھ کر دل خدا تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہوتا جاتا ہے۔1944ء سے ابتک مجھ ایسے ذرۂ ناچیز کو میڈیکل کے شعبہ سے کسی نہ کسی رنگ میں وابستہ رکھا ہوا ہے۔ قادیان سے ہجرت کے بعد ''فرقان فورس'' میں رضا کار کے طور پر وہاں کی ڈسپنسری میں کام کیا۔فراغت کے بعد ربوہ فضلِ عمر ہسپتال میں خدمت کا بآحسن موقعہ ملا۔1953 میں پنجاب سٹیٹ میڈیکل فیکلٹی سے امتحان پاس کیا۔1954 میں کنٹونمنٹ بورڈ کوہ مری سے گورنمنٹ کی باقاعدہ ملازمت شروع کی۔ یہاں سے رورل ڈسپنسری میں کام کرنے کا بطور انچارج موقعہ ملا۔ میر پور خاص سندھ میں ملریالوجی ڈیپارٹمنٹ میں آٹھ اضلاع میں دورہ پر رہنے کا موقعہ ملا۔ اور پھر یہاں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسقط عمان عرب چلا گیا۔ وہاں متواتر ساڑھے چار سال ہیلتھ سینٹر میں بطور انچارج کام کرتا رہا۔ سٹاف کے علاوہ ہمارے انگلش ڈائرکٹر ڈاکٹروں نے بہترین سرٹیفکیٹ دیئے۔ دوستوں سے مشورہ کر کے وہاں سے یو اے ای کی فوج ابوظہبی میں آ گیا۔ یہاں ماسٹر وارنٹ آفیسر میڈیکل کے شعبہ میں کام کرتا رہا۔ بالآخر حضور انورؒ کے فرمان کی روشنی میں 1989ء میں کینیڈا میں ہجرت ہوئی۔ یہاں جماعتی کاموں کے ساتھ ساتھ سکار برو جنرل ہسپتال 15 سال اور گریس ہسپتال میں 11 برسوں سے بطور والنٹیر کام کر رہا ہوں۔ ان کا اصول ہے ہر پانچ برسوں کے بعد کارکردگی کا سرٹیفکیٹ بڑی سی Dinner پارٹی میں دیتے ہیں اور فوٹو بھی لئے جاتے ہیں۔ یہی فوٹوز ہسپتالوں کے Volunteer Office میں لگا دی جاتی ہے۔ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ ساؤتھ ایشین لوگ بہت کم والنٹیر کا کام کرتے ہیں۔ اِن موجودہ حالات میں مذکورہ بالا ہسپتالوں میں ساؤتھ ایشین لوگوں میں خاکسار کا پہلا اور لمبا عرصہ ہے۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل واحسان اور خلیفۃ المسیح کی زبانِ مبارک سے نکلی دعاؤں کی تاثیر کا اثر ہے۔ ورنہ خود پر نظر ڈالوں تو میاں محمد بخش کی یہ بات صادق آتی ہے۔

جے ویکھاں میں اپنے وَلّے تے کجھ نئیں میرے پلّے
جے ویکھاں تیری رحمت وَلّے تے بھلے بھلے

دل کا دورہ۔ بات کولیسٹرول سے کچھ آگے

﴿مکرم ڈاکٹر وقار احمد شیخ صاحب﴾

آجکل کے اس جدید دور میں جہاں پر دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں خاطر خواہ ترقی ہوئی ہے وہاں شعبہ صحت بھی کسی سے پیچھے نہیں رہا۔ سائنسدانوں نے بیماریوں کے جدید علاج دریافت کئے، نئے قسم کے حیرت انگیز آلات اور مشینیں ایجاد کیں۔ جن کی مدد سے کئی جان لیوا بیماریوں کی شروع میں ہی تشخیص ممکن ہوئی اور یہ بھی ممکن ہوا کہ ان بیماریوں کا ابتدا میں ہی علاج شروع کر کے اُنہیں ٹھیک کیا جاسکے، تا روزمرہ زندگی بہتر بسر ہوسکے۔

انہی آلات کی مدد سے صحت مند جسم میں موجود مختلف اجزاء جو کہ ہم غذا سے حاصل کرتے ہیں اور وہ ہضم ہونے کے بعد خون میں ملتے ہیں اور پھر خون اُنہیں جسم کے مختلف حصوں تک پہنچاتا ہے، پتہ چلا کر اُن کی نارمل مقدار خون میں کیا ہونی چاہئے۔ اور یہ کہ اگر اس کی مقدار کم یا زیادہ ہونے لگے تو کون سی بیماریاں ہونے کے امکانات ہوتے ہیں۔ تا اُن پر نظر رکھ کر ان سے بچا جاسکے۔ بالفاظ دیگر ہزار ہا سال سے چلی آتی کہاوت پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ "Prevention is better than cure" کو عملی جامہ پہنانا ممکن ہوا۔

بہت سی جان لیوا بیماریوں میں شاید دل کی ایک بیماری "دل کا دورہ یا "Heart Attack" سرفہرست ہے۔ اس بیماری کے بچاؤ کے لئے خون میں موجود کلیسٹرول (Cholesterol) کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دل کے دورہ کا ایک سبب ان خون کی نالیوں میں جو کہ خود خون مہیا کرتی ہیں Arteries Cononary میں کچھ اجزاء کا جمنا ہے جسے "Plaque" کہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے نالیوں کا منہ اندر سے بند ہو جاتا ہے اور دل کو خون مہیا نہیں ہوتا۔ خون کے نہ ملنے کی وجہ سے دل Damage ہو جاتا ہے اور دل کا دورہ پڑھ جاتا ہے۔

اب تک ایک عام خیال یہ رہا ہے کہ اس Plaque کے بننے میں کولیسٹرول کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ اس وجہ سے جب بھی کولیسٹرول کا ذکر ہوتا ہے تو ہر کسی کے ذہن میں ایک ایسی چیز کا تصور گھومتا ہے جس کا کام صرف خون کی نالیوں کو بند کرنے کا ہے۔ اس سے زیادہ اہم بات جو ہم بھول جاتے ہیں وہ یہ ہے کہ کولیسٹرول ہمارے جسم کے لئے بے حد ضروری بھی ہے۔ چونکہ کولیسٹرول کے بارہ میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ (نحن انصار اللہ میں بھی متعدد مضامین شائع ہو چکے ہیں) اس لئے اس مضمون میں میرا مقصد ان باتوں کو دہرانا نہیں ہے۔ جیسے کہ کولیسٹرول ہمارے جسم کے لئے کیوں ضروری ہے۔ اس کی کتنی اقسام ہیں کن غذاؤں میں اس کی مقدار زیادہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ اس مضمون سے میرا مقصد اُن نئی معلومات کو آپ کے سامنے رکھنا ہے۔ جو کہ کولیسٹرول کے متعلق پھیلی ہوئی عام باتوں کو رد کرتی ہیں۔

عام طور پر Plaque مختلف اجزاء کے مل جانے سے بنتا ہے۔ اُن میں Fibrin(Clotting fibre),Blood Platelets. Fat Cholesterol,Heavy Metal Toregun Protein, Muscle Tissue وغیرہ جو کہ Calcium سے بندھے ہوتے ہیں۔ کچھ نئی تحقیق کے مطابق یہ بات طے شدہ ہے کہ ان خون کی نالیوں میں پہلے دوسرے اجزاء جمنا شروع ہو جاتے ہیں اور بعد میں وہ کولیسٹرول کو Trap کر لیتے ہیں۔ ان میں خاص عنصر Calcium ہے۔

National Institute Of Heart & Lungs کے مطابق امریکہ کے ہسپتالوں میں داخل ہونے والے مریضوں میں 50 یا 60 فیصد لوگوں کے خون میں کولیسٹرول کی مقدار بالکل نارمل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس کئی لوگوں میں اس کی بڑھتی ہوئی مقدار کے باوجود دل کی بیماری کے کوئی اثرات نہیں ہوتے۔ یہاں پر ایک بات قابل غور ہے کہ خون کی نالیاں اندر سے Smooth ہیں اور کولیسٹرول چکنا ہوتا ہے جو کہ خون میں شامل ہے۔ اور اچھی خاصی رفتار سے ان نالیوں میں گردش کر رہا ہے۔ ان چیزوں کے یک جا ہونے سے، اس کا نارمل حالات میں جم جانا کچھ مختلف سی بات ہے۔ ان باتوں نے سائنسدانوں کو یہ تحقیق کرنے پر مجبور کیا کہ وہ یہ معلوم کریں کہ ان مریضوں میں Arterial Plaque بننے کے پیچھے کون سے عوامل ہیں۔ اسکے علاوہ Research نے اُن خوراکوں پر بھی تحقیق کی ہے جو کہ کولیسٹرول کی زیادہ مقدار اپنے اندر رکھتی ہیں۔ مثال کے طور پر انڈوں پر تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ ان میں کولیسٹرول کی مقدار زیادہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک چیز لیسیتھین کی مقدار بھی کافی ہے جو کہ

اس کو آسانی سے ہضم کر دیتا ہے اور خون کی نالیوں میں جمنے سے روکتا ہے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ یہ بات "Organic" یا دوسرے لفظوں میں ''دیسی'' انڈوں پر صادق آتی ہے جو کہ اپنی اصلی یا Natural حالت میں ہیں۔ اس کے بر عکس آج کل کی غذا میں شامل جو ''فارمی'' انڈے ہیں ان کا Chemical Structure ہی تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جب کسی چیز کا Chemical Formula تبدیل کر دیا جائے تو اُس کے اثرات بھی بدل جاتے ہیں۔ دیسی انڈے چند دنوں کے اندر استعمال نہ ہونے سے خراب ہو جاتے ہیں جبکہ ہمارا روزمرہ کا تجربہ ہے کہ فارمی انڈے زیادہ دیر تک بھی پڑے رہنے کے باوجود خراب نہیں ہوتے اور سب سے بڑی بات ان میں چوزہ پیدا کرنے کی صلاحیت ہی ختم کر دی گئی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دونوں اقسام کے انڈوں میں فرق ہے۔ یہاں پر ایک اور بات جو کہ غور طلب ہے وہ یہ کہ جو بھی غذا ہم کھاتے ہیں ہمارا جسم اُس کا تجزیہ کرتا ہے اور پھر مختلف Enzymes استعمال کر کے اُسے ہضم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی غذا میں Fat زیادہ ہے تو جسم ایک Enzyme Lipase کی مدد سے اُسے توڑ کر ہضم کرتا ہے اور اگر کوئی غذا Carbohydrate سے لدا ہوا ہے تو جسم دوسرا Enzyme جس کا نام Amylose ہے، کو زیادہ مقدار میں خارج کرتا ہے تا وہ ہضم ہو سکے۔ بالفاظ دیگر غذا مختلف اجزاء سے مل کر بنتی ہے اور جسم اُسی کو مدِ نظر رکھ کر مختلف Enzyms مختلف نسبت سے خارج کرتا ہے۔ اب اگر غذا اپنی قدرتی حالت میں ہے تو جسم اُس کا آسانی سے تجزیہ کر کے ہضم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور آخر میں جو End Products (ہضم ہونے کے بعد بننے والے اجزاء) بنتے ہیں وہ بے ضرر ہوتے ہیں اور جسم اُسے آسانی سے Utilize کر سکتا ہے۔ چاہے اُسے باہر نکال دے یا پھر دوبارہ سے نئی شکل دے کر کام میں لے آئے۔ لیکن اگر ایسی غذا جو کہ اپنی قدرتی حالت میں نہیں ہے یعنی سائنسدانوں نے اُس پر تجربات کر کے اُس کی ساخت ہی تبدیل کر دی ہو تو یہ پورا Process بالکل اُلٹا ہو جاتا ہے اور جو End Products بنتے ہیں وہ جسم میں رہ کر اُسے نقصان پہنچاتے ہیں۔

یہی ایک وجہ ہے کہ Food Allergies دنیا میں بہت زیادہ عام ہوتی جا رہی ہے اس کی عام مثال Trans Fat کی ہے۔

Trans Fats کیا ہیں؟ کچھ عرصہ پہلے سے عام خیال ہونے لگا کہ مکھن صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔ سائنسدانوں نے اس کا حل یہ نکالا کہ وہ کھانے کا تیل جو کہ روم ٹمپریچر میں مائع شکل میں رہتا ہے اور نقصان دہ نہیں ہے اسے تبدیل کر کے مکھن کی شکل دے دی جائے جو کہ اس کا نعم البدل بھی ہو اور سستا بھی۔ اُنہوں نے اُس تیل کو ایک Process جسے Hydrolysis کہتے ہیں کے ذریعے سخت شکل میں تبدیل کر دیا جسے ہم Margarine کہتے ہیں۔

1970-80 کی دہائی میں اس کا استعمال بہت زیادہ ہو گیا اُسے مکھن سے زیادہ بہتر کہا جانے لگا۔ اُس کا استعمال جتنا بڑھنے لگا اتنا ہی دل کی بیماریوں اور موٹاپے میں اضافہ ہونے لگا۔ اب اس پر نئی تحقیق سے پتہ چلا کہ کیونکہ اُس کی ساخت ہی تبدیل کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے جسم اُس کو ٹھیک طرح سے استعمال نہیں کر پاتا۔ یہ Fat بجائے جسم کے کام آنے کے جمع ہونا شروع ہو جاتی ہے جس سے موٹاپا ہونے لگتا ہے اور دوسرا یہ کہ قدرتی غذا سے حاصل ہونے والے Cholesterol سے مختلف ہے۔ اور جو خاص بات سامنے آئی وہ یہ ہے کہ مکھن جو کہ اپنی اصلی حالت میں ہے اگر اس کا استعمال میانہ روی سے کیا جائے تو وہ صحت کے لئے فائدہ مند ہے۔ یہ بات غور طلب ہے کہ امریکہ اور کینیڈا میں اب Trans Fat پر پابندی کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور کئی ماہرین ڈاکٹر اب اپنی کتابوں میں "Ghee" گھی کے لفظ کو استعمال کر کے عوام کو بتا رہے ہیں کہ گھی کو استعمال کیا جائے۔ یہ گھی کیا ہے۔ اصل میں اصلی گھی وہی ہے جو ہمارے اباؤ اجداد استعمال کیا کرتے تھے۔ ڈاکٹروں نے اسے ایک اور بھی نام دیا ہے جسے وہ Clarified Butter بھی کہتے ہیں۔ حیران کن بات یہ ہے کہ اگر آپ کسی Natural Food Store میں جا کر کسی گورے سے گھی کا پتہ کریں تو وہ فوراً ایک بوتل آپ کے حوالے کر دے گا جس پر انگریزی میں "Ghee" لکھا ہوا ہوتا ہے۔

اب میں مختصراً آپ کے سامنے اُن عوامل کا ذکر کروں گا جو کہ خون کی نالیوں کے بند ہونے کا سبب بنتے ہیں۔

(1) Homocysteine-1969 میں Harvard University کے پروفیسر DR. Kilmar McCully نے ریسرچ کے بعد ایک تھیوری پیش کی جو کہ اب بالکل درست مانی جانے لگی ہے۔ اُس کے مطابق جب ہمارے خون میں ایک چیز Homocystine کا level بڑھا رہنے لگے تو وہ دل کی نالیوں کو اندر سے نقصان پہنچا کر اُن کی Smoothness

کوختم کر دیتا ہے،اس طرح سے وہ کھر دری ہو جاتی ہیں۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ Homocystine کیا ہے۔جو غذا میں سے ہم پروٹین کھاتے ہیں (مثلاً، گوشت، مرغی انڈہ وغیرہ) وہ مختلف قسم کے Amino Acids سے مل کر بنتے ہیں۔دوسرے لفظوں میں امینوایسڈ پروٹین کے Building Bloods ہیں۔ان میں سے ایک کا نام Methionine۔ہمارا نظام ہضم پروٹین کو ان Amnio Acids میں توڑتا ہے پھر ہر ایک کو استعمال میں لاتا ہے۔اسطرح Metheorine کو جب Process کرتا ہے تو Homocystine بائی پروڈکٹ بنتا ہے۔جس کو پھر استعمال میں لاتا ہے اور کچھ کو جسم سے خارج کرتا ہے Dr.Killmar McCully کے مطابق اگر کچھ Vitamins کی خاص کر وٹامن بی کی کمی کی وجہ سے جسم Homocystine کو صحیح Process نہیں کر پاتا اور خون میں اُس کی مقدار نارمل سے زیادہ رہنے لگتی ہے اور جب کچھ عرصہ سے ایسا رہنے لگے تو نالیوں کو نقصان پہنچتا ہے Cholosterol وہاں پر Repair کرنے کی کوشش کرتا ہے۔کھر درے ہونے کی وجہ سے Calcium کی مقدار وہاں جمتی ہے پھر دوسرے اجزاء اور کولیسٹرول جس کا نتیجہ Plaque ہے۔

(2) Inflammation: جب جسم پر خارش ہوتی ہے تو نتیجہ Inflammation ہے جو کہ ہمارے جسم کا قدرتی نظام ہے۔خون وہاں جمع ہو کر اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔اسی وجہ سے اس جگہ پر سوجن، لالی اور گرمی وغیرہ ہو جاتی ہے Inflammation مختلف وجہ سے ہو سکتی ہے۔چاہے وہ چوٹ ہو یا Infection وغیرہ۔اس قسم کی Inflammation کو ہم local بھی کہہ سکتے ہیں۔دوسری طرح کی Inflammation کو Systemic کہا جاتا ہے جو کہ جسم کے ایک بڑے حصہ پر اثر انداز ہوتی ہے۔اس کی ایک قسم جسے Silent Inflammation کہتے ہیں جو کہ ہلکی ہلکی جسم میں رہنے لگتی ہے۔یہ عموماً کسی بھی اور وجہ سے جس کی وجہ سے جسم اُس کے خلاف ردِعمل کرے، یہ Inflammation خون کی نالیوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔اور وہیں جمنے کا Process شروع ہوتا ہے۔

(3) C-Reactive Protein۔ جب جسم میں ہلکی ہلکی Inflammtaion رہنے لگ پڑے تو یہ ایک اور طرح سے بھی ان نالیوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔اس Inflammation کی وجہ سے جسم ایک Protien بناتا ہے جسے Portien Reactive کہتے ہیں جو کہ ایک جسم کا ردِعمل ہے۔اگر یہ جسم میں زیادہ رہے تو خون کی نالیاں زخمی ہو جاتی ہیں اور Plaque بننے کا Process شروع ہو جاتا ہے۔کئی سائنسدانوں کا خیال ہے کہ اگر خون میں یہ چیز پائی جائے تو دل کے دورہ کے امکانات کسی اور چیز کے پائے جانے سے زیادہ ہیں۔

(4) Insulin Resistance: ہمارے جسم کے خلیوں پر (Cells) Insulin Receptors ہوتے ہیں جو کہ انسولین کو خلیوں کے اندر شکر کو لے جانے میں مدد کرتے ہیں جہاں جا کر Glucose یا شکر جلتی ہے اور جسم کو توانائی حاصل ہوتی ہے۔کئی لوگوں میں جن میں خاص طور پر وہ لوگ ہیں جن کے پیٹ پر چربی زیادہ ہو (Central Obesity) یا جو کہ مصنوعی شکر بہت کھاتے ہیں چاہے وہ کسی شکل میں عام چینی, Sweets Juices, Chocolates اُن میں Insulin Resistance پیدا ہو جاتی ہے۔یہاں پر غور طلب بات یہ ہے کہ اُن کا لبلبہ انسولین بنا رہا ہوتا ہے لیکن کیونکہ Receptors اُن کی مدد نہیں کرتے جس کے نتیجہ میں خون میں شکر کی مقدار بڑھنے لگتی ہے۔جس کی وجہ سے لبلبہ زیادہ Insulin بنا کر خون میں بھیجتا ہے۔جب تک کہ انسولین اپنا کام پورا نہ کرے نتیجۂ خون میں Insulin کی مقدار بڑھتی رہتی ہے۔اور خون کی نالیوں کو نقصان پہنچتا ہے۔اور بے ضرر چیزیں وہاں جمع ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔یہاں ایک بات واضح کرتا چلوں کہ یہ Condition ذیابیطس سے مختلف ہے۔لیکن زیادہ عرصہ رہنے کی وجہ سے ذیابیطس ہو سکتی ہے۔ذیابیطس شکری میں خون میں شکر زیادہ اور انسولین کم ہوتی ہے۔جبکہ Insulin Resistance میں شکر نارمل ہوتی ہے لیکن Insulin زیادہ پائی جاتی ہے۔

(5) Nutritional Deficiencies ریسرچ سے یہ بات ثابت ہے کہ بہت سے Heart Attack کے مریضوں میں جب مختلف اجزاء مثلاً کولیسٹرول وغیرہ نارمل پائے گئے تو اُن میں Megnesium کی مقدار کم پائی گئی۔اور جب اُنہیں وریدوں کے ذریعہ Megnesium دی گئی تو بہت جلد تندرست ہو گئے۔سائنسدان اس بات پر متفق ہیں کہ اگر خون میں Megnesium کم ہو جائے تو Heart Attack ہونے کے Chances بہت زیادہ ہو جاتے ہیں۔اس کی ایک مثال اُن کھلاڑیوں سے ملتی ہے جن میں کئی ایسے تھے جو کہ Marathon

(بقیہ صفحہ 29 پر)

منقولات

مراکش کی آزادی اور سر محمد ظفراللہ خان

آڑے وقت مدد کا برملا اعتراف

﴿ مُرسلہ: مکرم محمد ریاض صاحب ویسٹن نارتھ ﴾

روزنامہ جنگ کے کالم نگار جناب اشتیاق بیگ اپنے کالم ''آج کی دنیا'' میں ''شاہ مراکش کی تخت نشینی کے دس سال'' کے عنوان سے رقمطراز ہیں:-

''مراکو پر اس وقت فرانس کا تسلط تھا اور فرانسیسی اسے اپنا ایک نو آبادیاتی حصہ سمجھتے تھے۔ مراکو کے موجودہ بادشاہ کے دادا مرحوم محمد V کی قیادت میں مراکش کی فرانس سے آزادی کی تحریک جاری تھی۔ 1952ء میں اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے ایک اجلاس کے موقع پر محمد V کی طرف سے بھیجے گئے آزادی کے اہم لیڈر احمد عبدالسلام بلفرج سیکیورٹی کونسل میں مراکو کی آزادی کے لئے بولنے کیلئے کھڑے ہوئے تو فرانسیسی نمائندے نے انہیں یہ کہہ کر منع کر دیا کہ مراکش پر فرانس کا تسلط ہے، اسلئے احمد عبدالسلام بلفرج کو اس پلیٹ فارم پر بولنے کی اجازت نہیں۔ **سیکیورٹی کونسل کے اس اجلاس میں پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفراللہ خان نے جب ایک مسلم ملک کے ساتھ فرانس کا یہ روّیہ دیکھا تو انہوں نے احمد عبدالسلام بلفرج کو فوری طور پر نیویارک میں واقع پاکستانی سفارتخانے سے پاکستانی پاسپورٹ جاری کروایا اور انہیں پاکستانی شہری کے طور پر پاکستان کی چیئر سے اپنا کیس پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔** اس کے بعد مراکو کی آزادی کی تحریک نے زور پکڑا۔ 28 اگست 1953ء کو محمد V نے مدغاسکر میں جلاوطنی اختیار کر لی اور وہاں سے تحریک کو جاری رکھا۔ 16 نومبر 1955ء میں مراکو واپس آئے۔ اس تحریک کے نتیجے میں مراکو کو 19 نومبر 1956ء میں فرانس کے تسلط سے آزادی حاصل ہوئی۔ بادشاہ محمد V نے احمد عبدالسلام بلفرج کو مراکو کا پہلا وزیر اعظم نامزد کیا۔ **مراکش کے شہر رباط میں قائم پاکستانی سفارتخانہ بھی احمد عبدالسلام بلفرج کے نام سے منسوب شاہراہ پر واقع ہے۔**

گزشتہ سال مراکش میں متعین پاکستان کے سفیر جناب رضوان الحق نے 51 سال پرانے اس پاکستانی پاسپورٹ کی فوٹو کاپی احمد عبدالسلام بلفرج کو پیش کی جسے دیکھ کر وہ ششدر رہ گئے اور انہوں نے پاسپورٹ کی یہ کاپی اپنے دفتر میں آویزاں کی۔ وہ دفتر آنے والے ہر شخص کو بڑے فخر سے بتاتے ہیں کہ مراکش کی آزادی کی مہم کے دوران پاکستانی پاسپورٹ نے میری بڑی مدد کی۔ مراکشی تحریک آزادی کیلئے پاکستان کی کاوشوں کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ پاکستانیوں سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔''

(بحوالہ: روزنامہ جنگ انٹرنیٹ ایڈیشن۔ 8 اگست 2009ء۔ صفحہ: 4)

عالمِ اسلام کا بےلوث خادم

25 مئی 1952ء کے اخبارات سول اینڈ ملٹری گزٹ، نوائے وقت، مغربی پاکستان وغیرہ بڑے قومی اخبارات میں مصری لیڈر مصطفیٰ مومن کا یہ بیان شائع ہوا:-

''چوہدری محمد ظفراللہ خان اگرچہ پاکستان کے وزیرِ خارجہ ہیں لیکن تمام دنیائے اسلام میں انہیں قابلِ رشک پوزیشن حاصل ہے۔ وہ مشرقِ وسطیٰ میں بالعموم اور مصر و دیگر عرب ممالک میں بالخصوص چوٹی کے سیاست دان تسلیم کیئے جاتے ہیں۔ انہوں نے اقوامِ متحدہ میں تیونس، مراکش، ایران اور مصر کی پُر زور حمایت کر کے اسلام کی وہ خدمت سرانجام دی ہے جو دوسرے بڑے بڑے اکابرین سے بن نہ پڑی۔''

یوم فُرقان 7 ستمبر 1974ء

﴿ نتیجۂ فکر: محترمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ اسلام آباد پاکستان ﴾

اب مسلماں اور یہودی ،ایک ہیں پہچان میں
متفق تھے، متحد تھے، اُن سے اہلِ اقتدار
بڑھ گئے اک دوسرے سے کفر کے میدان میں
ایک بھی ذی ہوش نہ تھا سینکڑوں ارکان میں
یوں مشابہ ہیں کہ گویا پاؤں کی دو جُوتیاں
کی اتمامِ حُجت جب اِمامِ وقت نے
تھا یہی لکھا رسُول اللہ ﷺ کے فرمان میں
بڑھ گئے تُم کفر میں اور ہم بڑھے ایمان میں
بٹتے بٹتے آخرش فرقے تہتر ہو گئے
جب سنایا جا چکا جو طے شدہ تھا فیصلہ
سن چوہتر آ گیا آخر اسی دوران میں
فرق اس دن کچھ نہ تھا مُلّا میں اور شیطان میں
سن چوہتر غافلو! کیا تھا، بھیانک موڑ تھا
گو تمہارے واسطے تھا کھیل بائیں ہاتھ کا
اک نحوست کا ہوا آغاز پاکستان میں
پیچ سا تھا پر نہاں، اس عُقدہِ آسان میں
دُشمنی میں پھر مسیّحا کی اکٹھے ہو گئے
تم سمجھ پائے نہ اسکو اور خود جکڑے گئے
ہو گیا 'ایکا' فقیہوں اور سیاستدان میں
اپنے ہاتھوں سے بنائے کفُر کے زندان میں
''داڑھیوں سے بُوٹ پالش'' پربھی راضی ہو گئے
دشمنوں کے مکر اُن پر اس طرح اُلٹے پڑے
بجھ گئے بھٹو کے آگے بس اسی ارمان میں
راہ بچنے کی نہ پائی کوچۂ انجان میں
سر کو چڑھ جاتا ہے جب کافر بنانے کا نشہ
جال میں اپنے ہی پھنس جاتا ہے آخر بےشعور
اُن دنوں پھر مولوی رہتا نہیں اوسان میں
بس یہی اک فرق ہے دانا میں اور نادان میں
پھن کو پھیلا کر کھڑا ہوتا ہے دیں کی راہ میں
جب اسمبلی میں چلا جھگڑا 'بہتر'، 'ایک' کا
ڈالتا ہے وسوسے پھر ہر دلِ نادان میں
تم 'بہتر' اک طرف، ہم 'ایک' تھے ایوان میں
اور سودا کوئی بھی رکھتا نہیں یہ شرپسند
جس پہ تصدیقِ محمد مصطفٰے ﷺ کی مہر ہے
کفُر کے فتوے بہت شیطان کی دُکان میں
ہم وہ تنہا 'ایک' ہیں اس عالمِ گنجان میں
دل میں نفرت، لب پہ گالی، ہاتھ میں تھیں لاٹھیاں
دن ستمبر کا وہ کیا تھا، لمحۂ فُرقان تھا
تھا یہی کُچھ 'حامیانِ دین' کے سامان میں
ناجی و ناری کا جھگڑا طے ہوا اک آن میں
سارے مُلّا اپنی اپنی بولیاں بولا کیے
جب حدیثِ مصطفٰے ﷺ اس شان سے پوری ہوئی
تھا تمسخر اور اِستہزا لبِ خنداں میں
جو دلِ حساس تھا وہ گھر گیا خلجان میں
آگ نفرت کی، گلی کوچوں میں جب بھڑکا چکے
جس میں رتی بھر بصیرت تھی لرزکر رہ گیا
فیصلہ کرنے لگے پھر کفُر اور ایمان میں کفُر
رعب ایسا تھا شہہ لولاک ﷺ کے فرمان میں
کا تُمغہ کھلانے پر بضد تھے مولوی
ہم نکھر کر صاف ہوکر ہو گئے سب سے الگ
ایک ہی ڈش، تھی فقط مُلا کے دستر خوان میں
گر گئے پر تم 'بہتر' ہی کے گوڑے دان میں

کیا حقیقی اور سرکاری مسلماں کا ہے فرق
فرق جو تُوڑی میں ہے اور سنبل و ریحان میں
ڈھول عددی برتری کا شوق سے پیٹو مگر
اس تعلیّ کی بہت تردید ہے قرآن میں
تم تو کہتے تھے کہ مُردہ لاش ہے "مرزائیت"
اب نہ اُٹھ پائے گی یہ ہرگز کسی میدان میں
تُم تو کہتے تھے کہ سرہے سانپ کا کُچلا گیا
وہ ڈرے اس سے کہ جس کی عقل ہے نقصان میں
الغرض شوخی تمہاری دید کے قابل تھی تب
خُوب کی ردّ و بدل آئینِ پاکستان میں
آؤ دیکھو کس نے دُنیا میں طنابیں گاڑ دیں ؟
بڑھ گیا ہے کون دیکھو رُشد اور بُرہان میں ؟
کس میں ہے وحدت ، خلافت ،اور منظّم کون ہے؟
کون ہے بازار کی اک بھیڑ کے فرمان میں؟
کس نے پائیں رفعتیں اور پستیاں کس کا نصیب؟
کون ہے آکاش پر اور کون قبرستان میں؟
کس کو حُجرے میں محمدﷺ کے ملی جائے اماں؟
کون بیٹھا رہ گیا اِبلیس کے دالان میں؟
شش جہت میں گونجتی ہے آج اس کی بازگشت
جو صدا تم نے دبانا چاہی پاکستان میں
ہم خدا کے ہاتھ کے بوئے ہوئے وہ بیج ہیں
جو اُگے شہروں میں ، ویرانوں میں، ریگستان میں
تم نے اپنے زعم میں جو مسئلہ حل کر دیا
اب سوا سو سال کا ہے دیدۂ حیران میں

ہم پہ فرمانِ زباں بندی لگاؤ شوق سے
چھپ نہ پائی یہ کبھی عرشی کے گو دیوان میں

سات ستمبر سے پہلے ۔ سات ستمبر کے بعد

(احمدیوں پر لگائی جانیوالی سرکاری تہمت کے بعد لکھی گئی ایک پرانی تحریر)

سرزمینِ پاکستان ایک مدت تک آئین ایسی بنیادی دستاویز سے محروم رہی۔اس کے بعد آئین بنا جو کہ نصف ملک کی قربانی دے کر ایک نیا آئین منصۂ شہود پر آیا۔خدا کا شکر ہے ہر آئین میں مذہبی آزادی ،عقیدہ کے اظہار اور تبلیغ کی ضمانت دی گئی اور آج بھی موجود ہے۔ (یادرہے ضیائی آرڈیننس سے پہلے کی تحریر ہے)

سات ستمبر کو آئین میں ایک اہم اور نتیجہ خیز ترمیم ہوئی۔جس کی رو سے احمدی افراد دستوری اور آئینی اغراض کیلئے " ناٹ مسلم" قرار دیے گئے۔اس کے بعد باوصف مذہب اور اظہارِ عقیدہ کی آزادی کی شق موجود ہے۔آیئے اب ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ اس ترمیم کے نتائج وعواقب کیا ہیں اور کیا ہوں گے؟

ایک مؤقف تو یہ ہے کہ محض آئینی اور دستوری اغراض کیلئے احمدیوں کو " ناٹ مسلم" قرار دیا گیا ہے۔حاشا وکلّا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اکثریت جسے "کافر" کہے، وہ فرد یا فرقہ:

... اسلام پر عقیدہ اور ایمان چھوڑ دے۔
... پہلے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ختمی مآب رسولِ خداﷺ کو سچا سمجھتا تھا اب (نعوذ باللہ) نہ سمجھے، اب اظہارِ برأت کرے۔
... پہلے وہ تبلیغِ اسلام کرتا تھا، اب وہ اشاعتِ کفر و تبلیغ کرے۔
... پہلے وہ مساجد بناتا تھا، اب گرجا یا مندر بنائے۔
... پہلے وہ اذان شہادتِ توحید ورسالت دیتا تھا، اب ناقوس بجائے۔
... سب سے بڑھ کر یہ کہ پہلے بہ صمیمِ قلب آنحضرتﷺ کو خاتم النبیّن مانتا تھا، اب خاکش بدہن حضورﷺ کو زمرۂ انبیاء سے ہی خارج سمجھے۔
... پہلے وہ قرآن کریم کو خاتم الکتاب یقین کرتا تھا، اب آسمانی کتاب نہ سمجھے۔

ایک دوسرا مؤقف بھی ہے۔قومی اسمبلی میں بعض حلقوں کی طرف سے یہ تاثر دیا گیا کہ کوئی احمدی اسلام پر عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔کیونکہ وہ غیر مسلم ہے۔گویا

اسلام سے ان کی وفاداری آئین سے غدّاری ہے۔

بڑے ادب سے وزیرِ قانون (جناب حفیظ پیرزادہ) کی خدمت میں گزارش ہے کہ ہمیں بتایا جائے کہ آخر وہ کیا چاہتے ہیں؟

... کیا احمدی آنحضرت ﷺ کو سچا نہ سمجھیں؟

... کیا حضور رسالت مآب ﷺ کو خاتم النبیین اور قرآن کو خاتم الکتاب یقین نہ کریں؟

... کیا ''ناٹ مسلم'' کا یہ مطلب ہے کہ وہ اپنے ایمان وعقیدے میں اسلام کی نفی کر دیں؟ یا پھر ترمیم کا صرف اتنا مطلب ہے کہ:

احمدی آئینی اغراض کے لئے ''مسلمان'' نہیں ہیں۔ البتہ عقیدے کی آزادی ہے۔ (اگر وہ اسلام میں ایمان رکھتے ہیں) تو انہیں عقیدہ کے اظہار اور اپنے عقائد کی تبلیغ سے کوئی نہیں روک سکتا۔

جناب والا! کوئی قانون بنالینا آسان ہے۔ اس کے نتائج اور عواقب سے عہدہ برا ہونا بہت مشکل ہے۔ آپ نے ایک قانون بنایا۔ عامۃ الناس کو خوش کر دیا۔ اب اس کے نتائج پر بعض حضرات چیں بجبیں ہیں، آخر کیوں؟

کیا آئین میں اظہارِ عقیدہ وتبلیغ کی شق موجود نہیں۔ اگر ہے تو کیا اپنے عقیدہ کے اظہار سے کسی فرقے کو روک سکتے ہیں؟ یہ سرزمین بے آئین تو نہیں کہ جو چاہو وہ ہوگا۔ بلکہ یہاں حق اور انصاف پر عمل اور اس کا بول بالا ہوگا۔ کیا کوئی باغیرت پاکستانی برداشت کر سکتا ہے کہ کوئی مسلمان کہلانے والا کسی تھوڑی نفری والے فرقے کو یہ مشورہ دے کہ:

☆ سات ستمبر سے پہلے تم حبیبِ خدا آقائے دوجہان لولاک لما خلقت الافلاک کے مصداق کو سچا سمجھتے تھے، اب خاکش بدہن ایسا نہ سمجھو!

☆ سات ستمبر سے پہلے تم آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین یقین کرتے تھے۔ اب نعوذ باللہ زمرۂ انبیاء سے بھی خارج سمجھو!

☆ سات ستمبر سے پہلے تم قرآن کو قلبِ محمد ﷺ پر اتری ہوئی آسمانی کتاب بلکہ خاتم الکتاب سمجھتے تھے، اب اسکے الٹ مانو!

☆ سات ستمبر سے پہلے تم پنجوقتہ نماز پڑھتے تھے، اب تارک الصلوٰۃ بن جاؤ!

☆ سات ستمبر سے پہلے تم رمضان المبارک کے ایک ماہ کے روزے رکھتے تھے، اب کھاؤ پیؤ اور عیش کرو!

☆ سات ستمبر سے پہلے تم مکہ معظمہ کیطرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، اب قومی اسمبلی کی طرف منہ کرو!

اگر آپ اِس ''رجعتِ قہقہری'' کو برداشت نہیں کرتے تو یہ بھی آپکو ماننا پڑے گا کہ سات ستمبر کے بعد بالجبر ایک ایسی منفرد اقلیت معرضِ وجود میں لائی گئی ہے، جسکی کوئی مثال نہیں ہے۔ عجیب اقلیت ہے:۔

☆ جو عاشقِ رسول ﷺ ہے اور زبان پر بانیٔ سلسلہ کا یہ شعر ؂

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اسکا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

☆ جو دینِ اسلام کو فلاح ونجات کا واحد ذریعہ سمجھتی ہے۔

☆ جو ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہے۔

☆ جسکا پنجوقتہ نماز پر یقین اور ایمان ہے۔

☆ جو تمام ارکانِ اسلام کی پابند ہے۔

☆ جو قرآنِ کریم کے عشق میں ڈوبی ہوئی بانیٔ سلسلہ کے الفاظ میں کہہ رہی ہے ؂

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

لیکن بہتر فرقوں کے مطالبہ پر انہیں (فقط) قانونی اغراض کے لئے ''مسلمان'' نہیں سمجھا گیا۔ برادرانِ وطن! اگر آپ صرف یہی چاہتے ہیں تو آپ نے ہمیں کیوں نہیں بتایا۔ اِس قسم کا ''کافر'' بننے کیلئے کون تیار نہیں۔ ان معنوں میں تو ہم **کافرِ اعظم** ہیں۔ اِس کفر کا اعلان تو آج سے اسی سال پہلے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے بڑے درد اور محبت سے کر دیا ہوا ہے کہ ؂

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(ترجمہ: خدا تعالیٰ کے بعد میں تو اپنے محبوب حضرت محمد صلعم کے عشق میں مخمور ہوں۔ اگر یہ کفر ہے تو پھر خدا کی قسم! میں سخت کافر ہوں)

اے صاحبانِ اقتدار! آپ نے تو ہمیں آج کافر قرار دیا مگر ہم تو اپنے جنم دن سے ہی سخت کافر ہیں...! اور ہمیں یہ **''کفر''** اتنا عزیز ہے کہ اسے چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارا کفر وہ کفر نہیں جس کا نقشہ میر تقی میرؔ نے ان لفظوں میں کھینچا ہے ؂

میرؔ کے دین ومذہب کا کیا پوچھتے ہو اب اس نے تو
قشقہ کھینچا، دیر میں بیٹھا، کب کا ترک اسلام کیا

(از: عارف رومیؔ۔ ہفت روزہ ''لاہور''۔ 19۔اپریل 1976ء)

احمدیوں پر کفر کا سرکاری فتویٰ۔ صاحبانِ فکر و نظر کی نگاہ میں

﴿تحقیق و ترتیب۔ ناصر احمد وینس﴾

7۔ستمبر 1974ء کو بھٹو حکومت نے اپنی گرتی ساکھ کو سہارا دینے کی خاطر احمدیوں کو قربانی کا بکرا بناتے ہوئے، اسمبلی کے کرپٹ ممبران کے ہاتھ کھڑے کروا کر احمدیوں کے ایمان کے متعلق جو سرکاری فتویٰ آئین میں داخل کیا تھا، اسکی بابت میڈیا میں ہر سال 7 ستمبر کے دن کچھ نہ کچھ چھاپا یا اسکی رطب اللسانی میں بطورِ خاص چھپوایا جاتا ہے۔

پاکستان کے مُلّاں بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ احمدیوں کو قومی اسمبلی نے بالاتفاق کافر قرار دیا ہے۔ اس لئے یہ (نعوذ باللہ) کافر ہیں۔ لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس اسمبلی نے اوّل تو احمدیوں کو بالاتفاق ''ناٹ مسلم'' قرار نہیں دیا تھا۔ بلکہ فی الحقیقت بھٹو دور کی اسمبلی میں احمدیوں والی قرارداد کے خصوصی اجلاس میں اسمبلی کے کل 148 ارکان میں سے 130 ممبران نے اس کے حق میں ووٹ دیا۔ اسی طرح سینٹ کے 45 ممبران میں سے 31 نے اس کے حق میں ووٹ دیا۔ (بحوالہ: کتاب ''قادیانیت ہماری نظر میں'' صفحہ 267) نیز پیپلز پارٹی کے بعض ممبران اسمبلی کا کہنا تھا کہ انہیں بھٹو نے دھمکی دے رکھی تھی کہ اگر ترمیم کے حق میں ووٹ نہ ڈالا تو تمہاری ٹانگیں توڑ دی جائیں گی۔

پس مندرجہ بالا اعداد و شمار کی روشنی میں یہ زیادہ سے زیادہ اکثریتی فیصلہ تو کہلا سکتا ہے۔ جب کہ از روئے قرآن کسی اکثریت کو یہ حق ہی نہیں ہے کہ وہ کسی کے ایمان کا فیصلہ کرے۔ چنانچہ قرآن مجید فیصلہ فرماتا ہے کہ وان تطع اکثر من الارض یضلوک عن سبیل اللّٰہ (سورۃ الانعام۔آیت 117) یعنی اگر تُو زمین میں بسنے والوں سے اکثریت کی بات مانے گا تو وہ تجھے اللہ کی راہ سے گمراہ کر دیں گے۔

اکثریتی اصول مذہب میں اس لئے بھی جائز نہیں کیوں کہ برو زِ حساب کتاب ہر شخص کو فرداً فرداً اپنے اعمال کی جواب دہی خود کرنی ہے۔ وہاں نہ تو کسی مفتی محمود نے نہ کسی نورانی میاں نے اور نہ کسی بھٹو نے کسی امداد کے لئے آنا ہے اور نہ ہی کوئی اکثریت کسی فرد کو الٰہی مواخذہ سے بچا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرزندِ اقبال ڈاکٹر جاوید اقبال کہتے ہیں:۔

''پھر اکثریتی اصول کو تسلیم کرنے کی بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس لئے کہ اکثریت کے فیصلے کو صحیح سمجھنے کو اسلام تسلیم نہیں کرتا۔''

(بحوالہ: ''اسلامی ریاست کا تصور'' قسط 3 ملی ایڈیشن ''نوائے وقت'' مورخہ 2 دسمبر 1982ء)

اس سال 2009ء میں بھی 7 ستمبر کے روز پاکستان کے دو بڑے اخبارات جنگ اور نوائے وقت نے (اپنی کاروباری رقابت میں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی خاطر) جماعت احمدیہ کے متعلق نہایت لغو، گھسے پٹے الزامات اور بہتانات پر مبنی مضامین شائع کئے۔ تاہم تعصبات کے اِس دورِ کم سواد میں کبھی کبھار ایسی آوازیں بھی سنائی دے جاتی ہیں جو انسانی ضمیر کے ابھی بھی بقیدِ حیات ہونے کا پتہ دیتی ہیں۔ 7 ستمبر کے ناروا فیصلے پر جہاں قیام و استحکامِ پاکستان کا شدید معاند احراری ملاّؤں کا طائفہ ''تحفظِ ختمِ نبوت'' کے ماسک پہن کر برساتی مینڈکوں کی طرح ٹرٹراتا، بغلیں بجاتا اور بھنگڑے ڈالتا رہتا ہے، وہاں کبھی کبھار صاحبانِ فکر و نظر کی حقیقت بیانی بھی اس سرکاری فیصلے کے ''شیریں ثمرات'' پر روشنی ڈالتی ہوئی دکھائی دے جاتی ہے۔ ذیل میں بعض دانشوروں کی حقیقت افروز آراء دلچسپی طبع کیلئے پیش ہیں۔

فرزندِ اقبال ڈاکٹر جاوید اقبال نے 21۔جولائی 2001ء کو ''افکارِ جمال الدین افغانی کی روشنی میں پاکستان کی نظریاتی اساس'' کے موضوع پر ایک سیمینار میں خطاب کرتے ہوئے کہا:۔

''سر ظفر اللہ خان نے یو این او میں اسلامی ممالک اور پاکستان کی جو شاندار خدمات انجام دیں ان کا میں عینی شاہد ہوں۔ لیکن ہم پاکستانیوں نے احمدیوں کو کافر قرار دے دیا ہے۔ کل کو شیعوں کو بھی کافر قرار دے دیں گے تو معاملہ کہاں جا کر رکے گا۔ حکومت کیسے چلے گی اور پاکستان کیسے ترقی کرے گا.......''

(روزنامہ پاکستان لاہور 28 جولائی 2001ء)

جماعتِ اسلامی سے وابستہ مشہور صاحبِ قلم اور ایک جماعتی روزنامہ (جواب بند ہو چکا ہے) ''تسنیم'' کے ایڈیٹر جناب نصر اللہ خان عزیز اپنی خودنوشت ''زندگانی کی گزرگاہوں میں'' میں رقمطراز ہیں:۔

''دین کا کام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کو عملاً دنیا میں برپا کیا جائے نہ یہ کہ مسلمانوں کے ایمان و اقرار کا انکار کر کے حضرت محمد ﷺ کی امت کا دائرہ تنگ کر دیا جائے۔ یہ دین کی خدمت نہیں دین کو نقصان پہنچانا ہے۔'' (صفحہ: 531)

سندھ پاکستان کے ایک نڈر اور بیباک صحافی اور ادیب جناب امر جلیل، جنہیں گزشتہ دنوں (بمقام کراچی) ان کے اعزاز میں منعقدہ ایک خصوصی تقریب میں ان کی پچاس سالہ قلمی خدمات کے اعتراف میں خصوصی شیلڈ بھی پیش کی گئی، مونگ رسول (گجرات) کی احمدیہ مسجد میں عین نمازِ فجر کے دوران نمازیوں پر اندھادھند فائرنگ اور ان کی المناک شہادت و خونریزی کے دردناک واقعہ کے پس منظر میں اپنے کالم ''درد کی دہلیز'' میں لکھتے ہیں:۔

''......انسان کا اپنے رب سے، اپنے خالق سے ذاتی نوعیت کا رشتہ ہوتا ہے۔ بہت ہی ذاتی نوعیت کا۔ وہ بندگی کے علاوہ اپنے رب سے باتیں کرتا ہے۔ گلہ کرتا ہے، شکایتیں کرتا ہے، اعتراف کرتا ہے، اسکے سامنے پیش ہوتا ہے۔ کبھی رو کر کبھی ہنس کر اپنی عاشقی کا اظہار کرتا ہے۔ کبھی اس سے دور اور کبھی بہت ہی قریب ہو جاتا ہے۔ اس قدر قریب کہ اس رشتے کو صوفیوں نے وحدۃ الوجود کا نام دیا ہے

ذوالفقار علی بھٹو نے جب سپریم کورٹ کو پسِ پشت ڈال کر قادیانیوں کو قومی اسمبلی سے کافر قرار دلوا دیا تھا، تب کسی درویش صفت شخص نے کہا تھا: ذوالفقار علی بھٹو نے بندے اور اس کے رب کے درمیان معاملات میں دخل دیا ہے۔ اللہ خیر کرے!

......اور پھر ذولفقار علی بھٹو کو اسی دنیا میں عبرتناک سزا ملی۔ یہ اتفاق تھا یا اور کچھ، لیکن جو کچھ بھی تھا بہت ڈراؤنا تھا۔ رونگٹے کھڑے کر دینے والا تھا۔ کسی کو قتل کئے بغیر ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی کے پھندے پر دم توڑنا پڑا تھا۔''

(روزنامہ خیبر، 19۔ اکتوبر 2005ء)

ایک غیر سرکاری فورم کے زیرِ اہتمام پاکستان کے نامور دانشوروں کا ایک سیمینار ''ہم کیسا پاکستان چاہتے ہیں؟'' کے موضوع پر منعقد ہوا۔ سب مقررین اس نقطہ پر متفق تھے کہ موجودہ صورتِ حال قائدِ اعظم کے تصور کے مطابق نہیں۔ ایم ایل شاہانی نے کہا:۔

''پاکستان کو مذہبی جنونی ملک بنانے میں صرف ضیاء الحق ہی ولن نہیں تھے۔ بلکہ اس معاملہ میں انہوں نے ذوالفقار علی بھٹو کے کام کو ہی آگے بڑھایا۔ جنہوں نے آئین میں دوسری ترمیم (جس کے ذریعے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا) کر دی تھی۔ سیمینار میں جداگانہ انتخابات ختم کر دینے پر بھی زور دیا گیا۔''

(بحوالہ: ''نوائے وقت'' و دیگر اخبارات مورخہ 10 جنوری 2002ء)

قیامِ پاکستان سے قبل حیدر آباد دکن میں سول سروس کے ملازم اور ہجرت کے بعد پاکستان میں مختلف انتظامی اور عدالتی عہدوں پر فائز رہنے والے جناب مہدی علی صدیقی (حال امریکہ) اپنی خودنوشت ''بلاکم و کاست'' میں 7/ ستمبر کے فیصلہ کی نامعقولیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''یہ سچ ہے کہ پاکستان کی دستوری اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف قرارداد پاس ہونے سے پیپلز پارٹی کو اسلام دوستی کا تمغہ تو مل گیا مگر اسلام کو کیا فائدہ پہنچا؟''

(''بلاکم و کاست'' صفحہ: 942 ۔ شائع کردہ شعبہ تصنیف و تالیف کراچی یونیورسٹی جنوری 2002ء)

ایک پاکستانی کالم نگار اور اسکالر جناب مقبول الرحیم مفتی صاحب اپنے ایک آرٹیکل بعنوان ''احمدی مسلم کشمکش کا حل.....مخاصمت یا مکالمہ'' میں لکھتے ہیں:۔

''احمدیوں کے خلاف اس معاندانہ رویے کے آغاز کے بعد شاید یہ کہنا ممکن ہو گیا ہے کہ 1974ء میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر احمدی مسلم قضیئے کا جو آئینی حل تلاش کیا گیا تھا، وہ ایک پائیدار اور قابلِ عمل حل ثابت نہیں ہوا۔ مذہبی انتہاپسندی کی موجودہ روش کو پیشِ نظر رکھا جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس فیصلے کے منفی اثرات ونتائج اس کے مثبت پہلوؤں پر غالب آ چکے ہیں۔''

(روزنامہ ''مشرق'' لاہور جمعرات 24۔ فروری 1994ء)

پاکستان کے ایک معروف کالم نگار ڈاکٹر اجمل نیازی اپنے مخصوص کالم ''بے نیازیاں'' میں بظاہر کھل کر تو نہیں مگر اشارۃً مذکورہ سرکاری فتویٰ کی بابت بین السطور کچھ یوں ناقدانہ نگاہ ڈالتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں:۔

''...کوئی بتائے کہ کیا قائد اعظم کو معلوم نہ تھا کہ سر ظفر اللہ

خاں مرزائی ہیں اسے پہلا وزیرِ خارجہ بنایا...وہ ساری صفات اور رواداری قائد اعظم میں تھیں جو ایک سچے اور پکے مسلمان میں ہونا چاہئیں۔ وہ تو اوّل اور آخر پاکستانی تھے پھر ہم کیا ہیں؟ ہمیں کیا ہو گیا ہے۔ ہمارے سنّیوں نے شیّعوں کو کافر کہا، شیّعوں نے سنّیوں کو کافر جانا اور مسجدوں میں فائرنگ ہوئی۔ نماز پڑھتے ہوئے لوگ مارے گئے۔ کچھ انہیں ''شہید'' کہتے ہیں کچھ کے نزدیک وہ مردود ہیں۔

اس خطے میں مسلمان علماء نے قائدِ اعظم کو کافرِ اعظم کہا۔ علامہ اقبال پر فتوے لگائے گئے۔ کچھ لوگوں نے انہیں مرزائی کہا اور ثابت بھی کر دکھایا۔ ان کے بڑے بیٹے آفتاب اقبال کو پکا مرزائی کہتے ہیں۔ جسٹس جاوّید اقبال کو معاف کر دیا گیا کہ وہ بہت لبرل ہیں اور ان کے خیال میں لبرل کچھ بھی نہیں ہوتا۔ شیخ عبدالماجد کی کتاب۔ ''فکرِ اقبال اور تاریخ احمدیہ'' مجھے منشاءاللہ بٹر نے دی ہے، اس میں انہی مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ اقبال اکیڈمی والے اس کا جواب دیں، بات علمی سطح پر ہونی چاہئے۔

...لوگوں کو یقین ہے کہ قائدِ اعظم بھی شیعہ تھے مگر وہ اس مقام پر تھے کہ ان باتوں سے بالاتر تھے...قائدِ اعظم نے ایک سوال کے جواب میں کہا پیغمبرِ اعظم ﷺ شیعہ تھے یا سنّی؟ میرے خیال میں ڈاکٹر عبدالسلام ایک عظیم سائنسدان تھے اور سچے پاکستانی تھے۔ وہ اس کے علاوہ کچھ نہیں تھے۔

سنو میرے بھائیو! تقویٰ کے مقابلے میں فتویٰ بہت حقیر ہے اور علمی آدمی متقی ہوتا ہے۔'' (روزنامہ ''دن'' لاہور۔ جولائی 2009ء)

طوالت کے ڈر سے صرف ایک کالم نگار، شاعر، ادیب اور سابق پاکستانی سفارتکار جناب کرامت غوریؔ کے کالم کا ایک اقتباس پیش ہے۔ سانحہ گوجرہ (عیسائی بستی پر ''مجاہدین اسلام'' کے حملے اور انسانوں کو زندہ جلا دینے کے پس منظر) پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے مستقل کالم ''ہیں کواکب کچھ!'' میں ''ہم سب شریک جرم ہیں'' کے عنوان تلے رقم طراز ہیں:۔

''...بیشمار بدعتوں اور تحریفات کے ساتھ ساتھ ہمارے تصورِ دین میں یہ کج فہمی اور کج خیالی بہت زیادہ سرعت کر چکی ہے کہ ہم اپنے آپ کو خدا یا کم از کم خدائی اوتار سمجھتے ہوئے جس کو چاہتے ہیں، جنت یا جہنم کا حقدار قرار دے دیتے ہیں۔ اور جہاں تک ایمان یا کفر کی سند بانٹنے کا سوال ہے اس میں تو ہم اس بلا کے ایسے فراخدل اور حاتم ہیں کہ جس کو چاہتے ہیں مومن کہہ دیتے ہیں اور جسے چاہیں کافر کہہ کر رد کر دیتے ہیں...!وہ جو ہمارے قائدِ عوام، ذوالفقار علی بھٹو تھے انہوں نے تو کمال ہی کر دیا۔ بظاہر دین یا مذہب سے ان کو کوئی سنجیدہ علاقہ نہیں تھا۔ لیکن محض سیاسی فائدہ اُٹھانے اور بقول حکیم الامت (اقبال) دو رکعت کے اماموں کو خوش کرنے کیلئے انہوں نے ایک پورے گروہِ ملّت (جماعت احمدیہ۔ ناقل) کو کافر قرار دے دیا اور اپنے فیصلے کو آئین پاکستان کا جزو بنا گئے۔ جس سے ان کے بعد آنے والوں نے جی بھر کر فائدہ اُٹھایا۔''

(ہفت روزہ اُردو ٹائمز، ٹورنٹو۔ 6 اگست 2009ء۔ ادارتی صفحہ)

قلم کار دانشوروں کے علاوہ بعض سیاستدانوں نے بھی اپنے ضمیر کی آواز سے متاثر ہو کر بیانات دیئے ہیں۔ چند بیانات ملاحظہ ہوں۔

جماعتِ اسلامی کے منحرف گروپ کے امیر اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؔ کے صاحبزادے سیّد فاروق حیدر مودودیؔ صاحب 7۔ ستمبر کے فیصلہ کو مملکت کے بنیادی اصولوں سے انحراف قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:۔

'' جہاں تک احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا تعلق ہے، یہ مسئلہ پاکستان بننے کے بعد پیدا ہوا۔ یہ سارا قصہ جناح صاحب کے سامنے بھی سر ظفر اللہ خان کے بطورِ وزیرِ خارجہ کے تقرر پر اٹھایا گیا تھا۔ جس کو جناح صاحب نے سننے تک سے انکار کر دیا تھا۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ تحریکِ پاکستان کے وقت ہی اس بات کو طے کر لیا جاتا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں......لیکن مسلمانوں کی اکثریت ثابت کرنیکی ضرورت ہو تو قادیانیوں کو مسلمان دکھایا جائے اور بعد میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ میں اس کو اس مملکت کے بنیادی اصولوں سے انحراف و بددیانتی سمجھتا ہوں۔''

(روزنامہ ''مساوات'' لاہور۔ کالم لیل ونہار)

روزنامہ ایکسپریسؔ لاہور کے ایکسپریسؔ ٹی وی چینل پر مؤرخہ 15۔ مئی 2009ء کو ٹی وی اینکر جناب مبشر لقمان صاحب کے پروگرام میں شریک مہمان سابق وزیرِ اطلاعات ونشریات محمد علی درّانی نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ:۔

"1974ء کا احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ کسی حد تک ایک سیاسی فیصلہ تھا......مذہب ہر بندے کا ذاتی معاملہ ہے جسمیں کسی اور شخص کی مداخلت کا کوئی جواز نہیں۔"

اس بات کا اقرار کہ 7 ستمبر کا فیصلہ قرآن و حدیث کی رُو سے نہیں بلکہ محض ایک "سیاسی فیصلہ" یا بالفاظ دیگر سیاسی مفادات کا حصول مقصود نظر تھا، خود مسٹر بھٹو کو بھی تھا۔ چنانچہ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ جن دنوں مسٹر بھٹو پر نواب محمد احمد خاں کے قتل کا مقدمہ لاہور ہائی کورٹ میں زیر سماعت تھا۔ تب عدالت نے ایک موقع پر اپنے ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ "مسٹر بھٹو! آپ صرف نام کے مسلمان ہیں"۔ اس پر بھٹو نے احتجاجاً جواب دیا کہ:

"کسی عدالت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کسی کے ایمان کے متعلق فیصلہ دے"۔ اس پر عدالت نے پوچھا کہ: "پھر آپ نے احمدیوں کو غیر مسلم کیسے قرار دے دیا؟" بھٹو کا جواب تھا: "وہ ایک سیاسی فیصلہ تھا۔"

(بحوالہ روزنامہ مساوات لاہور 1978ء)

گذشتہ سال تحریک انصاف کے سربراہ اور سابق کرکٹر عمران خان نے امریکہ کی ایک یونی ورسٹی میں اپنے ایک لیکچر میں نیز اُردو ہفت روزہ پاکستان پوسٹ کے نمائندے کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں کہا:

"قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ غلط تھا۔ پاکستان میں مذہبی لابی اس قدر طاقت پکڑ چکی ہے کہ انہوں نے بھٹو کو آئین میں ترمیم کرنے پر مجبور کر دیا۔ بھٹو کے ان اقدامات کی وجہ سے ملک میں انتہا پسندی کو فروغ ملا"

(بحوالہ: ہفت روزہ پاکستان پوسٹ ٹورانٹو، 31 جنوری تا 6 فروری 2008ء، صفحہ اوّل کی لیڈ سرخی)

مؤرخہ 8۔ستمبر 2009ء کی رات ایکسپریس نیوز چینل ہی سے مبشر لقمان صاحب کے پروگرام "پوائنٹ بلینک ود مبشر لقمان" میں ایم کیو ایم کے قائد جناب الطاف حسین نے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مبشر لقمان سے بات چیت کے دوران کہا (یہ انٹرویو لندن جا کر ریکارڈ کیا):۔

"ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان نہیں بلکہ جمہوریہ پاکستان چاہتے ہیں۔ ایم کیو ایم واحد تنظیم ہے جس کے قائد نے قادیانیوں کے امیر (سربراہ) مرزا طاہر احمد کے انتقال پر تعزیتی پیغام دیا تھا۔ چنانچہ مجھ پر کئی اخبارات نے اداریے لکھے کہ میں نے کفر کیا ہے۔ آج پھر میں وہ کفر دوبارہ کرنے جا رہا ہوں۔ جس کا دل چاہے فتویٰ دے۔ جو قادیانی پاکستان میں رہتے ہیں ان کو اپنے عقیدے اور مسلک کے مطابق زندگی بسر کرنے کی مکمل آزادی ہونی چاہیے۔ یہ ان کا حق ہے۔ قادیانیوں کو بھی دیگر اقلیتوں کی طرح پاکستان میں اپنے مسلک کا پرچار کرنے کی مکمل آزادی ہونی چاہیے۔ اگر پاکستان میں ایک ہندو کو عقیدے کے مطابق عبادت کا حق حاصل ہے تو قادیانیوں کو بھی حق ملنا چاہیے۔ میں نے قادیانیوں کا لٹریچر پڑھا ہے، ان کا کلمہ بھی وہی ہے جو ہمارا ہے۔ وہ بھی رسول ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ پاکستان کا پہلا نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام بھی ایک احمدی تھا۔ اگر آپ اس کا نام صرف اس لئے نہیں لیتے کہ وہ احمدی ہے تو یہ زیادتی ہوگی۔ جب ایم کیو ایم کی حکومت قائم ہوگی تو میں اس حکومت سے فرمائش کروں گا کہ مجھے ایک بڑا سا کمپاؤنڈ دے دو۔ جہاں میں ایک مسجد بناؤں گا، ایک گردوارہ بناؤں گا۔ ایک مندر بناؤں گا، ایک چرچ بناؤں گا، احمدیوں کی مسجد بھی بناؤں گا۔ اور اس کمپاؤنڈ میں سب اپنے اپنے وقت اور اپنے انداز میں عبادت کریں گے۔

انہوں نے کہا کہ سیاست کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ جب بھی آپ مذہب کو بیچ میں لائیں گے تو کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ پائیں گے۔ میں کہتا ہوں نفرت مت کرو کہ کون کیسے عبادت کرتا ہے۔ جنت اور دوزخ کے ٹکٹ نہ بانٹو، سب اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔"

(بحوالہ: روزنامہ ایکسپریس لاہور مؤرخہ 9۔ستمبر 2009ء)

الطاف کا انٹرویو سن کر!!

حق بات دھڑلے سے کہہ کر اک شخص تو میلہ لوٹ گیا
لیکن اس عہدِ تعصب کے ماتھے سے پسینہ چھوٹ گیا
انصاف تحمل اور رواداری کے گیت کی لے سن کر
لگتا ہے مجھے قدسی اب کے مُلّا کا جادو ٹوٹ گیا

(عبدالکریم قدسی)

رپورٹ تربیتی کلاس مجلس انصاراللہ کینیڈا

مورخہ 10 مئی 2009 بروز اتوار

﴿ از: مکرم طارق احمد شاہ۔ قائد تربیت ﴾

10 مئی 2009 اتوار کا دن کیلنڈر آف ایونٹس کے مطابق مجلس انصاراللہ کینیڈا کی سال 2009ء کی پہلی تربیتی کلاس کے لئے مقرر تھا۔ اس مرتبہ مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ کی ہدایت کے مطابق اس تربیتی کلاس کا انعقاد ریجنل لیول پر کیا گیا۔ زیادہ تر ریجنز میں یہ کلاس 10 مئی 2009ء کو منعقد ہوئی۔ کچھ ریجنز میں بعض مجبوریوں کی وجہ سے مختلف تاریخوں میں اس کلاس کا انعقاد عمل میں آیا۔ جن ریجنز اور مجالس میں یہ کلاس منعقد ہوئی ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

جی ٹی اے یارک ریجن اور جی ٹی اے سینٹرل ریجن

مندرجہ بالا ریجنز کی مشترکہ تربیتی کلاس مسجد بیت الاسلام میں مورخہ 10 مئی 2009ء بروز اتوار زیر صدارت محترم امیر صاحب کینیڈا منعقد ہوئی۔ اس کلاس کے مقرر محترم مرزا محمد افضل صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ اور محترم مولانا نسیم مہدی صاحب مشنری انچارج کینیڈا تھے۔

جی ٹی اے ایسٹ ریجن

اس ریجن کی تربیتی کلاس مسجد بیت العافیت سکاربورو میں مورخہ 10 مئی 2009ء بروز اتوار زیر صدارت محترم فرحت ناصر صاحب ریجنل امیر جی ٹی اے ایسٹ منعقد ہوئی۔ اس کلاس کے مقرر محترم فرحت ناصر صاحب اور محترم ناصر محمود بٹ صاحب مشنری جی ٹی اے ایسٹ ریجن تھے۔

جی ٹی اے پیل ریجن

اس ریجن کی تربیتی کلاس مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں مورخہ 9 مئی 2009ء بروز ہفتہ زیر صدارت محترم سید محمد احمد شاہ صاحب رکن خصوصی نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس تربیتی کلاس کے مقرر محترم ہادی علی چوہدری صاحب، پروفیسر جامعہ احمدیہ اور محترم مختار احمد چیمہ صاحب، پروفیسر جامعہ احمدیہ تھے۔

برٹش کولمبیا

اس ریجن کی تمام مجالس کی مشترکہ تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔ کیلگری کی تمام مجالس کی تربیتی کلاس مسجد بیت النور کیلگری میں مورخہ 10 مئی 2009ء بروز اتوار زیر صدارت محترم میر مجید احمد طارق صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ کینیڈا منعقد ہوئی۔ اس تربیتی کلاس کے مقرر محترم چوہدری عبدالباری صاحب ریجنل ناظم مجلس انصاراللہ پریری ریجن اور محترم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب تھے۔

مجلس ایڈمنٹن

اس ریجن کی تربیتی کلاس مورخہ 10 مئی 2009 بروز اتوار مسجد ہادی ایڈمنٹن میں زیر صدارت محترم مرزا محی الدین صاحب زعیم مجلس انصاراللہ ایڈمنٹن منعقد ہوئی۔ اس تربیتی کلاس میں محترم ڈاکٹر ندیم میاں صاحب نے اپنے دورہ مکہ اور مدینہ کے بارے میں ایک پریزینٹیشن پیش کی۔ اس کے علاوہ اصلاح نفس کتاب میں سے محترم مرزا محی الدین صاحب نے تقریر کی۔

مانٹریال

اس ریجن کی دونوں مجالس کی تربیتی کلاس مورخہ 10 مئی 2009ء بروز اتوار منعقد ہوئی۔ اس تربیتی کلاس کی صدارت محترم عزیز اللہ صاحب ریجنل ناظم ایسٹرن کینیڈا نے کی۔ اس کلاس کے مقررین محترم عزیز اللہ صاحب اور مشنری محترم عبدالرشید انور صاحب تھے۔

مجلس آٹواہ

اس ریجن کی تربیتی کلاس مورخہ 10 مئی 2009ء بروز اتوار مشن ہاؤس اوٹاوہ میں منعقد ہوئی۔ اس تربیتی کلاس کے مقرر محترم اشرف سیال صاحب

ریجنل امیر اور محترم طارق اسلام صاحب مشنری تھے۔

مجلس ونڈسر

اس ریجن کی تربیتی کلاس مورخہ 10 مئی 2009ء بروز اتوار زیر صدارت محترم مبشر احمد چغتائی صاحب منعقد ہوئی۔ اس تربیتی کلاس کے مقرر محترم اکبر صاحب اور محترم بشارت احمد صاحب تھے۔

صدر صاحب مجلس انصاراللہ کے مشورہ سے اس تربیتی کلاس کا موضوع حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وہ تقریر رکھی گئی تھی جو آپ نے 27 دسمبر 1920ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر مسجد بیت النور قادیان میں اصلاح نفس کے موضوع پر فرمائی تھی۔ بنیادی طور پر حضورؓ کی اس تقریر کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اصل تقریر شروع کرنے سے پہلے حضورؓ نے کچھ تمہیدی باتیں بیان فرمائی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اصلاح نفس کے اصل موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔ اصل مضمون شروع کرتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا کہ اصلاح نفس دو قسم کی ہوتی ہے اور اسلام نے دونوں قسم کی اصلاحوں کو ضروری قرار دیا ہے۔ مجلس انصاراللہ کی تربیتی کلاس میں مقررین نے حضورؓ کی بیان فرمودہ اصلاح نفس کی دونوں اقسام کو انصار دوستوں کے سامنے پیش فرمایا۔ جی ٹی اے ریجن میں پہلی تقریر کے لئے اصلاح نفس میں سے ان باتوں کو تقریر کا حصہ بنایا گیا جو حضورؓ نے "اپنی اصلاح" کے بارے میں بیان فرمائی ہیں۔ اس حصے میں حضورؓ کے بیان فرمودہ مندرجہ ذیل امور شامل تھے۔

ا۔ بدی کو دور کرنا۔ اسے عبادت ترکیہ کہتے ہیں۔

۲ عبادت فعلیہ جس کا اختیار کرنا ضروری ہوتا ہے۔ حضورؓ نے فرمایا: دو قسم کے کام انسان کے ذمہ ہیں۔ ایک ایسے جو اختیار کرنے والے ہیں اور دوسرے ایسے جن کا چھوڑنا ضروری ہے۔ حضورؓ نے چھوڑنے والے جو کام بتائے وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

بدظنی سے بچنا۔

جھوٹ ترک کرنا۔

سخت کلامی اور درشتی سے کام نہ لینا۔

نشوں سے پرہیز کرنا۔

احمدی لڑکیوں کے رشتوں کے متعلق ہدایت۔

غیر احمدیوں کے جنازہ کی ہدایت۔

اسی طرح حضورؓ نے اعمال خیر کرنے سے متعلق مندرجہ ذیل کام بیان فرمائے:۔

نماز باجماعت پڑھنا،

نماز کا ترجمہ سیکھنا،

روزے رکھنا اور علم حاصل کرنا اور خدا کی محبت دل میں پیدا کرنا۔

حضورؓ نے قادیان آنے کے بارے میں بھی ہدایت فرمائی۔

اس تربیتی کلاس میں دوسری تقریر کے لئے اصلاح نفس میں سے ان باتوں کو تقریر کا حصہ بنایا گیا جو حضورؓ نے ''ایصال خیر'' کے بارے میں بیان فرمائی ہیں۔ اس حصے میں مندرجہ ذیل امور ہیں:۔

حضور فرماتے ہیں کہ اپنے نفس کی اصلاح کے بعد دوسری بات دوسروں کو نفع پہنچانا ہے اور یہ چیز بھی دو قسم کی ہے۔ پہلی باتیں تو عمل خیر تھیں اور یہ ایصال خیر ہیں جو دو طرح پر ہوتا ہے۔

ایک جسمانی طور پر اور

دوسرا روحانی طور پر۔

جسمانی یعنی جسم کو فائدہ پہنچانا اور روحانی یعنی روح کو فائدہ پہنچانا۔ جسمانی فائدے میں زکوٰۃ، خیرات اور چندہ دینا ہے جنہیں شریعت نے ضروری قرار دیا ہے۔

ایصال خیر کا دوسرا پہلو روحانی بھی ہے۔ یہ بھی دو قسم کا ہے۔ ایک علمی فائدہ پہنچانا اور دوسرا روحانی۔ یعنی ایک تو وہ جو دین سے تعلق نہیں رکھتا اس سے ورے ورے ہی رہتا ہے اور ایک روحانی جو دینی فائدہ ہے۔ بیوی بچوں کو دین سکھانا۔ دوسروں کو تبلیغ کرنا۔ حضورؓ نے فرمایا دوسری قسم روحانیت کی تبلیغ ہے۔ یہ بھی نہایت ضروری بات ہے اور کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک دوسروں کو تبلیغ نہ کرے۔ یہ خدا تعالیٰ نے مومن کا فرض رکھا ہے۔

حضورؓ نے مومنوں کے متعلق خدا تعالیٰ کے وعدے بیان فرمائے۔ حضورؓ نے فرمایا اپنے نفسوں میں غور کرو کہ کیا تم انعام پانے کے مستحق ہو۔

تقاریر کے بعد انصار دوستوں کو سوالات کا موقع بھی فراہم کیا گیا جن کے جوابات جماعت کے مشنریز اور دوسرے صاحب علم افراد نے دیئے۔ مسجد بیت الاسلام میں یہ کلاس تقریباً دو گھنٹے جاری رہی۔

☆☆☆☆☆☆☆

روئداد 24واں نیشنل سالانہ اجتماع و شوریٰ 2009ء

مجلس انصاراللہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کینیڈا

﴿ مرتبہ: ناصر احمد وینس۔ ناظم رپورٹنگ برائے اجتماع ﴾

مجلس انصاراللہ کینیڈا کا چوبیسواں نیشنل سالانہ اجتماع اور شوریٰ کے پروگرام اپنے روایتی انداز میں 25 تا 27 ستمبر 2009ء بمقام مسجد بیت الاسلام منعقد ہوئے۔

پہلا دن: بروز جمعۃ المبارک (25 ستمبر)

اجتماع کا پہلا روز صرف مجلسِ شوریٰ کیلئے مخصوص تھا۔ نماز مغرب اور عشاء کی ادائیگی کے بعد سوا آٹھ بجے کاروائی کا آغاز، مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب نائب امیر اوّل و مشنری انچارج کینیڈا کی زیر صدارت ہوا۔

کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم میر مجید احمد طارق صاحب آف کیلگری نے کی۔ بعد ازاں مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب کے ساتھ تمام اراکین شوریٰ نے کھڑے ہو کر انصاراللہ کا عہد دہرایا۔ بعدہٗ حضور انور کا ایک مکتوب پڑھ کر سنایا گیا جس کی روشنی میں مکرم نسیم مہدی صاحب نے دستورِ اساسی انصاراللہ کے قوائد و ضوابط کے مطابق نیشنل صدر مجلس انصاراللہ کینیڈا و نائب صدر صف دوئم مجلس انصاراللہ کینیڈا کا انتخاب کروایا۔ تمام ممبران شوریٰ نے انتخاب میں حصہ لیا جبکہ جامعہ احمدیہ کے طلباء نے ووٹوں کی گنتی میں معاونت کی۔ تقریباً نو بجے شوریٰ و انتخاب کی یہ خصوصی کاروائی دعا کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچی۔

شبینہ اجلاس برائے شوریٰ

نو بجے کے بعد صدر مجلس انصاراللہ کینیڈا مکرم چوہدری شفقت محمود صاحب کی زیر صدارت اجلاس کی بقیہ کاروائی شروع ہوئی۔ صدر صاحب نے مکرم میر مجید احمد طارق صاحب کو معاونت کے لئے سٹیج پر آنے کی دعوت دی۔ جبکہ مکرم عبدالحمید غنی صاحب سیکرٹری شوریٰ کو شوریٰ میں پیش کی جانے والی تجاویز پڑھنے کی ہدایت کی۔ اس کے بعد جملہ تجاویز پر شوریٰ کے اجلاس عام میں بحث سے قبل حسبِ قوائد مختلف کمیٹیوں کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔ تا کہ عام بحث سے قبل ان کمیٹیوں کے اراکین پیش کردہ تجاویز پر مزید غور و خوض کر سکیں۔

سب کمیٹیوں کی تشکیل

اجلاس شوریٰ میں پیش کی جانیوالی تجاویز کی مناسبت سے مندرجہ ذیل شعبوں کیلئے سب کمیٹیاں، چیئرمین اور اراکین نامزد کئے گئے:۔

عشائیہ:

سب کمیٹیوں کی تشکیل کے بعد کھانے کی مارکی میں تمام ممبران کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ ضیافت کے ناظم مکرم میاں محمد نعیم صاحب کی زیر نگرانی ان کی پوری ٹیم کے رضا کاروں نے نہایت عمدہ انتظامات کر رکھے تھے۔ تمام مہمانوں کو ٹیبلوں پر بٹھا کر کھانا پیش کیا گیا جسے سب نے بہت سراہا اور انتظامات کی بہت تعریف کی۔

اللہ تعالیٰ تمام رضا کاروں کو اس بے لوث جذبہ خدمت کا اجر عطا فرمائے۔ مکرم میاں صاحب کچھ عرصہ قبل علیل رہنے کے باوجود مہمانوں کی خدمت میں پوری تندہی سے مصروف کار رہے۔ کھانے کے وقفہ کے بعد مسجد کے مختلف حصوں اور بیت الانصار (دفتر مجلس انصار اللہ کینیڈا) میں سب کمیٹیوں کے اجلاسات کا سلسلہ رات گئے تک جاری رہا۔

دوسرا دن: بروز ہفتہ، 26 ستمبر

اجتماع کے دوسرے روز کا آغاز حسب روایت باجماعت نمازِ تہجد کے ساتھ ہوا۔ نمازِ فجر کے بعد حدیثِ نبوی کا درس دیا گیا۔ مارکی میں ناشتے کا بھی بااحسن انتظام تھا۔ اس بار مہمانوں کے ناشتہ میں دیسی اسٹائل کے حلوہ، پوڑی اور لذیز لاہوری چنوں کا مینو شامل تھا۔

اجتماع میں شرکت کرنے والے دوستوں نے ناشتہ کے جملہ انتظامات کی بھرپور تعریف کی۔ بالخصوص علی الصبح لاہوری سٹائل کے دیسی ناشتے نے تو گویا بیک ہوم (Back Home) کی یادیں پھر سے تازہ کر دیں۔ بلاشبہ اس کا کریڈٹ بھی شعبہ ضیافت کی ٹیم کو جاتا ہے۔ جو انصار بھائی اس اجتماع میں شمولیت سے قاصر رہے وہ روحانی مائدہ کی برکتوں کے ساتھ ساتھ شعبہ ضیافت کے ذوقِ ضیافت اور کام و دہن کی لذت سے بھی نا آشنا رہے۔

اجتماع کی کاروائی کا آغاز (پہلا سیشن)

9:30 بجے صبح اجتماع کے پہلے سیشن کی کاروائی، زیر صدارت مکرم و محترم ملک لال خان صاحب امیر جماعت ہائے کینیڈا، کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمد منیر جنجوعہ صاحب آف سیسکاٹون نے کی اور اس کا انگریزی ترجمہ محترم شفقت محمود صاحب نے پڑھا۔ بعدہٗ تمام حاضرین نے امیر صاحب کے ساتھ انصار اللہ کا عہد دہرایا۔ بعد ازاں راقم الحروف (ناصر وینس) نے سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ، شیریں کلام ''کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبداء الانوار کا'' بمع انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

افتتاحی خطاب محترم امیر صاحب

محترم امیر صاحب نے اس روحانی اجتماع میں کینیڈا کے دور ونزدیک سے محض للّٰہ شرکت کرنے والوں کے علاوہ جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طلباء کی ان کے پُر وقار و منفرد لباس (سفید شلوار اور قمیض، سیاہ واسکٹ، ٹوپی) میں ملبوس ہو کر اجتماع کی جملہ کاروائی سننے اور نوٹس لینے پر از حد مسرت کا اظہار کیا۔ اپنے خطاب میں محترم امیر صاحب نے منجملہ دیگر امور کے، اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے خلیفۂ وقت کے حالیہ خطابات بسلسلہ دعوت وتبلیغ کی طرف خصوصی توجہ مبذول کروائی۔ محترم امیر صاحب نے پیارے امام کے اِس اہم ارشاد کو حرزِ جان بنانے اور اس پر عمل کرتے ہوئے ہر ایک کو بڑھ چڑھ کر میدان تبلیغ میں آگے آنے کی تلقین کی۔ نیز کینیڈا کے یوم تبلیغ (3، 4 اکتوبر 2009ء) میں بھی پورے جوش وخروش کے ساتھ شمولیت کرنے کی تاکید فرمائی۔

تبلیغ کے بعد دوسرا اہم امر، احمدی بچوں کو غیر احمدی مولویوں سے قرآن پڑھانے کی بابت تھا۔ اِس سنگین معاملہ کی طرف حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز اپنے حالیہ خطابات میں تشویش کا اظہار فرما چکے ہیں۔ محترم امیر صاحب نے اِس سنگین امر پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ انصار اللہ کو اِس طرف خصوصی توجہ کرنی ہوگی کہ کسی احمدی گھرانے کو کسی غیر احمدی مولوی سے اپنے بچوں کو قرآن پڑھانے کی بوجوہ مجبوری، ضرورت پیش نہیں آنی چاہئے۔ تاکہ مولوی قرآن پڑھانے کی آڑ میں بچوں کے معصوم ذہنوں کی برین واشنگ کرنے کا ارتکاب نہ کر سکیں۔۔ انصار اللہ کو چاہئے جماعت کے سینئر افراد ہونے کے ناطے تعلیم القرآن کیلئے خود کو پیش کریں۔ خطاب کے بعد محترم امیر صاحب نے اجتماع کے جملہ پروگرامز کی کامیابی کیلئے دعا کرائی۔ اس کے بعد صدر مجلس انصار اللہ محترم چوہدری شفقت محمود صاحب نے بعض ضروری اعلانات کئے۔ سوا دس بجے چائے اور سٹی آف وان (City Of Vaughan) کی طرف سے بیت الاسلام مسجد کے دروازہ پر ''اُوپن ڈور'' کی تقریبِ رونمائی کے لئے وقفہ کیا گیا۔

ایک خصوصی تقریبِ رونمائی بااسم: ''اوپن ڈور آف وان سٹی''

سٹی آف وان نے شہر میں سیاحت کے فروغ کے سلسلہ میں ایک نیا پروگرام بااسم ''اوپن ڈور'' لانچ کیا ہے۔ اس خصوصی پروگرام کے تحت شہر کی چند تاریخی اور دیدہ زیب عمارات کو سیاحوں کی توجہ کا مرکز بنانے کے منصوبہ پر عمل کرتے ہوئے مسجد بیت الاسلام کی عمارت کو بھی اِس اہم پروگرام میں شامل کر لیا گیا ہے الحمدللہ۔ پس یہ امر نہ صرف احبابِ جماعت کینیڈا بلکہ دنیا بھر کے احمدی احباب کے لئے بھی یقیناً باعث مسرت ہے۔ آج جہاں بعض دیگر ممالک کے متشدد المزاج مسلمان اوران کی مساجد اسلحہ، دھماکہ خیز مواد اور دہشت گردوں کی برآمدگیوں کے ناطے دنیا کی برادری میں دہشت گردی کی علامت متصور کی جا رہی ہیں، وہیں احمدیہ مساجد بفضل اللہ تعالیٰ دنیا کیلئے امن، سلامتی اور محبتوں کی سفیر بن کر اسلام کا سچا اور حقیقی چہرہ اجاگر کرنے کا ذریعہ بن رہی ہیں۔ اگر ایک طرف لاٹھیاں والا (فیصل آباد۔ پاکستان) کی احمدیہ مسجد کی پیشانی سے سرکاری اہلکاروں نے '' ہم کسی سے نہیں ڈرتے!'' والے لفظوں کی جیکٹس پہن کر کلمہ طیبہ مٹا کر خدا کے نام کی بے حرمتی کی تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے بیت الاسلام مسجد کے ذریعہ اپنی کبریائی اور قدرت نمائی کا نشان بھی ظاہر فرما دیا... اللہ اکبر!!

پھولیں پھلیں گے ہردم کلمہ پڑھانے والے
مٹ جائیں گے جہاں سے کلمہ مٹانیوالے

تقریباً پونے گیارہ بجے مسجد کے غربی دروازے کے سامنے ''اوپن ڈور'' کی تقریبِ رونمائی منعقد ہوئی۔ وان سٹی کی میئر Linda Jackson کے علاوہ علاقے کے چار کونسلرز، سٹی آف وان کی ڈائریکٹر آف سیاحت وکلچر اور بعض دیگر سرکاری نمائندگان تقریب رونمائی کے موقع پر موجود تھے۔ ڈائریکٹر آف سیاحت وکلچر اور وان کی میئر نے اِس موقع پر اپنی تقاریر میں احمدیہ کمیونٹی اور بیت الاسلام مسجد کو وان شہر کا قابل فخر اثاثہ قرار دیا۔ تعارفی تقاریر کے بعد چھوٹے بچوں اور بچیوں کے گروپس نے کینیڈا کے جھنڈے کے سرخ وسفید رنگ کی مناسبت سے زیب تن خوبصورت لباسوں میں کینیڈا کا قومی ترانہ گایا۔ اس کے بعد میئر اور محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت کینیڈا نے رسمی ربن کاٹ کر

''اوپن ڈور'' پروگرام کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ محترم امیر صاحب نے اپنے خیر مقدمی خطاب میں مسجد کو متذکرہ سرکاری پروگرام کا حصہ بنانے پر شہری انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔ نیز یہ اعلان عام بھی کیا کہ اِس مسجد کے دروازے چوبیس گھنٹے ہر شخص کے لئے کھلے ہیں۔ اِس تقریب کے ساتھ ہی مسجد کی سیاحت کے لئے ہر طبقہ کے لوگ مسجد دیکھنے آنے لگے۔ جبکہ جامعہ احمدیہ کینیڈا کے چاک و چوبند طلباء بطور گائیڈ مہمانوں کو معلومات بہم پہنچاتے رہے۔ چائے کے وقفے اور مندرجہ بالا ''اوپن ڈور'' نامی تقریب کے بعد پہلے سیشن کی بقیہ کاروائی کے تسلسل میں گیارہ بجکر دس منٹ پر مکرم مولانا عبدالرشید انور صاحب مربی سلسلہ مانٹریال نے خطاب کیا۔ آپ نے ''محسنِ انسانیت۔ حضرت محمد ﷺ'' کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے آنحضور ﷺ کی بعثت سے قبل اور بعد کے حالات و واقعات کا موازنہ کرتے ہوئے دکھی انسانیت پر آپ کے عظیم احسانات کی بابت، نہایت پُر اثر انداز میں روشنی ڈالی۔ مولانا عبدالرشید انور صاحب مغربی افریقہ میں تقریباً 21 سال تبلیغی جہاد میں گزارنے کے بعد حال ہی میں مانٹریال تشریف لائے ہیں۔ فرنچ بھی روانی سے بولتے ہیں۔

گیارہ بج کر پینتیس منٹ پر مکرم منصور احمد صاحب ناصر نیشنل قائد تعلیم انصاراللہ نے ''ذکرِ حبیب'' کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کے مختلف واقعات کا مسحور کُن اور پُر جوش انداز میں تذکرہ کیا۔ یاد رہے کہ برادرم منصور ناصر صاحب، مؤرخِ احمدیت مولانا دوست محمد شاہد صاحب کے حقیقی بھانجے ہیں۔ چنانچہ اندازِ خطابت ہو بہو اپنے نابغہ ء روزگار ماموں جیسا تھا۔ بقول احمد ندیم قاسمی ؎

انداز ہو بہوتیری آوازِ پا کا تھا
باہر نکل کے دیکھا تو جھونکا ہوا کا تھا

ماموں بھانجے کے یکساں پُر جوش اندازِ خطابت میں فرق صرف اتنا تھا کہ حضرت مولانا صاحب مرحوم و مغفور جب جوشیلے انداز میں تقریر کرتے تو ان کی پگڑی کا تُرّہ بھی مسلسل حالتِ جنبش میں رہنے کے ناطے زبانِ حال سے اپنی وجد کی کیفیات بیان کر رہا ہوتا تھا..... برادرم منصور ناصر صاحب کا فنِ خطابت سن اور دیکھ کر مؤرخِ احمدیت بے اختیار یاد آئے ؎

تھیں جو کل تک جلوہ افروزی سے شمعِ انجمن
آج وہ شکلیں چراغِ زیرِ داماں ہو گئیں

نحنُ انصاراللہ تبلیغ پریذنٹیشن

پہلی پریذنٹیشن:

گیارہ بجے مکرم نصیرالدین ملک صاحب نیشنل اسسٹنٹ سیکرٹری تبلیغ نے ''نحنُ انصاراللہ'' پروگرام کے تحت ایک خصوصی دورہ برائے تبلیغ کے متعلق بذریعہ سلائڈز خدائی نصرت کے حیرت انگیز و ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ حضور انور نے اپنے دورہ کینیڈا کے دوران فرمایا تھا کہ چھوٹے قصبوں اور دیہاتوں تک بھی اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ چنانچہ اس ارشاد کی روشنی میں ناردرن اونٹاریو کے بعض دور دراز تقریباً سات قصبوں کے دورے کا پروگرام بنایا گیا۔ مکرم نصیرالدین صاحب نے دورہ کے دوران پیش آنیوالی مشکلات اور مخالفتوں کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے قدم قدم پر پیش آمدہ اِن مشکلات اور رکاوٹوں کو حیرت انگیز طور پر اپنے غیبی ہاتھ سے اُٹھا دیا۔ شدید مخالف دلوں اور اذہان کو موافقت اور محبت میں بدل دیا۔ دوران دورہ چھ قصبوں کے میئر صاحبان سے ملاقاتوں کے علاوہ تین مقامی اخبارات اور ایک ریڈیو سٹیشن پر وفد کے انٹرویو بھی شائع اور نشر ہوئے۔ اس طرح تبلیغ کے بیج بنجر زمینوں میں ڈالنے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے روحانی روئیدگی کے سامان پیدا فرما دیئے۔ بقول شخصے ؎

برہم ہوائیں لاکھ مزاحم ہوئیں مگر
دیوانہ وار موج نے ساحل کو جا لیا

دوسری پریذنٹیشن:

ساڑھے گیارہ بجے دوسری پریذنٹیشن مکرم خالد ملک صاحب زعیم انصاراللہ مسی ساگا ویسٹ نے پیش کی۔ مکرم خالد ملک صاحب نے وقفِ عارضی پروگرام کے تحت دو ہفتے جنوبی امریکہ کے ملک ایکواڈور میں گزارے۔ اسپینش سپیکنگ اس ملک سمیت جنوبی امریکہ کے بعض دیگر ملکوں میں دعوتِ الی اللہ کی ذمہ داری کینیڈا کے سپرد کی گئی ہے۔ اس ملک میں ابھی تک کوئی احمدی نہیں تھا۔ مکرم خالد ملک صاحب نے اپنی پریذنٹیشن کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے 28 جنوری 1983ء کے ایک خطبہ جمعہ کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ تبلیغ کیلئے صرف مربی سلسلہ ہونا ضروری نہیں بلکہ ہر ایک احمدی کا یہ اوّلین فرض ہے۔ شرائط بیعت میں بھی یہ فرض درج ہے۔ جناب ملک صاحب نے مزید بتایا کہ ایک پڑھی لکھی خاتون نے جب شرائط بیعت دیکھیں تو اس نے بے اختیار کہا کہ اتنا

اونچا معیار پیش کرنے اور رکھنے والا غلط نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ وہ خاتون صرف شرائط بیعت پڑھ کر نہ صرف احمدی ہو چکی ہیں بلکہ پُر جوش داعی الی اللہ بھی بن چکی ہیں ۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے جناب خالد ملک صاحب کے ذریعہ وہاں سلسلہ کا پہلا پھل عطا فرمایا ہے۔الحمدللہ۔عنقریب ایکواڈور میں اسپینش بولنے والے مربی سلسلہ بھی بھجوائے جائیں گے۔اس مقصد کے لئے کینیڈا میں اسپینش اور پُرتگیزی ڈیسک بن چکا ہے۔ برادرم خالد ملک صاحب نے اسپینش زبان سے عدمِ واقفیت کے باوجود صرف دو ہفتوں کی قلیل مدت میں ایکواڈور میں احمدیت کے نفوذ کا ڈول ڈال کر اپنی خاندانی روایات کو برقرار رکھا ہے۔خالد ملک صاحب کے دادا محترم غلام نبی ملک صاحب کو بحیثیت امیر جماعت احمدیہ اٹک (پاکستان) خدمت سلسلہ کی بھر پور توفیق ملی۔

یاد رہے برادرم خالد ملک صاحب، جنگ ستمبر 1965ء کے دو اہم ترین ہیروز، غازی اور شیر دل جرنیل بھائیوں جنرل اختر حسین ملک مرحوم (ہلال جرات) اور جنرل عبدالعلی ملک مرحوم (ہلال جرات) سابق امیر جماعت احمدیہ اسلام آباد کے بھتیجے ہیں ۔ چنانچہ فن سپاہ گری میں اپنی خداداد صلاحیتوں کا لوہا منوانے اور عظیم و حیران کن فتوحات کے جھنڈے گاڑنے والے اس بہادر و باوفا عسکری خاندان کی اگلی نسل اب تبلیغ کے جہاد میں بھی روحانی فتوحات کی نئی تاریخ رقم کر رہی ہے۔سچ کہا ہے محترم ثاقب زیروی صاحب مرحوم نے ۔

ہو جن میں اہل وفا کے لہو کی آمیزش
وہی چراغ ہواؤں کے رخ پہ جلتے ہیں

خالد ملک صاحب کی پریذنٹیشن کے بعد دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے لئے وقفہ کیا گیا۔

علمی مقابلہ جات کا انعقاد

کھانے اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا جو چائے کے وقفے (پونے پانچ بجے) تک جاری رہے۔ چائے کے وقفے کے بعد پانچ بجے علمی مقابلہ جات دوبارہ جاری ہوئے اور چھ بجے تک جاری رہے۔

ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد

چائے کے وقفہ کے بعد مسجد کے باہر گراؤنڈ میں مختلف ورزشی مقابلہ جات بھی شروع ہوئے جن کا سلسلہ چھ بجے تک جاری رہا۔

خصوصی واکنگ سٹک کا تعارفی پروگرام

چھ بج کر دس منٹ پر مکرم میجر عبدالمالک صاحب ایک جرمن ڈاکٹر کے ہمراہ خصوصی سٹکز (لاٹھیوں) کے ساتھ چلتے ہوئے اندر آئے۔ یہ لاٹھیاں جسم کو متوازن رکھنے اور بدن کی زائد چربی کم کرنے میں اہم کردار کی حامل ہیں۔ ''نارڈک پول واکنگ کینیڈا'' نامی مینوفیکچر کمپنی نے یہ سٹکس ، واکنگ کے لئے متعارف کرائی ہیں ۔ کمپنی کے ڈائریکٹر ڈاکٹر کلاز آف جرمنی نے سلائڈز کے ذریعہ نیز عملی مظاہرہ کر کے بتایا کہ اب ان سٹکس کا استعمال مختلف ہسپتالوں اور کینیڈا ذیابیطس ایسوسی ایشن نے مریضوں کے لئے شروع کروادیا ہے۔جس کے خاطر خواہ نتائج سامنے آئے ہیں ۔ چنانچہ ان کی مدد سے چلنے کے نتیجہ میں دل ، پھیپھڑوں اور عضلات کو نمایاں تقویت ملتی ہے اور ذیابیطس میں بھی حیرت انگیز طور پر کمی واقع ہوجاتی ہے۔اس سپیشل تعارفی پروگرام کے بعد کھانے اور نماز مغرب اور عشاء کے لئے وقفہ کیا گیا۔

شوریٰ فائنل سیشن

عشائیہ اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد آٹھ بجکر دس منٹ پر شوریٰ کا آخری اجلاس محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ کینیڈا کی زیرصدارت شروع ہوا۔مختلف تجاویز بجٹ اور آئندہ بجٹ کی منظوری کے بعد تقریباً گیارہ بجے شب اختتام پزیر ہوا۔

آخری دن ،اتوار 27 ستمبر 2009ء

باجماعت نمازِ تہجد، درس الحدیث اور نمازِ فجر کی ادائیگی وغیرہ کے ساتھ آخری دن کا آغاز ہوا۔تقریباً ساڑھے سات بجے قائد صاحب صحت جسمانی، منور جاوید چوہدری صاحب اور ان کی ٹیم کی نگرانی میں مختلف ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے ۔ان مقابلہ جات میں واک ، دوڑ ، والی بال، کلائی پکڑنا اور رسہ کشی شامل تھی۔ مقابلہ جات تقریباً گیارہ بجے تک جاری رہے۔

تیسرا سیشن:

تقریباً سوا گیارہ بجے مسجد کے اندر تیسرا سیشن امیر جماعت کینیڈا محترم ملک لال خاں صاحب کی زیرصدارت شروع ہوا۔تلاوت اور نظم کے بعد محترم امیر صاحب کے ساتھ کھڑے ہوکر حاضرین نے عہد دہرایا۔

پہلی تقریر مکرم چوہدری ہادی علی صاحب نے ''نماز ۔ خدا تعالیٰ سے محبت کا ذریعہ ہے'' کے موضوع پر اردو میں کی۔آپ نے نماز کے دوسرے رکنِ

اسلام ہونے کی اہمیت پر پُر مغز تقریر کی۔ دوسری تقریر مکرم مولانا مختار احمد چیمہ صاحب نے انگریزی میں کی، جس کا عنوان تھا۔ ''تبلیغ۔انصار کی ذمہ داری'' آپ نے آنحضور صلعم، اصحاب رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آپ کے خلفاء اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیوں کے حوالہ سے دعوت الی اللہ کی ایمان افروز مثالیں پیش کیں۔تقریباً ایک بجے دوپہر کھانے اور نمازوں کیلئے وقفہ کیا گیا۔

اختتامی سیشن:

کھانے اور نمازِ ظہر اور عصر کی ادائیگی کے بعد دو بجے فائنل سیشن کا آغاز محترم امیر صاحب کی زیرِ صدارت ہوا۔ تلاوت محمد منیر جنجوعہ صاحب نے کی جب کہ نظم ڈاکٹر نعیم احمد صاحب نے پیش کی۔ انگریزی ترجمہ کے بعد جنرل نالج کا مقابلہ شروع ہوا، جس میں تمام ریجنز کی دو دو نمائندوں پر مشتمل ٹیموں نے حصہ لیا۔ سوالات کا سلیبس سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ ہائے سالانہ یوکے اور جرمنی کے موقع پر دیئے گئے خطابات میں سے رکھا گیا تھا۔ سوالات اور دلچسپ جوابات کا سلسلہ دو بج کر پچاس منٹ تک جاری رہا۔

اس کے بعد مکرم رفیق احمد قمر صاحب نائب صدر صف دوم مجلس انصار اللہ کینیڈا نے ''مالی قربانی ۔تزکیہ نفس کا ذریعہ'' کے موضوع پر تقریر کی۔ طبع شدہ پروگرام کے مطابق اگرچہ یہ تقریر تیسرے سیشن کی آخری تقریر تھی مگر اوقاتِ کار میں بوجوہ تبدیلی کی وجہ سے اسے اختتامی اجلاس میں منتقل کرنا پڑا۔ مکرم رفیق قمر صاحب نے گروسری چین سٹور کا ایک سیل فلائر لہراتے ہوئے آغاز تقریر میں بتایا کہ یہ رعائتی سیل تو اگلے ہفتے ختم ہو جائے گی اور اس کے بعد اس کے اعلان شدہ رعائتی نرخوں سے فائدہ اٹھانا ممکن نہ ہوگا۔ البتہ اس عارضی ہفتگی سیل کے برعکس اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایک ایسی'' سیل اور تجارت '' کا تذکرہ فرمایا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ اس سیل اور تجارت کا نام ہے، انفاق فی سبیل اللہ۔ یہ وہ ارفع اور اعلیٰ تجارت اور سیل ہے جس کا نفع تمام تجارتوں اور سیلز سے بڑھ کر اور دائمی ہے ۔ جو بھی خدا کی راہ میں خرچ کرے گا اسے ناقابلِ یقین روحانی منافع کے ساتھ واپس لوٹایا جائے گا۔

سوا تین بجے صدر مجلس انصار اللہ محترم چوہدری شفقت محمود صاحب نے اختتامی کلمات بڑے جذباتی انداز میں کہے۔ صدر صاحب نے اجتماع میں شرکت کرنے والوں کے علاوہ ان تمام رضا کاروں کا دلی شکریہ ادا کیا جنہوں نے اپنی اپنی تفویض شدہ ڈیوٹی نہایت لگن اور محنت کے ساتھ انجام دی۔ جس کے نتیجہ میں اجتماع کے جملہ تمام انتظامات بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئے۔ آخر میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت اثر انگیز دعائیہ کلمات کے ساتھ اپنے اظہارِ تشکّر کا اختتام کیا۔

تین بج کر پچیس منٹ پر مختلف مقابلہ جات میں جیتنے والوں کو محترم امیر صاحب نے انعامات تقسیم کئے۔ انعامات جیتنے والوں کا چارٹ رپورٹ ہذا کے آخر پر ملاحظہ کیجئے۔

اختتامی خطاب محترم امیر صاحب:

اجتماع کے اختتامی خطاب میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا نے سورۃ النور کی آیات تلاوت کیں۔ ان آیات کی روشنی میں امیر صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ ہائے سالانہ یوکے اور جرمنی کے خطابات میں دیئے جانے والے پیغام کی جانب ایک مرتبہ پھر احباب جماعت کو توجہ دلائی۔ اس ضمن میں تین اور چار اکتوبر کو نیشنل شعبہ تبلیغ کی جانب سے کینیڈا سطح پر منائے جانے والے ایام تبلیغ میں ہر ایک کو بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی۔ اسی طرح حضور انور کی اس تاکید کی روشنی میں بھی انصار اللہ کو خصوصیت سے توجہ دلائی کہ قرآن کریم سکھانے کیلئے انصار اللہ کو آگے بڑھ کر یہ ذمہ داری پوری کرنی چاہئے۔ تاکہ کسی احمدی بچے کو کسی غیر احمدی مولوی سے قرآن سیکھنے کی نوبت نہ آئے۔ امیر صاحب نے بتایا کہ بعض انصار بھائیوں نے اس کام کیلئے اپنے نام پیش کئے ہیں۔ تاہم موجودہ ضرورت کو دیکھتے ہوئے یہ تعداد ناکافی ہے۔ لہذا کم وبیش ہر ناصر کو یہ ذمہ داری اُٹھالینی چاہئے۔

آخر میں محترم امیر صاحب کے ساتھ تمام حاضرینِ اجتماع نے انصار اللہ کا عہد دہرایا۔ جس کے بعد امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی اور یوں مجلس انصار اللہ کینیڈا کا یہ چوبیسواں سالانہ بابرکت اجتماع نہایت کامیابی اور کامرانی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

24ویں سالانہ اجتماع کی بابت مشاہدات وتاثرات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر شعبہ نے دن رات انتھک محنت، خلوص اور بے لوث خدمت کے جذبہ کے تحت اپنی اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دیں۔ تاہم دو شعبے ایسے بھی ہیں جن کے کارکنان بظاہر مسجد کے اندر (اجتماع گاہ) میں اپنی ڈیوٹیوں کی نوعیت کے سبب نظر نہیں آتے تھے۔ البتہ ان کے ہاتھوں سرانجام پانے والی خدمت

،ان کی اعلیٰ کارکردگی کا ثبوت ازخود زبانِ حال سے بیان کرتی دکھائی دیتی تھی۔

محترم صدر صاحب نے بھی ان دو شعبوں کی بابت اپنے اختتامی خطاب میں خصوصی طور پر تذکرہ کیا۔ ان میں سے ایک شعبہ لنگر خانہ اور مہمان نوازی کا تھا۔ یہاں پر یہ ذکر کرنا بہت ضروری ہے کہ اس اجتماع کے شروع ہونے سے قبل مکرم نصیر خاں صاحب نیشنل سیکرٹری ضیافت کینیڈا سے مشورہ کیا گیا اور انہی کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اس بار جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کے مطابق ڈیوٹی چارٹ بنایا گیا اور انہی انصار کو اجتماع پر بھی خدمت کا موقع دیا گیا جو سب نے بخوبی سرانجام دیا۔

اجتماع گاہ سے باہر ڈیوٹیوں کو سرانجام دینے والے کارکنان، چاہے جلسہ سالانہ ہو یا دیگر جماعتی تقریبات، وہ اجتماع گاہوں کے پروگراموں میں شامل ہونے سے عموماً قاصر رہتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود سینکڑوں اور ہزاروں حاضرین کو کھانے کے وقفہ میں بروقت کھانا تیار کر کے پہنچانا ایک ایسی ڈیوٹی ہے، جو بارش، آندھی، طوفان، سردی، دن ہو یا رات مسلسل سرانجام دینی پڑتی ہے۔ امسال کھانے کا مینیو نہ صرف مختلف بلکہ نہایت سادہ، معیاری اور لذیز بھی تھا۔ بالخصوص علی الصبح گرما گرم حلوہ پوڑی اور چٹ پٹے لاہوری سٹائل کے چنے اپنی مثال آپ تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ لاہور کے انارکلی بازار اور دیگر فوڈ اسٹریٹ بازاروں کے مشہورِ زمانہ ناشتہ ہاؤسوں میں بیٹھے ہوں۔ سبھی دوست شعبہ ضیافت کی تعریف میں رطب اللسان نظر آئے۔ اس ضمن میں ناظم ضیافت مکرم میاں محمد نعیم صاحب اور ان کی ٹیم خصوصی دعا کی مستحق ہے۔

دوسرا شعبہ جس کا یہاں ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے، وہ شعبہ صفائی تھا۔ عموماً اس شعبے میں ڈیوٹی دینے سے بعض طبائع ایسی بھی مشاہدے میں آتی ہیں جو اس شعبہ میں ڈیوٹی دینے سے کتراتی ہیں۔ لیکن بعض دوست ایسے بھی ہیں جو سال ہا سال سے اس ڈیوٹی کو جلسہ سالانہ اور دیگر جماعتی مواقع پر بہ رضا و رغبت انجام دیتے ہیں بلکہ فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس شعبہ کے ناظم برادرم ملک منصور احمد صاحب تھے جو پیس ویلج ساؤتھ کے صدر بھی ہیں۔ ان کی ٹیم کے تمام ممبر واش روموں کی صفائی، مسجد کی صفائی اور باہر مارکیوں کی صفائی میں ہمہ تن مشغول نظر آئے۔ اس مرتبہ ایسا دکھائی دیتا تھا کہ جیسے کسی فائیو سٹار ہوٹل کے صاف ستھرے واش رومز میں کھڑے ہیں۔ بلاشبہ اس تمام خدمت کا کریڈٹ، برادرم منصور ملک صاحب اور ان کی سرکردگی میں خدمت انجام دینے والے جملہ کارکنان کو جاتا ہے ع

اللہ ہی تجھے اِس کی جزا دے ساقی!

غیر معمولی صفائی و خدمت کا یہ مظاہرہ دیکھ کر راقم الحروف کی آنکھوں کے سامنے 14 اگست 2009ء کے روز مسی ساگا سٹی سینٹر میں یومِ پاکستان کی تقریب کا آنکھوں دیکھا تحریری منظر نامہ بے اختیار گھوم گیا ہفت روزہ لیڈر ٹورنٹو کے جواد فیضی نے اس تقریب کا احوال، اپنے ''خیر خبر'' نامی کالم میں دیتے ہوئے لکھا کہ مسی ساگا سٹی سینٹر سے متصل صاف ستھرے میدان میں چند گھنٹوں پر مشتمل اس تقریب کے بعد کا منظر نامہ، ٹورنٹو سٹی کے گاربیج اٹھانے والے سرکاری ورکروں کی ہڑتال کے بعد والی صورت حال جیسا نقشہ پیش کر رہا تھا۔ مثلاً بچوں کے بدبودار ڈائپرز اور کوک کی خالی بوتلیں، ٹشو پیپرز کے ڈھیر، پلاسٹک کے بیگ، کھانے کے خالی ڈبے۔ الغرض زندہ دلان پاکستانیوں کے ''ذوق نفاست'' کی منہ بولتی تصویر بنے ہوئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسی ساگا میونسپلٹی نے منتظمین تقریب کو صفائی کے لئے چند گھنٹے کا نوٹس دیا بلکہ آئندہ پاکستانی کمیونٹی کو تقریب کے انعقاد کیلئے سرکاری جگہ کی فراہمی پر بھی پابندی لگا دی۔ مذکورہ بالا تحریری منظر نامہ پڑھ کر ہونٹوں پر احمد فراز مرحوم کا یہ شعر رقص کرنے لگا ۔ (شعری تحریف پر شاعر سے معذرت کے ساتھ!)

یہ اعجاز ہے ہمارے ''حُسنِ نفاستی'' کا ☆ جہاں بھی گئے داستاں چھوڑ آئے!

البتہ مسیح دوراں کی الٰہی جماعت کے مجموعی عمل اور نمونہ کی داستاں کو ان الفاظ سے بخوبی پرکھا جا سکتا ہے، جو 26 ستمبر بروز ہفتہ صبح پونے گیارہ بجے مسجد بیت الاسلام کے باہر وان سٹی کے پروگرام ''اوپن ڈور'' کی تقریب رونمائی کے موقع پر دیکھنے اور سننے میں آئی۔ ڈائریکٹر برائے سیاحت و کلچر نے اِس خصوصی تقریب میں احمدیہ کمیونٹی کو شہروان کا ''قابل فخر اثاثہ'' قرار دیا۔

(نوٹ: تقریب کی مکمل کاروائی ویڈیو پر ریکارڈ شدہ ہے)

یقیناً یہ اعتراف اور عزت افزائی، اُس مسیح آخر الزماںؑ کی تصدیق کرنے کی بدولت ہے جسکی جماعت، خلافت کے آسمانی و روحانی نظام کے تحت ایک واجب الاحترام خلیفہ کی آواز پر اُٹھتی اور بیٹھتی ہے۔ اس لئے تو، بزبان امامِ آخر الزماں علیہ السلام ۔

یہاں قُدرت وہاں درماندگی فرق نمایاں ہے!

دورانِ اجتماع قدرت کا ایک انوکھا سلوک بھی مشاہدے میں آیا۔ دونوں روز موسم خوشگوار رہا۔ اگر چہ آسمان پر تیرتے آوارہ بادلوں اور سورج کی آنکھ

مچولی بھی برابر جاری رہی تاہم انہیں برسنے اور اجتماع کے آؤٹ ڈور پروگرام یعنی ورزشی مقابلہ جات وغیرہ میں رخنہ ڈالنے کی توفیق نہیں مل سکی۔ البتہ اختتام اجتماع کے اگلے روز (سوموار) نمازِ فجر سے قبل تیز بارشوں کا سلسلہ شروع ہوا جو کم و بیش دس گیارہ بجے تک جاری رہا۔ اگر یہ بارش ہفتہ یا اتوار کو ہوتی تو کوئی پروگرام کرنے میں انتہائی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور حضور انور کی دعاؤں کا معجزہ تھا۔ صدر صاحب نے اجتماع کی کامیابی کیلئے حضور اقدس کی خدمت میں دعا کی درخواست کی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اجتماع کے کامیاب انعقاد کے بعد اختتامی اجلاس میں صدر محترم کی آواز ان کے جذبات کا ساتھ نہیں دے پا رہی تھی اور انہیں بار بار پانی پینے کی حاجت ہو رہی تھی۔

منفرد اجتماع

اور اب آخر میں اجتماع میں شرکت کرنے والے ایک مجلس کے نمائندہ ناصر کے تاثرات بھی درج کئے جاتے ہیں۔ مکرم احمد حسین صاحب، منتظم عمومی مجلس انصاراللہ ملٹن، اپنی ماہانہ کارگزاری رپورٹ میں مذکورہ نیشنل سالانہ اجتماع 2009ء کی بابت اپنی مجلس کے جُملہ انصار کے تاثرات کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ کینیڈا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیشتر اس کے کہ میں اپنی مجلس کی کارگزاری رپورٹ شروع کروں، ضروری سمجھتا ہوں کہ حالیہ نیشنل اجتماع انصاراللہ کینیڈا پر اپنے کچھ تاثرات لکھوں۔ ذیل کی چند سطروں میں تحریر کردہ تاثرات کا اظہار، فقط خاکسار کا ذاتی ہی نہیں بلکہ میری مجلس کے بیشتر انصار کا متفقہ بیان و ترجمان ہے کہ:

بلا مبالغہ یہ اجتماع انصاراللہ کینیڈا کی تاریخ میں پہلی دفعہ اِس رنگ اور نوعیت کا ہوا ہے۔ اس سے پہلے ایسا کبھی مشاہدہ میں نہیں آیا۔ اس لحاظ سے یہ خدا کے فضلوں کو حاصل کرنیوالا ایک منفرد اجتماع تھا۔

کینیڈا کے دور دراز شہروں سے انصار کی بھرپور آمد، پروگراموں کی ترتیب، علمی مقابلہ جات کا معیار اور سامعین کی لگاتار موجودگی، ان کے ذوق و شوق کی نشاندہی کر رہی تھی.....خاکسار اور میری مجلس (ملٹن) کے جُملہ انصار، اس بابرکت اجتماع کے کامیاب انعقاد پر آپکو اور آپکے تمام معاونین کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

بقیہ: مجلس انصاراللہ کینیڈا 24واں سالانہ اجتماع 2009ء

دوم	مشیر طاہر	ریکسڈیل
سوم	آغا طاہر	پیس ویلج ایسٹ

والی بال...اول پوزیشن .... ویسٹرن ریجن

نسیم احمد۔ عبدالباری۔ چوہدری عزیز اللہ۔ چوہدری ھادیہ کاہلوں۔ عرفان گھمن۔ ظہر شاہ۔ خالد صمد باجوہ۔ نسیم احمد

والی بال...دوم پوزیشن .... پیس ویلج سنٹر

خالد محمود ملک۔ تنویر الاسلام۔ زاہد مبین۔ منور علیانہ۔ احسان چیمہ۔ ظفر احمد گوندل۔ نصیر احمد۔ شکیل احمد

والی بال...سوم پوزیشن ...وان ایسٹ

عبدالعزیز۔ رانا عبدالشکور۔ مبشر طاہر۔ ندیم طاہر۔ عمران شرما۔ باسط اعوان۔ شمس الدین احمد۔ منور جاوید

رسہ کشی...اوّل پوزیشن...ویسٹرن ریجن

چوہدری نسیم ہندل۔ چوہدری عزیز اللہ۔ جاوید کاہلوں۔ ظہیر شاہ۔ طاہر محمود امجد۔ عرفان گھمن۔ خالد محمود باجوہ۔ نسیم احمد۔ صمد امجد۔ ندیم طاہر۔ نذیر زاھد

رسہ کشی...دوم پوزیشن...پیس ویلجسنٹر

ظفر احمد گوندل۔ احسان چیمہ۔ سلطان احمد بھٹی۔ عامل منور کاہلوں۔ فاروق احمد چوہدری۔ طاہر سیّد۔ آغا طاہر خان۔ شکیل احمد۔ منور احمد علیانہ۔ طاہر ظہور خان۔ خالد ظہور

رسہ کشی...سوم پوزیشن...آٹو اہ (ایسٹرن کینیڈا)

عبدالشکور ناصر۔ شہزاد احمد۔ ھاشد احمد۔ عبدالغفور ناصر۔ نصیر احمد خان۔ خاتم عبدالرحمٰن۔ کمال الدین حبیب۔ مبارز وڑائچ۔ چوہدری ریاض احمد۔ اقبال خان۔ مبشر طارق

☆☆☆☆☆

مجلس انصاراللہ کینیڈا 24 واں سالانہ اجتماع 2009ء

نتائج علمی و ورزشی مقابلہ جات و انعامات

پوزیشن	نام	مجلس
	تلاوت	
اول	محمد مبشر عابد جنجوعہ	سسکاٹون
دوم	شمس الدین احمد	نارتھ پارک
سوم	ڈاکٹر بشارت احمد	درھم
	نظم	
اول	ڈاکٹر محمد نعیم	نوا سکوشیا
دوم	ناصر احمد وینس	احمدیہ ابوڈ آف پیس
سوم	نصراللہ خان	مسی ساگا نارتھ
	تقریر اُردو	
اول	طاہر محمود	کیلگری ساؤتھ
دوم	عبدالرحمان فاتح	آٹواہ
سوم	میاں محمد لئیق	وان ویسٹ
	تقریر انگریزی	
اول	شیخ عبدالودود	وان ایسٹ
دوم	محمد شفیق	سکاربرو
سوم	ڈاکر محی الدین مرزا	ایڈمنٹن
	تقریر فرنچ	
اول	عبدالمومن	پیس ولیج ویسٹ
دوم	محمد صدیق بدھن	نوواسکوشیا
	مضمون نویسی اُردو	
اول	کمال الدین حبیب	آٹواہ
دوم	عبدالباسط قمر	احمدیہ ابوڈ آف پیس
سوم	عبدالرحمان فاتح	آٹواہ
	مقابلہ مضمون نویسی انگریزی	
اول	عبدالباسط قمر	احمدیہ ابوڈ آف پیس
دوم	وسیم محمود	آٹواہ
	معلوماتِ عامہ	
اول	سید طارق شاہ۔عبدالباسط قمر	احمدیہ ابوڈ آف پیس
دوم	میاں وسیم محمود۔ عبدالرحمان فاتح	آٹواہ
سوم	میاں مبارک احمد۔محمد اعزاز نوید	ویسٹرن اونٹاریو
	واک۔55 سال سے اوپر	
اول	عبدالشکور ناصر	آٹواہ
دوم	رانا عبدالشکور	وان ایسٹ
سوم	شیخ حمدی احمد	برامپٹن سینٹر
	دوڑ۔55 سال سے نیچے	
اول	جمال عبدال ناصر	پیس ولیج ویسٹ
دوم	احسان چیمہ	پیس ولیج ایسٹ
سوم	رقاص ملک	برامپٹن فلاور ٹاؤن
	کلائی پکڑنا۔55 سال سے اوپر	
اول	ظفر گوندل	پیس ولیج سینٹر
دوم	عبدالشکور رانا	وان ایسٹ
سوم	شیخ حمید احمد	برامپٹن سینٹر
	مرزا عبدالحمید	برامپٹن ہارٹ لیک
	کلائی پکڑنا۔55 سال سے نیچے	
اول	عامل منور کاہلوں	پیس ولیج ایسٹ

بقیہ صفحہ 60 پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اراکین نیشنل عاملہ مجلس انصاراللہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کینیڈا برائے سال: ۱۳۸۸ ہش ۲۰۱۰ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے برائے سال ۲۰۱۰ء مندرجہ ذیل اراکین خصوصی اور نیشنل عاملہ مجلس انصاراللہ مرکزیہ کینیڈا کی منظوری عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو احسن رنگ میں مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اراکین خصوصی:	۱۔ مکرم کرنل دلدار احمد صاحب	۲۔ مکرم کمانڈر چوہدری محمد اسلم صاحب
	۳۔ مکرم محمد احمد شاہ صاحب	۴۔ مکرم محمد اقبال کاہلوں صاحب
اراکین مجلس عاملہ:	صدر مجلس	مکرم چوہدری شفقت محمود صاحب
	نائب صدر، اوّل	مکرم سیّد طارق احمد شاہ صاحب
	نائب صدر، صفِ دوئم	مکرم سیّد مکرم نظیر صاحب
نائب صدران:	مکرم رفیق احمد قمر صاحب	مکرم مبارز نصیر وڑائچ صاحب
قائدین:	قائد عمومی	مکرم عبدالحمید غنی صاحب
	قائد تعلیم	مکرم منصور احمد ناصر صاحب
	قائد تربیت	مکرم کامران اشرف چوہدری صاحب
	قائد تربیت نومبائعین	مکرم نصیر مہاراج صاحب
	قائد ایثار	مکرم میاں محمد سلیم صاحب
	قائد تبلیغ	مکرم خواجہ امتیاز احمد صاحب
	قائد ذہانت وصحتِ جسمانی	مکرم منور جاوید چوہدری صاحب
	قائد مال	مکرم ملک محمد ارشد صاحب
	قائد وقف جدید	مکرم محمد سیف الاسلام صاحب
	قائد تحریک جدید	مکرم محمد ظریف جاوید صاحب
	قائد تجنید	مکرم ارشد محمود صاحب
	قائد اشاعت	مکرم حامد لطیف بھٹی صاحب
	قائد تعلیم القرآن	مکرم عمران لطیف شرما صاحب
	آڈیٹر	مکرم محمد نصراللہ صاحب
معاون صدران:	مکرم لئیق احمد صاحب	مکرم میاں محمد نعیم صاحب

نائب قائدین:	۱۔نائب قائد عمومی	مکرم سیّد طلحہ بن ظریف صاحب
	۲۔نائب قائد عمومی	مکرم سعید احمد ظفر صاحب
	۳۔نائب قائد تعلیم	مکرم توقیر بٹّر صاحب
	۴۔نائب قائد تعلیم	مکرم سلطان احمد بھٹی صاحب
	۵۔نائب قائد تعلیم القرآن	مکرم منیر الدین عبید اللہ صاحب
	۶۔نائب قائد تبلیغ	مکرم محمد امیر الحق صاحب
	۷۔نائب قائد تبلیغ	مکرم فصیح الدین ملک صاحب
	۸۔نائب قائد مال	مکرم سید منیر احمد شاہ صاحب
	۹۔نائب قائد مال / تبلیغ	مکرم شمس الدین احمد صاحب
	۱۰۔نائب قائد اشاعت	مکرم محمد محسن چوہان صاحب
	۱۱۔نائب قائد اشاعت (انگریزی)	مکرم ڈاکٹر ساجد احمد صاحب
	۱۲۔نائب قائد اشاعت (اردو)	مکرم ناصر احمد وینس صاحب
	۱۳۔نائب قائد ذہانت وصحت جسمانی	مکرم ندیم طاہر صاحب
ناظمین علاقہ:	۱۔یارک ونار درن اونٹاریو	مکرم ناصر احمد باجوہ صاحب
	۲۔جی ٹی اے ایسٹ	مکرم محمود احمد صاحب
	۳۔جی ٹی اے سینٹرل	مکرم عبد الباسط قمر صاحب
	۴۔پیل نارتھ	مکرم چوہدری نذیر احمد زاہد صاحب
	۵۔پیل ساؤتھ	مکرم محمد نصیر ضیاء صاحب
	۶۔ایسٹرن کینیڈا	مکرم عزیز اللہ صاحب
	۷۔پریری	مکرم چوہدری عبد الباری صاحب
	۸۔برٹش کولمبیا	مکرم چوہدری نسیم احمد صاحب
	۹۔ویسٹرن اونٹاریو	مکرم اعزاز نوید صاحب

THE SCARBOROUGH HOSPITAL

The Scarborough Hospital

gratefully recognizes

Pirzada Munir Syed

for the valuable contribution of

15 Years of Service

to our Volunteer Services Programme
dated this 29th day of April 2008

Dr John Wright,
Interim President & CEO

Anne Botond
Manager, Volunteer Services

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

There is none worthy of worship Except Allah; Muhammad is the messenger of Allah.

BAI'TUL ISLAM MOSQUE

HIGHLIGHTS OF ANNUAL ANSARULLAH IJTEMA 2009

HIGHLIGHTS OF ANNUAL ANSARULLAH IJTEMA 2009

HOMELIFE
HIGHER STANDARDS

Ajmal Noushahi
Sales Representative

(705) 722-8191

Fax: (705) 722-8147 • Dir: (705) 795-9581
Cell: (416) 779-9581 • Toll Free: (877) 722-8191
anoushahi@hotmail.com • www.homelifekempenfeltkelly.com

HomeLife/Kempenfelt-Kelly Realty Ltd., Brokerage*
284 Dunlop St. W., Barrie, ON L4N 1B9
*Independently Owned and Operated, REALTOR®

ٹورانٹو کے علاوہ بیری (Barrie) اور بریڈفورڈ (Bradford) کے علاقوں میں پراپرٹی کی خرید وفروخت کے لئے خدمت کا موقع دیں۔ بیری (Barrie) میں پراپرٹی ابھی بھی ٹورانٹو کے مقابلے پر کافی سستی ہے۔

Pro -Tech Automotive

Complete Auto Repair & Complete Bodu Shop

امیشن ٹیسٹڈ اور سیفٹی سرٹیفائیڈ گارنٹی شدہ بہترین سیکنڈ ہینڈ گاڑیاں

ZIA

Cell: (416) 826-5614

3443 Wolfedale Road, Unit 5 Missassauga, ON. L5C 1V8

Tel: (905) 275-0668 Fax: (905) 897-8810

at 11pm after discussion and approva on various proposals and the budget.

Sunday September 27, 2009

This day also started with the Tahajjud and Fajr prayers. Afterwards Qa'id Sehat wa Jismani conducted various sports competitions until 11 am.

Third Session

In this session Maulana Hadi Ali Chaudhry Sahib Professor Jamia Ahmadiyya Canada and Maulana Mukhtar Ahmad Cheema Sahib Professor Jamia Ahmadiyya Canada delivered the speeches on "Salat-An Escalator to Achieve Love of God' and "Tabligh-Responsibilities of Ansarullah" respectively.

Final Session

It started after the lunch and Zuhr and Asr prayers. Mohtaram Lal Khan Malik Sahib Amir Jama't Canada presided this session.

After the recitation of Holy Quran and poem a general knowledge test was conducted. Each Region was represented by a team two Ansar members. The questions were based on two Friday Sermons of Hadhrat Khalifatul Masih V[AB].

Mukarram Rafiq Ahmad Qamar Naib Sadr Safe Doem spoke on "Financial Sacrifices-To Achieve Purity of Self".

Sadr Sahib Majlis Ansarullah Canada addressed and thanked all the participants and volunteers for their selfless work.

Respected Amir Sahib distributed the prizes. In his final address he stressed upon active participation in the coming event of National Tabligh Day.

With the Ansarullah Pledge the Ijtema concluded.

May Allah bless us all. Ameen

Nutrition Guidelines for Ansar Brothers

Our caloric needs may decline as we get older, but our nutrient needs do not. Malnutrition is common among seniors due to altered taste, loss of teeth, lack of appetite, use of medications etc. By paying attention to our diet and choosing nutrient-rich foods, we may avoid some common conditions of aging and maximize our energy.

Our diet should be based on whole grains, fresh fruits and vegetables, lean meats, and low-fat dairy products. Sweets and fats should be limited. We should consume plenty of fluids: water, milk, and juice plus high water content foods such as fruits.

We should choose foods carefully to maximize our nutrient intake. Get plenty of fiber by eating fruits and vegetables with peels, whole-grain bread, lentils, and nuts. Purchase leaner cuts of red meat, and skinless chicken or turkey. Eat our vegetables raw or lightly steamed to preserve nutrients. Choose low-fat milks and cheeses for calcium. Use spices and herbs for flavour instead of extra salt.

Annual Ijtima` Majlis Ansarullah Canada

September 25-27 10, 2009

Nasir Ahmad Vance Nazim Reporting.

Friday September 25, 2009

First session of Majlis Shura was held at Baitul Islam under the chairmanship of Respected Maulana Naseem Mahdi Sahib Missionary Incharge Canada. It commenced after the Maghrib and Isha prayers with the recitation of Holy Quran by Mir Majeed Ahmad Sahib of Calgary. Then Maulana Naseem Mahdi Sahib conducted the Elections of National Sadr and Naib Sadr after the Ansarullah Pledge.

The rest of the Shura meeting was presided by Sadr Majlis Shafqat Mahmood Sahib. In this session reports of last year activities were presented and sub committees for new proposals were formed.

All sub committees held their meetings, after the dinner, until past midnight.

Saturday September 26, 2009

The day started with the Tahajjud and Fajr prayers. After the sumptuous breakfast first session started at 09:30 am.

Respected Lal Khan Malik Sahib Amir Jama'at Canada presided this session. After the recitation of Holy Quran and Poem of Hadhrat Promised Messiah^{AS}. Respected Amir Sahib addressed Ansar brothers and stressed the importance of Tabligh and asked Ansar brothers to offer their services to teach Holy Quran to our children.

"Open Door" A Unique Ceremony

This Year City of Vaughn launched a new "Open Door" programme to promote Tourism in Vaughn. The city included our mosque as one of the Tourist Attraction and held a ceremony at Baitul Islam to launch the programme. Respected Amir Sahib and Linda Jackson Mayor of Vaughn inaugurated this by cutting a ceremonial ribbon at 11:00am.

After the tea break Maulana Abdul Rashid Anwar Sahib Regional Missionary Montreal and Mansoor Ahmad Nasir Sahib Qaid Talim Majlis Ansarullah Canada addressed the ijtema.

Tabligh Presentations

Naseeruddin Malik Sahib Mua'win National Secretary Tabligh and Khalid Malik Sahib Zaeem Ansarullah presented about their Tabligh experiences in Northern Ontario and Ventral American country Ecuador respectively. Details of the first presentations are printed in this issue of Nahnu Ansarullah.

Educational & Sports Competitions

These were held after lunch and Zuhr & Asr prayers until dinner.

Final Session of Majlis Shura

This was held, after the Maghrib and Isha prayers under the chairmanship of Shafqat Mahmood Sahib Sadr Majlis. It concluded

Where did the Western Law come from?

Since the publication of legal scholar John Makdisi's 'The Islamic Origins of the Common Law' in the North Carolina Law Review, there has been controversy over whether English common law was inspired by medieval Islamic law.

The following article from Wikipedia suggests that the presumption of innocence, which was introduced to Europe by Louis IX of France soon after he returned from Palestine during the Crusades, was based on the presumption of innocence from its beginning, as declared by the caliph Umar in the 7th century. Read the portion under the heading 'Law'.

Professor John A. Makdisi concludes in his article in North Carolina Law Review, in June 1999:

"The Islamic legal system was far superior to the primitive legal system of England before the birth of the common law. It was natural for the more primitive system to look to the more sophisticated one as it developed three institutions that played a major role in creating the common law. The action of debt, the assize of novel disseisin, and trial by jury introduced mechanisms for a more rational, sophisticated legal process that existed only in Islamic law at that time. Furthermore, the study of the characteristics of the function and structure of Islamic law demonstrates its remarkable kinship with the common law in contrast to the civil law. Finally, one cannot forget the opportunity for the transplant of these mechanisms from Islam through Sicily to Norman England in the twelfth century."

Tarbiyyati Class Majlis Ansarullah Canada

Sunday May 10, 2009

Majlis Ansarullah Canada held the first Tarbiyyati Class of the year on May 10, 2009, at the regional level, under the guidance of Sadr Majlis, throughout the Canada. Following is the brief report of the various regions as provided by National Qaid Tarbiyyat Syed Tariq Ahmad Shah Sahib.

GTA York & GTA Central Regions

This combined class was held at Baitul Islam under the chairmanship of Respected Amir Sahib Canada. The main speakers were Maulana Naseem Mahdi Sahib Missionary Incharge Canada and Maulana Mirza Muhammad Afzal Sahib Professor Jamia Ahmadiyya Canada.

GTA East Region

Baitul Aafiat Mosque Scarborough was the venue of this class and was held under the chairmanship of Mohtaram Farhat Nasir Sahib Regional Amir GTA East. Maulana Nasir Mahmood Butt Sahib Regional Missionary and Farhat Nasir Sahib were the speakers.

GTA Peel Region

This was held at Baitul Hamd Mosque Mississauga under the chairmanship of Mohtaram Muhammad Ahmad Shah Rukne Khasoosi Majlis Ansarullah Canada. Maulana Hadi Ali Chaudhry Sahib Professor Jamia Ahmadiyya Canada and Maulana Mukhtar Ahmad Cheema Sahib Professor Jamia Ahmadiyya Canada were the teachers.

Windsor Ontario

This class was held under the chairmanship of Mubashar Ahmad Chughtai Sahib. Muhammad Akbar Sahib and Basharat Ahmad Sahib were the speakers.

Ottawa, Ontario

This class was held at Ottawa Mission House under the chairmanship of Ashraf Sial Sahib Regional Amir. Late Maulana Muhammad Tariq Islam Sahib Regional Missionary was the main speaker.

Montreal Quebec

This class was held under the chairmanship of Azizullah Sahib Regional Nazim Eastern Canada. Maulana Abdul Rashid Anwar Sahib Regional Missionary was the main speaker.

British Columbia

Combined class of all regions except Edmonton was held at Baitul Alnoor Mosque Calgary under the chairmanship of Mir Majeed Ahmad Tariq Sahib Naib Sadr Majlis Ansarullah Canada. Ch Abdul Bari Sahib Regional Nazim and Dr Attaur Rahman Sahib were the speakers.

Edmonton Alberta

This class was held at Baitul Hadi Edmonton under the chairmanship of Mirza Mohiyudin Sahib Zaeem Majlis Ansarullah. Dr Nadeem A Mian Sahib and Mirza Mohiyudin Sahib were the speakers.

comfortable environment. His or her words are quintessential and powerful and spoken with good manners. A humble person can defuse someone's anger with just a few words. One word spoken in humility has the significance of a thousand words. On the high tides of human interactions, humility is the lighthouse which provides signals of what to expect in the distance. To adhere to these signals, the screen of the mind and intellect must be clean. Humility gives the power to perceive situations, to discern causes of obstacles and difficulties, and to remain silent. When one does express an opinion, it is with an open mind and with recognition of specialties, strengths, and sensitivities of the self and others.

May Allah enable us to adopt the virtue of humility and humbleness in our daily life and make us faithful servant of Islam-Ahmadiyyat. May Allah accept our humble efforts in bringing a positive change in our lives. Ameen.

The "Fall of Man" and Anthropology

by Andrew Dickson White (1832-1918)

The Church has somehow survived the fierce blows from the development of science especially the theory of evolution. The fundamental doctrine of 'Original Sin' lost all its philosophical footing with the scientific revolution as evidence piled in the fields of geology, archaeology and biology. The Church, however, has been able to successfully ignore the evidence or push it under the rug and away from the consciousness of the masses. The

dogmas of Christianity seem to have survived the blows of Darwinian evolution. But they cannot survive the evolution of printing press into internet and websites, as that allows for the skeletons and demons to revisit centuries later and often!

Here, we reproduce a chapter of a book by Andrew Dickson White, detailing the geological and biological evidence against the doctrine of the *fall of man* or Original Sin. He was the founding President of Cornell University and published his book *A History of the Warfare of Science with Theology in Christendom*, in 1896. You can read this chapter online at www.alislam.org.

The Promised Messiah (on whom be peace) explained that if one wished to seek God one should look in the heart of the meek and the humble. He enjoined love and kindness towards all. In the current era the Promised Messiah (on whom be peace) gained exemplary humility by means of his utmost sincere devotion and subservience to the Holy Prophet's (peace and blessings be on him) and in turn he taught this virtue to his Community.

The individual or communal advancement of the Promised Messiah's (on whom be peace) Community lies in humility for the Promised Messiah (on whom be peace) had received Divine revelation proclaiming: "He is pleased with your humble ways." *(Revelation of the Promised Messiah (as) March 18 1907 Tadhkira English 2006 Edition pp 845)*

[*Huzur (aba) related several Urdu poetic verses of the Promised Messiah (on whom be peace) depicting the virtue of humbleness.*] Below is an English rendering of one couplet from *Durresameen.*

> The love of the beloved God is
>
> Truly realized by one who
>
> Negates oneself with humility!
>
> O you who seek the love of God
>
> Do avail of this antidote as well!

Summarizing an excerpt of the Promised Messiah (on whom be peace) regarding ways and means of adopting humility, one needs to exhibit love in response to hatred, one requires to forgive and cover other's faults, one needs to ever try and purify oneself and engage in self-analysis, hurt no one with one's words, respect one and all and inculcate the habit to saying Assalamoalaikum (Peace be upon you). May Allah enable us to act upon this guidance."

(Friday Sermon Dated January 2, 2004)

Conclusion

A humble person is able to function in all environments, no matter how unfamiliar or negative. There would be humility in attitude, outlook, words, and in connections and relationships. The humble person would not say, "It wasn't in my attitude, but the words just emerged." No, whatever the attitude, the outlook would be accordingly; whatever the outlook, the words would reflect that; and the three combined would assure quality interactions. The mere presence of a humble person creates an inviting, cordial, and

The Promised Messiah (as) always taught humility to his community and to others. One of his companions, A. R Dard (ra) writes about his advice to a bitter opponent Maulvi Muhmmad Hussain Batalvi:

"Prophets of God are not arbitrary judges or mere philosophers. Their love for the moral and spiritual amelioration of mankind supersedes every other consideration. They care little for their own prestige. So Ahmad (as) took this opportunity of impressing upon Muhammad Husain the supreme necessity and importance of humility for man. In the same letter he wrote to Muhammad Husain:

> *'God likes humility and humbleness; and the dealings of the Muslim divines with their fellow-beings should be of the highest excellence. What is religion, in support and defence of which efforts are being made day and night? Only this— that all our states, actions, movements and conditions should be regulated by the Will of God and His Messengersa. I think that of all aspects of human morals God does not like anything so much as meekness, humility, humbleness and every form of lowliness which excludes conceit. I remember once having a conversation with an extremely irreligious Hindu. He overstepped all bounds in heaping words of contempt on the true faith. Being jealous for the faith I acted upon the Quranic teachings: "Be severe on them" to some extent. But as the harshness was directed towards a particular person a revelation came to me saying: "You have been harsh. Kindliness is meet, Kindliness." After all, if we look at things in justice what are we and what is our Knowledge? If a little bird pecks in an ocean, what can it lessen of this ocean? Only this is better for us that we should remain dust as dust indeed we are. When our Lord does not like of us conceit and vanity, why should we have them at all? Humiliation is better for us than a respect which brings upon us the wrath of God."*

(LIFE OF AHMAD (as) by A.R Dard 2008 Edition pp 249-250)

"He is pleased with your humble ways."

On the subject of "Humility and Humbleness", Hadhrat Khalifatul Masih V (a.b.a) advised the community to adopt this virtue. He said:

"The Holy Prophet's (peace and blessings be on him) humbleness was such that he had said that it is not one's deeds that lead one to Paradise, and most humbly he included his own blessed self in the matter of being granted Paradise only by the grace of Allah's covering/shielding and not by virtue of his noble deeds.

'Amr b Sa'id b al-As reported: I was, with Uthman that he called for ablution water and said: I heard Allah's Messenger (may peace be upon him) say: When the time for a prescribed prayer comes, if any Muslim perform ablution well and offers his prayer) with humility and bowing, it will be an expiation for his past sins, so long as he has not committed a major sin; and this applies to for all times. (Number 0441: Sahih Muslim, Book 2)

Humble ways of The Promised Messiah (as)

The Humble ways of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian the Promised Messiah and Imam Mahdi (as) were exactly according to his Holy Master Hadhrat Mohammad Mustafa (pbh). In this subject Promised Messiah (as) says:

"To the degree that the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be on him) appears in the extreme of meekness and humility, to the same degree does he seem to be aided and illumined by the support and light of the Holy Spirit, as he has demonstrated in action and conduct. The circle of his lights and blessings is so vast and extended that its sample and reflection is visible eternally. The Divine grace and bounty that is descending in this age is obtained only through following and obeying him. I say truly that no one can be held to be righteous and the winner of the pleasure of God Almighty, nor can he be the recipient of the bounties, blessings, understandings, verities and visions which are bestowed at the highest degree of the purity of the soul, till he is completely lost in his obedience to the Holy Prophet [peace and blessings of Allah be on him]. This is affirmed in the Word of God as it is said:

> 'Say, If you love Allah, follow me, then will Allah love you.' (3:32)

I am the practical and living proof of this Divine promise. You will recognize me through the signs of those who are loved by God Almighty and are His friends which are set out in the Holy Qur'an." [Malfuzat, Vol. I, pp. 203-204] (Essence of Islam Vol 1 pp 219-220)

"One night this humble one invoked blessings on the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be on him) to such a degree that my heart and soul were filled with its fragrance. That night I saw in my dream that angels were carrying water skins full of light into my house and one of them said to me: These are the blessings that you invoked upon Muhammad (peace and blessings of Allah be on him)." [Brahin-e-Ahmadiyya, Ruhani Khaza'in Vol. 1, p. 598, sub-footnote 3] Essence of Islam volume 1 PP 211

The Holy Prophet (peace and blessings be on him) said that Allah the Exalted had revealed to him to enjoin to adopt humbleness and meekness so much so that none would have a sense of superiority over the other and that in order to guide and educate his companions the Holy Prophet's (peace and blessings be on him) own humility was such that he would even attribute aspects of false pride and its consequences to himself, although it is evident from his entire life that he was the embodiment of humility.

Narrating the some of the incidence in the life of the Holy Prophet (sa) as best exemplar of Humbleness and Humility, Hadhrat Khalifatul Masih V (aba) said:

"Once a Muslim and a Jew had an argument during which they both vowed by the prophets they believed in, asserting their greatness over all others. The Muslim slapped the Jew on which the Jew took the matter to the Holy Prophet (sa) who told the Muslim that he should not have exalted him over Moses. The Holy Prophet (sa) enjoined that no one would get salvation because of their deeds, including himself, that it could only be achieved by Allah's grace.

The faith-rousing incidence of victory of Mecca, a day that bore witness to the greatness of the Holy Prophet (pbh) yet he entered Mecca on camel back with his head bowed in prostration to the Almighty God as he glorified his Lord. Similarly in the farewell address of the Holy Prophet (sa) which he gave on his last Hajj, with expressions of extreme humility and humbleness made to Allah." (Friday Sermon March 11, 2005)

Some of Traditions on Adopting Humble Ways

Here are few tradition of the Holy Prophet (sa) about adopting humbleness in our daily life.

Haritha b. Wahb reported that he heard Allah's Apostle (may peace be upon him) as saying: May I not inform you about the inmates of Paradise? They said: Do this, of course. Thereupon Allah's Apostle (may peace be upon him) said: Every humble person who is considered to be humble if he were to adjure In the name of Allah, He would fulfill it. He then said: May I not inform you about the denizens of Hell-Fire? They said: Yes. And he said: Every haughty, fat and proud (person). (Number 6833: Sahih Muslim, Book 40)

Narrated by Haritha bin Wahb that I heard the Prophet saying, "Shall I tell you of the people of Paradise? They comprise every poor humble person, and if he swears by Allah to do something, Allah will fulfill it; while the people of the fire comprise every violent, cruel arrogant person." (Number 651: Sahih Bukhari, Book 78)

“Successful indeed are the believers, who are humble in their Prayers.” (23:2-3)

The Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him), has said: “No servant of Allah humbles himself for the sake of Allah, but Allah thereby brings about his Raf'a.” Raf'a is an Arabic word meaning 'to raise'. It does not mean that Allah will lift him bodily to heaven. Obviously it means that Allah will exalt his status before Him.

True humility can only be achieved by mentally concentrating on the attributes of Allah. When His immense greatness dawns on someone, one has no choice but to be humbled.

Humble Ways of the Holy Prophet (sa)

The humble prayers of the Holy Prophet (Pbh) had changed the lives of all Arabians. As the Promised Messiah (as) says:

“Have you any notion what was the strange event that occurred in the desert country of Arabia when hundreds of thousands of the dead were revived within a brief period and those who had been misguided through generations put on Divine color, and those who were blind obtained sight, and those who had been dumb began to speak of the understanding of the Divine, and the world underwent a revolution which had never been seen or heard of before? It was the supplications during dark nights of one who had lost himself in God which raised a clamour in the world, and manifested such wonders as appeared impossible in the case of that unlearned helpless one. Send down Thy blessings and peace, O Allah, on him and his people according to the amount of pain and anguish he felt for his Ummah, and pour down upon him the lights of Thy mercy forever.” *[Barakat-ud-Du'a, Ruhani Khaza'in, Vol. 6, pp. 10-11]* Essence of Islam Vol : 1 PP 318

The Holy Prophet (sa) the Best Exemplar of Humbleness and Humility

The Holy Prophet (peace and blessings be on him) was the most excellent embodiment of humility in spite of the lofty spiritual status that Allah the Exalted had bestowed on him. His teachings are replete with adopting humbleness; he enjoined that one should adopt humility to such an extent that none would feel pride over another. Having declared that he was the chief among all mankind he asserted that he had no sense of pride in it, he enjoined that whoever adopts humility for the sake of Allah is elevated by God and that this is done in corresponding degrees to the measure of humility one observes.

Characteristics of a Humble Person

In the Holy Qur`an Allah has mentioned Characteristics of those who acquire humbleness:

" And give thou glad tiding to the humble. Whose hearts are filled with fear when the name of Allah is mentioned, and those patiently endure whatever befalls them and those observe Prayer and spend out of what We have provided for them." (22:35-36)

In the commentary for the above verses of the Holy Qur`an, Hadhrat Khalifatul Masih II (ra) mentioned the four characteristics of *Mukhbeteen* (i.e humble one):

(1) Their hearts are filled with fear when Allah is mentioned;
(2) They patiently bear all sorts of hardships and privations in the way of God
(3) They purify themselves by saying their Prayers regularly and punctually
(4) They serve mankind with all that God has bestowed upon them with all the means at their disposal.

(Tafseer-e-Kabeer Vol 6 Sorah Al-Hajj pp 52) (English 5 Volumes Commentary pp 1750)

Humility is the Essence of Prayer

According to the Holy Prophet, (peace and blessings of Allah be upon him), Salat (Prayer) is the pinnacle of the spiritual life of the believer. It is the highest form of Divine worship. The Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him), is further reported to have observed:

"Prayer brings the believer into communion with his Lord." (Muslim)

It must be realized that sincere prayer never goes in vain. Sometimes, the deep spiritual experience of the intense love of God brings tears to the eyes. Sometimes, a milder pleasure of love fills the heart with sublime happiness. These experiences are signs of the Prayer being alive, meaningful and fruitful. Otherwise, just a performance of formality is not enough to benefit man. That would be obeying an order without one's heart being in it. That is why it is highly essential that every beginner should keep this noble objective before him and always try to make his Prayers come alive. The Salat combines all forms and degrees expressive of *humility and submission.* The worshippers stand in rows and respectfully behind the Imam. Sincerity and humility are the essence of prayer. Allah enjoins believers:

In the Name of Allah, the Gracious, the Merciful

He is pleased with your humble ways

Abdul Basit Qamar Baqapuri

Regional Nazim Majlis Ansarullah GTA Central

(Editor's Note: *During National Ijtima of Majlis Ansarullah Canada 2009, an Essay Competition was held on the above topic and this essay received the first prize. It is printed here without any change or editing.)*

The objective of Man's life

In order to study humble ways of Allah, one should ponder upon the purpose of our creation. This was beautifully mentioned by the Promised Messiah (as). He says:

"Different people, being short-sighted and lacking high resolve appoint different purposes for their lives and limit themselves to worldly goals and ambitions. But the purpose that God Almighty has appointed for man in His Holy Word is as follows:

"I have created men and jinn so that they may know Me and worship Me." (51:57)

Thus the true purpose of man's life is the worship of God, His understanding and complete devotion to Him. It is obvious that man is not in a position to appoint the purpose of his own life, for he does not come into the world of his own accord, nor will he depart there from of his own will. He is a creature and the One Who created him and invested in him with better and higher faculties than those of all other animals, has also appointed a purpose for his life. Whether anyone penetrates to it or not, the purpose of man's creation without a doubt is the worship and the understanding of God and complete devotion to Him." *(The Philosophy of the Teachings of Islam pp 150)*

Muslims constantly strive to remember and practice Islamic virtues, and put them into practice throughout their daily lives. Among these great Islamic virtues are submission to Allah, self-restraint, discipline, sacrifice, patience, brotherhood, generosity, and humility.

In English, the word "humility" comes from the Latin root word which means "ground." Humility, or being humble, means that one is modest, submissive and respectful, not proud and arrogant. You lower yourself to the ground, not elevate yourself above others. In prayer, Muslims prostrate themselves to the ground, acknowledging human beings' lowliness and humility before the Lord of the Worlds.

Wednesday, August 13, 2009

Sudbury: (Population: 165,000 – 465 KM from Toronto)

Elgin Street Mission: This is a large facility that provides 3 meals a day to homeless people. We were given a detailed tour of the mission by administration incharge. We appreciated the work being carried out by the mission and informed them about similar projects undertaken by Ahmadiyya Jama'at.

Police Headquarters: Both chief and deputy chief were out of province so we were greeted by 2 of his staff members. Mr. Robert Keetch and Mr. Robert Thirkill listened to our presentation and appreciated our visit. They were given packages to pass on to the Chief as he comes back.

The Sudbury Star Newspaper: We visited the newspaper office and met with the editor. The purpose of our visit was briefed and the media package was given to him. The Sudbury Star covered this story in the newspaper.

http://www.thesudburystar.com/ArticleDisplay.aspx?e=1694558&auth=MARIA%20CALABRESE,%20SUN%20MEDIA,%20NORTH%20BAY%20NUGGET

Sudbury Interfaith Dialogue: When we arrived St. Patrick's Catholic Church there were 15 members of interfaith council were waiting for us. The members in attendance included Imam Abdul Haq (Labenon) & his wife, President of Sudbury Multicultural Association, Mr. Meho Halimich (Bosnian), a Pakistani woman and 2 Pakistani men. A detailed presentation was given including incidents and examples of our Holy Master Muhammad (sa). During entire presentation Imam and other Muslim members nodded their heads in agreement. During Q&A session one Pakistani man stood up and started talking against jama'at and stated that we were declared non-Muslims in 1974. He said that we do not have right to represent Islam. He was immediately stopped by the council and Imam said that we are guests of the council and we should not get into our minor differences. Other Muslim members also showed their anger toward this man. Imam suggested us to meet with them in a separate meeting to discuss our differences.

"Islam has five fundamental articles of faith, which must be professed by everyone who desires to become a Muslim. Although Islam is already divided into many sects -- like all other religions -- on this issue there are no two opinions. By whatever title the sects are recognised, be they Sunnis or Shi'ites, all believe in these five fundamental articles."

Willowgrove United Church: We arrived at this Church as per scheduled appointment. Pastor Susan welcomed us to join a group present in the meeting room. This group included Pastor Dr. Mogharabbi, a Sunday school teacher and two grade 9 boys. It was a very interactive session and group listened to our presentation and was very appreciative of our journey.

Picture with Mayor of Sault Ste. Marie, Mr. John Rowswell:

Elliot Lake: (Population: 11,000 – 635 KM from Toronto)

Chief of Police: We met with Chief of Police just before our meeting with Mayor. Chief appreciated our visit and listened to our presentation. He stated that we should involve more organizations at local level to get maximum exposure. He suggested us to contact Rotary Club in Sault Ste Marie which has large membership of local businessmen and professionals.

Mayor: His worship Mayor Rick Hamilton welcomed us warmly and provided us few important leads to local Churches. He also provided us the contacts of local newspaper and radio channel.

staff. He accepted our request to moderate the interfaith event in Sault Ste Marie. He presented us the caps of Sault Ste Marie Police as token of appreciation.

Mayor John Rowswell: We met with His worship Mayor John Rowswell. Mayor was a bit cautious of our visit. He asked us in detail about our meeting with Church. He did accept our invitation to attend the interfaith seminar as it is scheduled. He was also briefed about Mr. Harper's visit to Calgary Mosque at the inauguration of Baitun Nur.

Picture with Chief of Police Sault Ste. Marie, Mr. Robert Davies:

The Sault Star Newspaper: We visited the Sault Ste Marie newspaper, the largest in the town. We met with Editor Frank Rupnik. As it was lunch time we could not have detailed discussion but he promised to read the introductory material and write a story in the paper.

Espanola: (Population: 55, 00 – 540 KM from Toronto)

We arrived at City Hall around 2pm without appointment and found that Mayor was out of town. Town clerk told us that there will be a council meeting at 7pm and we could be on stand by for presentation. We decided to attend the council meeting but need to consume 5 hours now.

The Mid-North Monitor Newspaper: We arrived at this newspaper office and the Editor, Rosalind Raby, received us in somewhat cold manner. Alhamdolillah once we made our presentation to her she not only promised to cover our story but also promised to send a staff writer to the council meeting to attend our presentation. We expressed our disappointment for not been able to meet with any Church in Espanola. She called Pastor of her Church and made an appointment for us. She also advised us to visit Calvary Baptist Church and gave us the contact information.

Queensway Pentecostal Church: We met with Pastor Dave Long at this Church. Dave listened to our presentation and expressed his interest in the interfaith seminar. He promised to present this proposal in next inter-Church council meeting and get back to us. We also visited Calvary Baptist Church and met with Pastor.

Council Presentation: Council meeting started at 7:30pm. The attendees included Mayor, six councillors, and a newspaper reporter. Although time allotted was 10 minutes but we were given open time to complete our presentation. After presentation most councillors asked questions regarding Hijab, Jihad, Sharia Law etc. Council appreciated our visit at the end.

Wednesday, August 12, 2009

Sault Ste Marie: (Population: 75,000 – 835 KM from Toronto)

St. Gregory's Church: We met with Rev. Victor Amadio at St. Gregory's Church as per prescheduled appointment. A detailed presentation was given to Reverend followed by many questions by him about format of interfaith seminar. He seemed excited to hold this seminar in his Church and promised to get back to us in near future.

CTV: We visited CTV station and requested for an interview. Unfortunately the only news reporter was on the road to cover a major accident. We left our contact information for any opportunity for a telephonic interview or a news clip of our visit.

Chief of Police: We arrived at Police headquarters without any prior appointment with Chief of Police. Despite his prior appointments Chief Robert Davies met with us. Chief was very excited and appreciative of our journey. He stated that majority of residents of town are ignorant of true teachings of Islam and we need to educate them. He requested us to notify of our next visit so he can arrange our presentation to his senior

Tuesday, August 11th

Sturgeon Falls: (Population: 14,000 – 385 KM from Toronto)

Flyer Distribution: We distributed brochures with door to door visits and also in downtown area. This town is aged population of 5000. Few people refused to accept brochures. Some others appreciated and stated that there is very negative impression of Islam in the local residents and we do need to hold interfaith seminars here.

Chief of Police: We visited Police Headquarters and requested to meet with Chief of Police. Chief Chuck Seguin was present and welcomed us warmly. We made presentation to him and presented him gifts of books.

Meeting with Mayor: We were warmly welcomed by Her worship Mayor Joanne Savage in her office. One local social worker, a Bahai lady, was also present in the meeting. It was one hour session with our presentation followed by Mayor's briefing of prospects for new comers to West Nippising. Mayor had arranged for lunch. When we mentioned her about difficulty in contacting Churches she promised to contact them and get back to us by Wednesday so we can meet them on our way back from Sault Ste Marie.

Picture with Mayor of Sturgeon Falls, Ms. Joanne

Picture with Mayor of North Bay, Mr. Victor Fedeli:

North Bay Nugget – A Daily Newspaper: We visited the office of this newspaper and were greeted warmly. The Story Writer took our interview for 15 minutes and it was printed in the newspaper on same day.

http://www.nugget.ca/ArticleDisplay.aspx?archive=true&e=1693510

Multi Faith Council: Rev. Marie Loewen of Christ Church Anglican arranged a meeting with members of Multi faith Council. 7 members attended including a Dr. Salama of North Bay Muslim community. This detailed session included introduction to Jama'at, issues of Salvation, Women rights and personality of Jesus (as). The council members agreed to pursue the interfaith seminar proposal and will discuss in next Council meeting.

Chief of Police: We visited the Police Headquarters. Chief of Police was out of town and we were entertained by his designated officer. Jama'at introduction was given and purpose of our visit was explained to him.

presented a package consisting on various flyers, 2 booklets of Hazur (aba) sermons, Philosophy of Teachings of Islam and Islam's Response to Contemporary Issues.

Picture with Mayor of Huntsville, Mr. Claude Doughty:

Trinity United Church: The next meeting was with Rev. Derek Shelly at Trinity United Church. Rev. Derek welcomed our visit and listened to our presentation positively. He expressed his pleasure on our visit and promised to present our plan for interfaith seminar in his council.

North Bay: (Population: 55,000 – 325 KM from Toronto)

Mayor Office: Mayor Victor greeted us in his office and briefed us about his various initiatives of welcoming new comers and attending various ethnic & religious groups including 1st Mosque in North Bay. Mayor was presented with Jama'at introduction followed with discussion on various topics. This meeting lasted 45 minutes and ended with very positive comments.

Tabligh Report Northern Ontario

(Naseeruddin Malik)

This report summarizes our journey to Northern Ontario to convey the message of Islam and Ahmadiyyat to smaller towns as per instructions of our beloved Hazur (aba). By the Grace of Allah we saw blessings of God Almighty throughout our journey. There were many instances when we were desperate to approach certain contacts with no means but we got unexpected leads that took us to those contacts. *Alhamdolillah.* During this journey we visited 7 towns, met with 6 Mayors, 3 Police chiefs, 2 designates of Police Chief, 3 newspapers, CTV and 8 Churches.

The visiting group consisted of following members:

1. Khawaja Imtiaz – Qaid Tabligh Majlis Ansarullah
2. Tanvir Sheikh – Member of Exhibition group in National Tabligh Department
3. Naseeruddin Malik – Mua'win National Secretary Tabligh

The group departed from Baitul Islam Mosque on Monday, August 10th after Fajr prayer. Respected Amir Sahib was graciously present and led the prayers. This visit was planned for following towns of Northern Ontario:

1. Huntsville
2. Sudbury
3. North Bay
4. Sturgeon Falls
5. Espanola
6. Elliot Lake
7. Sault Ste Marie

The appointments were made with Mayors and Churches in advance.

Monday, August 10th

Huntsville: (Population: 20,000 – 195 KM from Toronto)

Meeting with Mayor: Mayor Claude Doughty welcomed us in his office. Mayor was well prepared before our arrival and mentioned us that he has already done some research about our Jama'at through information available at various websites.

A detailed introduction was presented to him about Jama'at and various social, humanitarian and religious projects. At the end of the meeting Mayor said that he was curious why we are coming to meet him but now he understands our objectives and welcomes us with his full support. Mayor offered us the 400 seat auditorium in City office to hold our 1st Interfaith Seminar and agreed to moderate the event. Mayor was

The Excellence of Prophethood

From writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad[as], The Promised Messiah & Mahdi

The life of the Holy Prophet, peace be on him, was a life of grand success. In his high moral qualities, his spiritual power, his high resolve, the excellence and perfection of his teaching, his perfect example and the acceptance of his prayers, in short, in every aspect of his life, he exhibited such bright signs that even a person of low intelligence, provided he is not inspired by unreasonable rancour and enmity, is forced to confess that he was a perfect example of manifestation of Divine qualities and was a perfect man. *(Al-Hakam, 10th April, 1902, p. 5)*

It is my belief that if, leaving the Holy Prophet, peace be on him, aside, all the Prophets who had preceded him had combined to perform the task and to carry out the reform which the Holy Prophet performed and carried out, they would not have been able to do so. They had not the heart and the strength which had been bestowed upon the Holy Prophet. If any one should say that this shows disrespect towards the other Prophets, he would be guilty of uttering a calumny against me. It is part of my faith to honour and respect the Prophets, but the Holy Prophet's superiority to all other Prophets is the principal part of my faith and my whole being is saturated with it. It is not within my power to exclude it. Let my unfortunate opponent, who is sightless, say what he pleases, but our Holy Prophet, peace be on him, performed a task, which all the others combined together, or separately, could not have performed. This is Allah's grace which He bestows upon whomsoever He so wills. *(Malfoozat, Vol. II, p. 174)*

For all the children of Adam there is now no Messenger and intercessor other than the Holy Prophet Muhammad (sa) the chosen one, may peace and blessings of Allah be upon him. So you should endeavour to cultivate true love for this magnificent and majestic Prophet and not place any one else above him in any manner so that you may be counted in Heaven among those who have attained salvation. Remember also that salvation is not something which is attainable only after death. Rather true salvation manifests its light in this world. Who is truly delivered? One who believes that God is Truth and that the Holy Prophet, may peace and blessings of Allah be upon him, is the intercessor between God and mankind; he also believes that under God's command there is no book of the status of the Holy Quran. And for none else God proclaimed that he should live for ever with his message and his law, but this Noble Prophet lives for ever. *(Roohani Khazain, Vol. 19, P. 13, Kashtee Nuh)*

Selected Verses from the Holy Qur'ān

Chapter 29: Al-`Ankabut

[29:1] In the name of Allah, the Gracious, the Merciful.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿١﴾

[29:2] Alif, Lam, Mim.

الٓمّٓ ﴿٢﴾

[29:3] Do men think that they will be left alone because they say, 'We believe,' and that they will not be tried?

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُّتْرَكُوْٓا أَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿٣﴾

[29:4] And We did try those who were before them. So Allah will, assuredly, know those who are truthful and He will, assuredly, know the liars.

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٤﴾

[29:5] Or, those who commit evil deeds imagine that they will escape US? How ill they judge!

أَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ أَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۚ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٥﴾

[29:6] Whoso hopes to meet Allah, let him be prepared for it, for Allah's appointed time is certainly coming. And He is the All-Hearing, the All-Knowing.

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦﴾

[29:7] And whoso strives, strives only for his own soul; verily, Allah is Independent of all His creatures.

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧﴾

[29:8] And as to those who believe and do righteous deeds We shall surely, remove from them their evils, and We shall, surely, give them the best reward of their works.

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٨﴾

[29:9] And We have enjoined on man kindness to his parents; but if they contend with thee to make thee associate that with ME of which thou hast no knowledge, then obey them not. Unto ME is your return, and I shall inform you of what you did.

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۚ وَإِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩﴾

[29:10] And those who believe and do righteous deeds - them We shall, surely, admit into the company of the righteous.

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠﴾
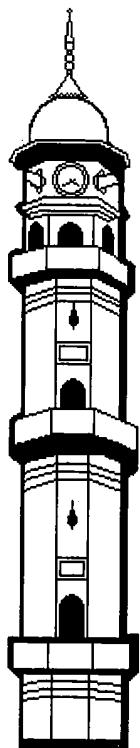
قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ

(Holy Qur'ān, 3:53 & 61:15)

Quarterly

Nahnu Ansarullah Canada

Volume, No. 11
January to March 2010

A publication of
Majlis Ansarullah Canada
An auxiliary of
Ahmadiyya Muslim Jama'at Canada

Majlis Ansarullah Canada
100 Ahmadiyya Avenue,
Maple, ON L6A 3A4

In this Issue

THE PLEDGE

(The practice is that on the occasion of meetings and gatherings of Majlis Ansarullah members stand up and repeat the pledge jointly.)

On the occasion of the Annual Ijtima of Majlis Ansarullah held in Rabwah in October 1956 Hadrat Khalifatul Masih II (May, Allah be pleased with him) approved the following pledge for members of Majlis Ansarullah.

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِيْکَ

لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

ASH-HADU ALLA ILAHA ILLALLAHU WAHDAHU LA SHARIKA LAHU WA ASH-HADU ANNA MUHAMMADAN ABDUHU WA RASULUHU.

(I bear witness that there is no God but Allah, the One, without any partner. And I bear witness that Muhammad (P.B.U.H) is His servant and His messenger.)

I solemnly pledge that I shall endeavor throughout my life for the propagation and consolidation of Ahmadiyyat in Islam and shall stand guard in defense of the institution of Khilafat. I shall not hesitate to offer any sacrifice in this regard. Moreover, I shall exhort all my children to always remain dedicated and devoted to Khilafat. Insha Allah Ta'ala.

Nahnu Ansarullah

CANADA

January to March 2010 | Volume, No. 11

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا
تَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ
وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝
الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝

(البقرة 2:154-158)

"O ye who believe seek help with patience and Prayer; surely Allah is with the steadfast.

And say not of those who are killed in the cause of Allah that they are dead; nay, they are living; only you perceive not.

And We will try you with something of fear and hunger, and loss of wealth and lives, and fruits; but give glad tidings to the paitent,

Who when a misfortune overtakes them, say, 'Surely, to Allah we belong and to Him shall we return.'

It is these on whom are blessings from their Lord and mercy, and it is these who are rightly guided." (Al-Baqarah 2:154-158)

A Publication of MAJLIS ANSARULLAH CANADA